پیغام مکہ

جلد اول

مؤلف

ندیم ایاز

مکتبہ دار الرحیل

تالیف: پیغام مکہ جلد اول
مولف: ندیم ایاز
سال اشاعت: 2021
قیمت: 250
مکتبہ: دارالرحیل

فہرست

مقدمہ 3
مختصر تعارف 4
تالیفات 5
(1) زلزلےعبرت ونصیحت، اسباب وعلاج 6
(2) شرکِ بتاں اور مجسموں سے اجتناب 13
(3) (ضمیرمفہوم، اہمیت، اقسام واحکام) 22
(4) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی عظمت وشان 28
(5) اللہ سے عافیت و سلامتی طلب کریں 34
(6) ’’ تجسس(جاسوسي کرنا، ٹوہ میں لگنا) اور اس کے سنگین نتائج ‘‘ 39
(7) اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں (سماعت وبصارت) اور اُن کا شکر ادا کرنا 44
(8) اسلام میں مسلمان کے سماجی حقوق 48
(9) ریٹائرمنٹ کے بعد فرصت کے لمحات! 53
(10) ماہ رمضان! خیر کے کاموں میں سبقت لے جانے کا موسم 58
(11) بلند ہمتی کے فوائد 63
(12) حدیث قدسی: میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے.. 66
(13) سورة الکوثر کی تفسیر 68
(14) شذراتِ نبویﷺ. 72
(15) ہماری ذمہ داری! زمین کو آباد کرنا اور اسے ماحولیاتی آلودگی اور آب وہوا کی تبدیلی سے بچانا 74
(16) محاسنِ اسلام 78
(17) احسان کے معانی 82
(18) زندگی کی آخری سانس تک اللہ کی عبادت کرتے رہیں 90
(19) انسان کے بعد اُس کا ذکرِ خیر 93
(20) اللہ پر توکل اسباب کے اختیار کے ساتھ. 99
(21) انسان کی قدرومنزلت 102
(22) اللہ کی تسبیح کی اہمیت وفضیلت 107
(24) بڑھتی ہوئی طلاق کی شرح ناپسندیدہ عمل 114

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے آج اس کتاب کی پہلي جلد کی تکمیل ہوئی۔ یہ 24خطبات پر مشتمل ہے تکرار سے بچنے کے لیے اور اختصار کی خاطر ان خطبات کے ہر دوسرے خطبے کے حصے سے دعاوں کو اکثر حذف کردیا ہے اور ابتدایی حصے میں بھی حذف سے کام لیا گیا ہے ۔ یہ خطبات صاف اور واضح پیغامات پر مبنی ہیں (خطبات کی فہرست کتاب کے آغاز میں موجود ہے) جن کا سمجھنا ہر خاص وعام کے لئے بالکل آسان ہے ۔ پھر بھی کسی جگہ مشکل پیش آئے تو اپنے محلے کے علماء سے پوچھ لیا کریں یا مجھ سے واٹس ایپ نمبرپہ رابطہ کریں ۔ یہ سب کام اس نیت سے کیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوسکیں ۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور عوام سب کے لئے مفید ہے ۔ شیخ کامران یاسین صاحب سے باقاعدہ اجازت لےکر یہ خطبات islamfort.com ویب سائٹ سے ہوبہو لئے گئے ہیں۔ لیکن کمپوزنگ کی غلطیاں نکالنے کی میں نے حتی الوسع پوری کوشش کی ہے ۔ پھر بھی علماء سے درخواست ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی بھی قسم کی غلطی ہوئی ہوتو مجھے ضرور آگاہ کرلیں تاکہ آیندہ اسے غلطیوں سے پاک کرکے مزید بہتر بنایا جاسکے ۔ میں اپنے بہن بھائیوں اور شاگردوں سے خصوصی طور پر اور تمام مسلمانوں سے عمومی طور پہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کتاب کا خود بھی مطالعہ کریں اور بیوی بچوں سے بھی مطالعہ کروائیں۔ سکول کالج اور کمپنیوں کے انتظامیہ سے درخواست ہے کہ کچھ وقت درس قران وحدیث کے لئے بھی دے دیں طلباء اورملازمین کے مثبت کردار کی تعمیر میں یہ ایک اہم پیش رفت ہوگی ۔ یہ کتاب ایک آسان اور قابل فہم مجموعہ ہے یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے کسی خاص مسلک، فرقے یا تنظیم کی کتاب نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو تمام مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور صدقہ جاریہ بنادے آمین ۔ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے، میرے والدین، بیوی بچوں اور بہن بھائیوں کے لئے دعا کیجئے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے ۔ تمام عالم اسلام کو بلکہ تمام انسانیت کو دعا میں یاد رکھا کریں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے دعاگو ہوں ۔ جزاک اللہ خیرا

قاری شیخ ندیم ایاز حفظہ اللہ تعالیٰ
2 نومبر 2021 ۔ کراچي

whatsapp 00923172134743
Peaceofmindna.com website
Peaceofmind.na facebook page

مختصر تعارف

میں نے قرآن کریم قاری نورالامین صاحب کے پاس حفظ کیا آخری 4 پارے ۱۱ دن میں حفظ کئے ۔ حفظ دور قاری ظاہرصاحب کے پاس کیا، درس نظامی کی کتابیں شیخ عبدالوکیل صاحب، عنایت اللہ صاحب، شیر عالم صاحب، روح الامین صاحب، عبدالروف صاحب، ھاشم صاحب اور صدرا لشھید صاحب اور بھی علماء سے کتابیں پڑھیں میں ان سب کے لئے دعا گو ہوں ۔

دورہ تفسیر القرآن شیخ عبد السلام رحمہ اللہ، شیخ امین اللہ صاحب، شیخ أفضل خان شاہ پور شیخ، شیخ طیب صاحب، شیخ امیر حسین باچا صاحب، شیخ ولي اللہ اور شیخ روح الامین صاحب سے کئے ۔

اتحاد المدارس مردان اور وفاق المدارس السلفیہ فیصل آباد سے درس نظامی کے امتحانات دئیے ۔ تجوید اور حفظ کی بھی وفاق سے امتحان دیئے اور سب کے سند حاصل کئے ۔ ادیب عربی کا امتحان دیا اور سند حاصل کی ۔

تقابل ادیان کے تمام کورسز کئے ۔ میٹرک میں سکول میں دوسری پوزیشن حاصل کی ۔ ہمارے گاوں میں میٹرک کا جو سب سے پہلا بیچ پاس ہوا اس میں میرے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلی پوزیشن لی تھی اور اب بھی ان کانام سکول میں پوزیشن لینے والوں کی لسٹ میں اول لکھا ہوا ہے ۔ میں نے علم نفسیات میں بی ایس کیا، پاکستان انسٹیٹیوٹ آف منیجمنٹ سے انڈسٹریل اینڈ ارگنائزیشنل سائکالوجی میں ڈپلومہ کیا، ہیپی لائف سائکولوجیکل سروسز سے چھ مہینے کا کورس کلینیکل سائکالوجی میں کیا ۔ کمپلیمینٹری تھراپیز میں ڈپلومہ سری لنکا سے، این ایل پی اور ہپناسز کورسز سر ارسلان لاڑیک اور سر سدید مرزا کے ذریعے امریکن بورڈ آف نیورولنگویسٹک پروگرامنگ سے کیا، پریسٹن یونیورسٹی سے ڈاکٹر عمران صاحب سے این ایل پی کے ایک سالہ کورس میں داخلہ لیا لیکن ایک سیمیسٹر کے بعد مکمل نہیں کرسکا ۔ ایم فل لیڈنگ ٹو پی ایچ ڈی نفسیات میں داخلہ ہوا ایک سیمیسٹر کے بعد وہ بھی پورا نہ کرسکا، اب بھی میں ایک تین سالہ کورس کررہا ہوں جس کا دوسرا سال جاری ہے اب دیکھنا ہے کہ یہ مکمل کرتا ہوں یانہیں؟ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔

کئی آن لائن کورسز مکمل کئے اور ایک خاصی تعداد میں سیمینارز اور ورکشاپس اٹینڈ کئے ۔ ملک کے اندر سوات، مری، ایوبیہ، نتھیاگلی، ناران کاغان، مانسہرہ، بالاکوٹ، پیربابا، دیر، تیمرگرہ، مینگورہ، سوات، بحرین، مدین، کالام، اوشو گلیشیئر، باجوڑ، مظفر آباد، چکار، نون بنگلہ، پشاور، چارسدہ، تورڈھیر، لاہور، مرید کے ، سرگودھا، چیچیاں گاوں، ٹھٹھہ، درہ آدم خیل، باڑہ، پنجپیر، بڈہ بیر، وغیرہ کے سفر کئے اور وقت گزارا، زیادہ تر وقت کراچی میں گزرا ۔

عمرہ کے سفر میں جدہ، مکہ ۔ مدینہ اور خیبر کے علاقوں کی زیارت نصیب ہوئی الحمد للہ ۔ دبئ کے سفر میں ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب کے تین روزہ پیس کانفرنس میں شرکت کی اور مختلف خوبصورت مقامات اور خصوصا ابوظہبی کی مشہور شیخ زید مسجد جانا ہوا۔

اب تك سات افراد بشمول عورتوں نے میرے ھاتھوں اسلام قبول کیا ھے ۔ الحمدللہ ۔

13 مرتبہ خود دورہ تفسیر القرآن کے درس دئے مختلف مقامات پر ۔ اس کے علاوہ روزانہ کے دروس اور جمعہ کے خطبات اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بے شمار ہیں ۔ مسجد ابراہیم میں پورے دس سال خطابت اور درس کے فرائض سرانجام دئیے۔

اب ایمان انسٹیٹیوٹ کے نام سے أیك علم وھنر کا ادارہ اور پیس آف مائنڈ کے نام سے أیك دعوتي إصلاحي ادارہ چلا رھا ھوں ۔ اللہ تعالی برکتیں عطا فرمائے آمین

بہت سے طلباء اور طالبات نے مجھ سے قرآن وحدیث سیکھا میں ان سب کے لئے دعا گو ہوں یہ سب میرے اور میرے اساتذہ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں ۔

تالیفات

(1) قرآنی دعائیں
(2) اللہ کے بندے مادہ پرست نہیں ہوتے
(3) اصلاح النساء
(4) طرق التفسیر
(5) قرآن مجید کی تفسیر کے اقسام
(6) المناهج المختلفة للمفسرين
(7) الكبائر التي ذكرها الإمام الذهبي
(8) اسلام سائنس اور الحاد
(9) ملحدین کے پچاس اعتراضات کے جوابات
(10) ملحدین کی اصلاح
(11) خدا کے بارے میں ملحدین کی پریشانی کا علاج
(12) پاکستان میں اسلامی دستور کے لیے علماء کے 22 متفقہ نکات
(13) أسهل طريقة لحفظ القرآن الكريم
(14) صحیفہ ہمام بن منبہ
(15) المعجم الصغیر للطبرانی
(16) پیغام مدینہ جلد اول
(17) پیغام مدینہ جلد دوم
(18) پیغام مدینہ جلد سوم
(19) پیغام مدینہ جلد چہارم
(20) پیغام مدینہ جلد پنجم
(21) پیغام مدینہ جلد ششم
(22) پیغام مکہ جلد اول
(23) مقالات حصن المسلم جلد اول
(24) مقالات سیرت جلد اول
(25) مقالات سیرت جلد دوم
(26) مقالات سیرت جلد سوم
(27) مقالات حصن المسلم جلد دوم
(28) مقالات حصن المسلم جلد سوم
(29) مقالات حصن المسلم جلدچہارم
(30) مقالات حصن المسلم جلد پنجم
(31) مقالات حصن المسلم جلد ششم
(32) مقالات حصن المسلم جلدهفتم
(33) مقالات حصن المسلم جلد هشتم

(1) زلزلے عبرت ونصیحت، اسباب وعلاج

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو سب کچھ جاننے والا اور بے انتہاء قدرت والا ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الشوریٰ – 11

اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اس نے ہر چیز کو بہترین اندازے سے بنایا ہے، اس کے پاس ہر چیز کا علم ہے، اور ہر چیز کی تعداد بھی معلوم ہے۔ لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۔الأنعام – 103 اس (اللہ)کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی اور وہ (اللہ) سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سو اکوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں، اُس کے پسندیدہ اور دوست ہیں، اُس کے نزدیک سب سے محبوب ترین ہیں، جنہوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا، امانت کاحق ادا کیا، اُمت کو نصیحت کی اور ہمیں ایسے روشن راستے پر چھوڑا جس کی رات بھی دن کی طرح (روشن) ہے، اس سے وہی شخص دور رہے گا جو ہلاک ہونے والا ہو۔

آپﷺ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں، اور ان کے پاکیزہ اہلِ بیت پر بھی، اور ان کی ازواجِ مطہرات امہات المومنین پر بھی، اور تمام صحابہ وتابعین پر بھی، اور قیامت تک ان تمام لوگوں پر بھی جو اچھے انداز سے ان کی پیروی کریں گے۔

حمدو ثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ الحديد –28

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا (۱) اور تمہیں نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ کے بندو! لوگوں کی زندگی میں اتار چڑہاؤ ہوتا رہتا ہے، کبھی خوف ہے تو کبھی امید، لین دین کے معاملات ہیں، کبھی طاقت اور کبھی کمزوری، ان تمام چیزوں کے باوجود یا تو وہ کسی خیر اور نعمت کی امیدیں

رکھتے ہیں، یا کسی شر اور مصیبت سے ڈرتے ہیں۔ اور ان کی امید اور خوف کا تعلق ان کے دین، ان کی ذات، عقل، مال اور عزت سے ہے۔اور جہاں ایک طرف وہ ہدایت کی امیدرکھتے ہیں وہاں گمراہی کے خدشات بھی ہیں، زندگی کی امیدوں کے ساتھ ساتھ نا حق موت کے خطرات بھی ہیں، اگر حقیقی ومعنوی عقل کی سلامتی کی امیدیں ہیں تو اس کے خراب ہونے کا ڈر بھی ہے۔ اور عزت اور مال کا بھی یہی حال ہے۔ اور وہ اللہ تعالی کے حکم سے ہونے والی مخلوق کے سلسلے میں بھی ذرخیزی ورحمت والی بارش کی امید تو رکھتے ہیں مگر تباہ وبرباد کردینے والی بارش کے خدشات بھی دلوں میں ہوتے ہیں۔خوشخبری دینے والی ہواؤں کی تمنا تو ہے مگرعذاب والی ہواؤں کا ڈر بھی ۔اورخالق کی اس تقدیری مخلوق کی تدبیر اور ان مختلف نشانیوں میں جو حکمتیں ہیں وہ صرف عقلمند لوگ ہی جان سکتے ہیں جو احساس، اللہ پر ایمان اور اللہ کے (قرآن کریم میں بیان کردہ سابقہ اقوام سے متعلقہ) دنوں کی یاددہانی جیسی دولت سے مالا مال ہوں۔اور اس سے پہلےبھی ایسے واقعات رونما ہوچکے ہیں جن کے ذریعہ اللہ کی نازل کردہ نشانیوں اور اس کے حکم سے ہونے والی چیزوں کی عبرت سےلوگوں کی آنکھیں دنگ رہ جائیں، اور انہیں سچے نبی ﷺکی خبروں کی تصدیق کے لمحات دوبارہ ذہن نشین ہوجائیں۔اور قرآن وسنت میں وارد شدہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی: خبردار! زلزلے ہی ہیں۔ اور اللہ نے قرآنِ مجید میں قسماً فرمایا:

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾ إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ الطارق–13/11

بارش والے آسمان کی قسم ۔اور پھٹنے والی زمین کی قسم ۔بیشک یہ (قرآن) البتہ دو ٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔ اور فرمایا: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا الأنعام–65آپ کہئیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے لئے بھیج دے یا تو تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کرا کے سب کو (آپس میں) بھڑا دے ۔

اور مفسرین کی تفسیر کے مطابق جو عذاب پیروں کے نیچے سے آتا ہے وہ (زمین میں) دھنس جانے یا زلزلہ آنے کا ہی عذاب ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لاتقومُ الساعةُ حتى يُقبَضَ العلمُ، وتكثُرَ الزلازِلُ، ويتقارَبَ الزمانُ.»الحديث.

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک علم کو نہ اٹھالیا جائے، اور کثرت سے زلزلے نہ ہوں، اور زمانہ قریب نہ ہو۔ اللہ کے بندو!

زلزلہ نبی مکرّم ﷺ کے زمانے میں کبھی نہیں آیا، بلکہ صحابہ نے تو فقط اللہ کی کتاب اور نبیﷺ کی حدیث میں سنا اور اس پر ایمان لے آئے اور انہوں نےیہ تصدیق بھی کی کہ یہ زلزلے وغیرہ اللہ کی طرف سے ایک نشانی ہیں جو وہ جن لوگوں پر چاہے بھیج دے ۔ اور ہمارے زمانے میں کثرت سے ان نشانیوں کا واقع ہونا نبیﷺکی حدیث کا ایک غیبی اور علمی معجزہ ہےکیونکہ انہوں نے حدیث میں یہ بتایا ہے کہ یہ چیزیں آخری زمانوں میں بکثرت ہوں گی۔ اور اللہ تعالی نے پھٹنے والی زمین کی قسم کھائی ہے، یہ" پھٹنے والی زمین "کی بات چودہ صدیوں تک معلوم نہ سکی یہاں تک کہ جیولوجی نے پچھلی صدی میں اس بات کا انکشاف کیا، اور اصحابِ علم نےزیرِ زمین ایک میدان (ہموار اور ذرخیز) ایسا تلاش کیا جہاں یہ پھٹنے والی کیفیت رونما ہوتی ہے اور وہی دنیا میں اکثر زلزلوں کا مرکز ہے۔

اوردنیا میں اکثر زلزلے اسی صدع (پھٹنے والی جگہ) واقع ہوتے ہیں۔تو اس سے معلوم یہ ہوا کہ یہ اللہ نے پھٹنے والی زمین کی قسم کھاکر جو بات بیان فرمائی وہ (دینِ اسلام ، قرآن کریم اور پیغمبرِ اسلامﷺکی حقانیت کے ثبوت کے لئے)ایک معجزہ ہے،تاکہ ملحد (منحرف و بے دین قسم کے)لوگ اپنے طریقوں سے اس کا انکشاف کریں حالانکہ اللہ اور رسول ﷺ نے تو چودہ سو سال پہلےہی قرآن کریم میں اس کاذکر فرمادیا، اسی لئےیہ بھی سمجھ لینا چاہئےکہ نبی ﷺکی بات بھی اللہ ہی کی وحی ہے،غیب کی جو باتیں نبی علیہ السلام نے بیان کیں وہ وحی الٰہی کے ذریعہ بیان فرمائیں ہیں نہ کہ اپنی طرف سے۔ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ الأعراف–158

سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی اُمی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ ۔

اسلام میں سب سے پہلا زلزلہ خلیفہ ثانی امیر المؤمنین سیدناعمر رضی اللہ عنہ کے دورِخلافت میں دیکھا گیا؛ اور سیدہ صفیہ بنت ابی عبید نیان کرتی ہیں کہ:

اسلام میں سب سے پہلا زلزلہ خلیفہ ثانی امیر المؤمنین سیدناعمر رضی اللہ عنہ کے دورِخلافت میں دیکھا گیا؛ اور سیدہ صفیہ بنت ابی عبید بیان کرتی ہیں کہ:

زُلزِلَت الأرضُ على عهدعُمرحتى اصطفَقَت السُّرُر، فخطبَ عُمرُ الناسَ فقال: "أحدَثتُم، لقدعجّلتُم، لئن عادَت لأخرُجنِّ من بين أظهُركم". وفي روايةٍ قال: "ما كانت هذه الزلزلةُ إلا عندشيءٍ أحدَثتُموه، والذي نفسِي بيدِه، إن عادَت لا أُساكِنُكم فيها أبدًا". رواه ابن أبي شيبة

سیدناعمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اتنا شدید زلزلہ آیا کہ پلنگ آپس میں ٹکرا گئے ،توسیدناعمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئےارشاد فرمایا: تم نے نئے نئےکام ایجاد کئے، یقیناً تم نے بہت جلدی کی۔اور اگر وہ چیزیں دوبارہ آگئیں تو میں تمہارے درمیان سے نکل جاؤں گا۔اور ایک روایت میں ہے: یہ زلزلہ تو جبھی آتا ہے جب تم لوگ (دین میں) کوئی نئی چیز ایجاد کرتے ہو ،اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر دوبارہ ایسا ہوا تو میں کبھی تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا(مصنف ابنِ ابی شیبہ)۔(یعنی بد عقیدگی ، بدعت و بد اعمالی زلزلوں کا بنیادی سبب ہیں)

اللہ کے بندو!

یقینا زلزلے اللہ کی طرف سے نازل شدہ نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں، جنہیں وہ ایک عظیم حکمت کے تحت زمین میں برپا کرتا ہے، اور شروع سے آخر تک ہمیشہ اسی کا حکم چلتا ہے،اور جو (چیز)چاہتا اور پسند کرتا ہے وہی کرتا ہے۔اور وہ اللہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے، اس کی رحمت اس کے غصے پر غالب ہے، بلکہ ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے۔لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس کے ثواب پر ہی اعتماد کیا جائے اور سزا سے غافل ہوجائیں، اور نہ ہی اس کی رحمت پر (سب کچھ) چھاڑ دیا جائے اور اس کے غصے سے لا علمی اختیار کی جائے، اور نہ ہی اس کی معافی کی امید رکھتے ہوئے ناپسندیدہ کام کئے جائیں۔

أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿٩٧﴾ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩٨﴾ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّـهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّـهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ الأعراف–99/97

کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بےفکر ہوگئے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آپڑے اور وہ نیند کی حالت میں ہوں۔ کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بےفکر ہوگئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آ پڑے جس وقت کہ وہ اپنے کھیلوں میں مشغول ہوں۔کیا ان بستیوں کے رہنے والےاللہ کی تدبیر سے بےفکر ہوگئے ہیں، پس اللہ کی تدبیر سے ایسی قوم ہی بے فکر رہتی ہےجو نقصان اٹھانے والی ہو۔ سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"المؤمنُ يعملُ بالطاعات وهو مُشفقٌ وجِلٌ، والفاجِرُ يعمل بالمعاصِي وهو آمِن". وهذا هو الذي يأمَنُ مكرَ الله–عباد الله-مومن فرماں برداری والے اعمال کرتا ہےاور وہ (اعمال کے ضائع وبرباد ہونے سے) ڈر بھی رہا ہوتا ہے، جبکہ فاجرکو گناہ کرکے بھی کوئی ڈر نہیں ہوتا۔اور یہی وہ (فاجر) ہےکہ جو اللہ کی تدبیر سے بے خوف رہتا ہے۔

ائمہ کرام نے ذکر کیا ہے کہ زلزلہ اللہ تبارک وتعالی کی اُن نشانیوں میں سے ہے جن کے ذریعہ وہ اپنے بندوں کو (اپنی پکڑ، عذاب اور سزا وغضب سے) ڈراتا ہے، جیساکہ کسوف (اورسورج گرهن وغیرہ) وغیرہ، تاکہ انہیں اس بات کا اندازہ ہوجائے کہ حیوانات، نباتات، مال ومتاع اور مسکن کے لئے زمین کا ٹھہراؤ اورسکونت بہت بڑی نعمت ہے۔ اور دھنسنے، زلزلے اور خلل میں یہ حکمت ہے کہ یہ آزمائش، امتحان، سزا یا ڈرانے کے طور پر ہے جیسا کہ قومِ ثمود پر زلزلہ طاری ہوا اور قارون کو (زمین میں) دھنسا دیا گیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لما كان هَبُوبُ الرياحِ الشديدة يُوجِبُ التخويفَ المُفضِي إلى الخُشوع والإنابَة كانت الزلزلةُ ونحوُها من الآيات أولَى بذلك، لا سيَّما وقد نصَّ الخبرُ أن كثرةَ الزلازِل من أشراط الساعة".

جب تیز ہوائیں اللہ کا خوف دلانے کے لئے چلائی جاتی ہیں جس سے خشوع اور اللہ کی طرف رجوع کی صورت پیدا ہوتی ہے تو زلزلے جیسی خوفناک نشانیوں کا مقصد یہ نکلتا ہے کہ یہ اس سے بھی زیادہ خوف دلانے کے لئے ہے، خاص طور پر جبکہ نصوصِ شرعیہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زلزلوں کی کثرت قیامت کی نشانی ہے۔

زلزلے کے بارے میں اہم اقوال

جلیل القدر صحابی سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفہ میں زمین میں زلزلہ آیا تو انہوں نے یہ اعلان کیا:

"أيها الناس! إن ربَّكم يستعتِبُكم فأعتِبوه"، أي: فاقبَلُوا عتبَه، "وتوبوا إليه قبل ألا يُبالِيَ في أيِّ وادٍ هلكتُم".

اے لوگو! یقینا تمہارا رب تم سے ناراض ہوچکا ہے اور اپنی رضا مندی چاہتا ہے تو تم اسے راضی کرو اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے توبہ کرو، وگرنہ اسے یہ پرواہ نہ ہوگی کہ تم کس وادی میں ہلاک ہوتے ہو۔

اور شام میں زلزلے کے موقع پر سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے انہیں یہ لکھ کر بھیجا:

وكتبَ عُمرُ بن عبد العزيز في زلزلةٍ كانت بالشَّام أن: "اخرُجوا، ومن استطاعَ منكم أن يُخرِجَ صدقةً فليفعَل؛ فإن الله تعالى يقول: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (14) وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

کہ نکل جاؤ، اور جو شخص صدقہ کرسکتا ہے وہ ضرور کرے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: بیشک اس نے فلاح پائی جو پاک ہوگیا ۔ اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔

اللہ کے بندو! اسی لئے اسلام کا یہ طریقہ ہے کہ زلزلوں سے عبرت حاصل کی جائے اور مسلمان انسان کو اس بات کا حکم ہے کہ وہ بھلائی کے ایسے ظاہری اسباب اختیار کرےجن کی بدولت اللہ تعالی خیر عطا فرمائے، اور ان ظاہری برے اعمال کو چھوڑدے جن کے چھوڑنے کی وجہ سے اللہ تعالی شر کو بھی دور کردے۔

مصیبت کو دور کرنے کے اسباب

مصیبت کو دور کرنے کے چند اسباب یہ ہیں:

توبہ واستغفار، صدقہ اور بعض اہلِ علم کے نزدیک (ایسے موقع پر) جماعت کے علاوہ (اکیلے، انفرادی) نماز بھی پڑھی جاسکتی ہےبیہقی میں صحیح سند سے یہ ثابت ہے: "صلَّى ابنُ عباسٍ – رضي الله عنهما – للزلزلةِ بالبصرة"؛ رواه البيهقي بسندٍ صحيحٍ. سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں زلزلہ کی نماز پڑھی۔

زلزلوں کے بارے میں نبی ﷺ کی پیشین گوئی

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: «أمتِي هذه أمةٌ مرحومةٌ، ليس عليها عذابٌ في الآخرة، عذابُها في الدنيا الفتنُ والزلازلُ والقتلُ» رواه أحمد وأبو داود بسندٍ حسنٍ.

میری اس اُمت پر (اللہ کی طرف سے) رحم کیا گیا ہے، کہ اُس پر آخرت کی بجائے دنیا میں ہی عذاب نازل کیا گیاجوفتنوں، زلزلوں اور قتل کی صورت میں ہے۔ یہ حدیث مسند احمد اور ابوداود میں حسن درجہ کی سند کے ساتھ ہے۔

مذکورہ حدیث کا (یہ مطلب نہیں کہ آخرت میں اُمت کے مجرموں کو سزا وعذاب ہوگا ہی نہیں بلکہ) مقصد یہ ہے کہ: آخرت میں اجتماعی شکل میں پوری اُمت پر ایک ساتھ عذاب نہیں ہوگا، بلکہ افراد کو عذاب ہوگا۔

اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے چند نصیحتیں

اللہ کے بندو! خبردار! اللہ سے ڈرو، اور اس کی رحمت اور معافی تلاش کرو، اور اس کے غصے سے بچو؛ کیونکہ وہ ڈھیل تو دیتا ہے مگر چھوڑتا نہیں ہے، اور ظالم کو مہلت دینے کے بعد جب وہ پکڑتا ہے توپھر بھاگنے کا موقعہ نہیں دیتا۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ هود–117
آپ کا رب ایسا نہیں کہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے لوگ نیکوکار ہوں۔
نفس اور معاشرے کی اصلاح اور بھلائی کو تھام لو، کیونکہ اللہ تعالی نے اس بستی کو ہلاکت سے بچانے کا اعلان کیا جہاں سچی اور اللہ کے ڈر والی اصلاح ہو، اور نصیحت کو رد کردینا اور اصلاح کو چھوڑدینا ہلاکت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ قارون کو دھنسانے سے پہلے یہ کہا گیا تھا: لَا تَفْرَحْ القصص–76 اِتر ا مت ۔
مگر اس نے تکبر کیا (اور نصیحت کو نہ مانا)، اور قوم ثمود پر زلزلہ اس لئے آیا کہ انہوں نے نصیحت سے کراہیت (ناپسندیدگی) کا اظہار کیا۔ اور اللہ تعالی نے تو امتوں کو اپنی اس بات سے ڈرایا: وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ (102) إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ذَلِكَ يَوْمٌ مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَشْهُودٌ هود–103/102
تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ دکھ دردناک اور نہایت سخت ہے۔ یقیناً اس میں (۱) ان لوگوں کے لئے نشان عبرت ہے جو قیامت کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ وہ دن جس میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہ، وہ دن ہے جس میں سب حاضر کئے جائیں گے ۔ اللہ مجھےاور آپ سب کو کتاب وسنت کی برکتیں حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور قرآنی آیات، نصیحتوں اور حکمتوں کے ذریعہ نفع پہنچائے، میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے لئے، آپ سب کے لئے اور تمام مسلمان مرد وخواتین کے لئےہر گناہ اور خطا کی مغفرت مانگتا ہوں، آپ لوگ بھی اسی سے مغفرت مانگیں اور اسی کی طرف رجوع کریں، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ میرا رب بہت بخشنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ
اللہ کی بھلائیوں پر اسی کی تعریفیں ہیں، اور اس کی توفیق اور احسانات پر اسی کا شکر ہے۔ حمد وثنا کے بعد:
اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ ہےکہ:
1۔ امتوں میں سے کچھ کو جنگ وقتال کے ذریعہ ڈرایا جائے۔
2۔ کچھ کوقلتِ امن کے ذریعہ۔
3۔ کچھ کو مال، جان اور پھل کی کمی کے ذریعہ۔
4۔۔ اور کچھ کومختلف فتنوں اور زلزلوں وغیرہ کے ذریعہ۔ (تاکہ وہ اپنے اعمال درست کرلیں ، اللہ کی طرف لوٹ آئیں اور نافرمانی ، بد کاری، فتنہ و فساد اور ظلم و زیادتی کے اندھیروں سے نکل کر اطاعت ،نیکی، عدل و انصاف کی روشنی کا راستہ اختیار کریں۔)
اللہ کے خوف کا نتیجہ
اللہ کے بندو! اس کا نتیجہ یہ ہے: وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَـٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ البقرة–157/155
اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔ جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالٰی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔
اور یہاں اللہ نے یہ بات ذکر فرمائی ہے کہ جسے ڈرایا اور دھمکایا جارہا ہے اسے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ ہوش میں آتا ہے اور توبہ کرتا ہے، اور اس طرح ہدایت کے راستے کو اپنا لیتا ہے۔ اور اس خوف دلانے سے کوئی زمانہ یا جگہ خالی نہیں، یہاں تک کہ نبی علیہ السلام کا زمانہ سب سے بہترین ہے اس کے باوجود بھی سورج کو کسوف (روشنی کم ہوجانا) ہوا، اور نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ اس کے ذریعہ اللہ – سبحانہ وتعالی – اپنے بندوں کو ڈراتا رہا ہے۔ خبردار! یقینا سوچ میں خلل، علم اور اللہ پر ایمان کی کمی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ زلزلوں کا سبب یہ بتایا

جائے کہ اس میں محض ایک جیولوجی اور قدرت کا عمل دخل ہے، اور اس کی کوئی حکمت اور نتیجہ نہیں، یا اس کا ایمانیات اور اللہ کے خوف سے کوئی تعلق نہیں۔
اس انسان کو چھوڑ دیجئے جو ہر اس شخص کا مذاق اڑاتا ہے جو اللہ کی آیات اور اس کے حکم سے ہونے والے معاملات کی یاد دیہانی کراتا ہے۔ اور کونسی فہم (سمجھ) اللہ کی ہدایت کے زیادہ قریب ہے، اسے جاننے کے لئےصحیح بخاری کی یہ حدیث ہے: "عن زيد بن خالد الجُهنيِّ أن النبي –صلى الله عليه وسلم– صلَّى بأصحابِه صلاةَ الصُّبح بالحُديبية على أثر سماءٍ كانت من الليل –أي: مُمطِرة-، ثم قال: «أتدرُون ماذا قال ربُّكم؟ قال: أصبَح من عبادِي مؤمنٌ بي وكافرٌ، فأما من قال: مُطِرنا بفضل الله ورحمته فذلك مُؤمنٌ بي، كافرٌ بالكوكَب، وأما من قال: مُطِرنا بنَوْءِ كذا ونَوْءِ كذا فذلك كافرٌ بي، مُؤمنٌ بالكوكَب».
زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبیﷺ نےحدیبیہ میں رات کو بارش ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھائی، پھرآپﷺ نےفرمایا: کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے رب نے کیا فرمایا؟، فرمایا: کہ صبح کے وقت میرے بندوں میں سے کچھ لوگ مومن ہوگئے اور کچھ کافر، تو جس نے یہ کہا کہ یہ بارش اللہ کے فضل اور رحمت سے ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستارے کا انکار کیا، اور جس نے یہ کہا کہ یہ بارش فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی تو اس نے میرا انکار (کفر) کیا اور ستارے پر ایمان لایا۔
اور جب اس بارش کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے جوکہ اللہ کی حکمیہ سنت ہے جس کی وجہ سے نمازِ استسقاءکو رکھا گیا حالانکہ اس کا ظاہری سبب بھی معلوم ہے، اس کے باوجود کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جومحض مادی تفسیر کے دائرے میں اسے محصور (بند) کردیتے ہیں، اور ان کی عقل میں یہ بات نہیں بیٹھتی کہ اس میں عبرت، ثواب، سزا اور آزمائش کا بھی پہلو ہے۔ اللہ کے بندو! تعجب کی کوئی بات نہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے: إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ یونس–96/97
یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لائیں گےگو ان کے پاس تمام نشانیاں پہنچ جائیں جب تک وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں ۔
دوسرے مقام پر اللہ کا فرمان ہے: وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا الاسراء–59ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لئے ہی نشانی بھیجتے ہیں۔
اللہ آپ سب پر رحم فرمائے!
سب سے أفضل مخلوق اور پاکیزہ انسان، صاحبِ حوض وشفاعت:(ہمارے نبی) سیدنا محمد بن عبد اللہﷺپر درود بھیجیں؛ اللہ نےاس کا حکم قرآن مجید میں دیا ہے:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
الأحزاب – 56
اے ایمان والو! ان پر درود وسلام بھیجتے رہو۔
یا اللہ! اپنے نبی، بندے اور رسول محمدﷺ پر زیادہ سے زیادہ رحمتیں اورسلامتیاں نازل فرما۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے لئے دعاءئیں
یا اللہ! اے تمام جہانوں کے رب! خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ علیھم اجمعین سے راضی ہوجا اور تمام صحابہ، تابعین اور ان لوگوں سے بھی راضی ہوجا جو قیامت تک ان (نبی علیہ السلام اوران کے صحابہ) کی پیروی کریں گے۔اور اپنے رحم وکرم سے ان کے ساتھ ہم سے بھی راضی ہوجا۔
مسلمانوں کے لئے دعاءئیں
یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما۔ یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما۔ اور شرک اور مشرکوں کو رسوا کردے۔
یا اللہ! اپنے دین، قرآن، نبیﷺ کی سنت اور مومن بندوں کی مدد فرما۔
یا اللہ! غمزدہ مسلمانوں کے غم کو ختم فرمادے، پریشان حال لوگوں کی پریشانی دور فرما، قرض داروں کو قرضے سے نجات عطا فرما۔

اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! اپنی رحمت سے ہمارے مریضوں سمیت تمام مریض مسلمانوں کو شفا عطا فرما۔

مظلوم مسلمانوں کے لئے دعاءئیں

یا اللہ! ہر جگہ ہمارے کمزور بھائیوں کی مدد فرما۔ یا اللہ! اپنے اور ان کے دشمن کے خلاف ان کی مدد فرما۔

یا اللہ! ظالموں اور سرکشی کرنے والوں کے مقابلے میں ان کی مدد فرما۔

یا اللہ! اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! اے عزت وجلال والے! ان کی نصرت اور فتح کا فیصلہ جلد ہی فرمادے۔

یا اللہ! اپنے اور مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابلے میں برما، فلسطین اور شام میں ہمارے مسلمان بھائیوں کی مدد فرما۔

یا اللہ! ان کے دشمنوں کا سر نیچا کردے، اور ان کے مکر سے انہی کو ہلاک کردے۔

یا اللہ! اے تمام جہانوں کے رب! اے عزت وجلال والی ذات! تمام مسلم ممالک سے اور خصوصاسعودی عرب سے مہنگائی، بیماری، سود، زلزلے، مصیبتیں اور ظاہری وباطنی فتنے دور فرمادے۔

یا اللہ! اے تمام جہانوں کے رب! ہمارے وطنوں میں ہماری حفاظت فرما، اور ہمارے ائمہ اور حکام کی اصلاح فرما، اور متقی وپرہیزگار اور رضائے الٰہی کو حاصل کرنے والے لوگوں کو ہمارا حاکم بنانا۔

یا اللہ! یا حي یا قیوم! ہمارے امیر کو ہر اس قول وعمل کی توفیق دے جس سے خوش اور راضی ہوتا ہے۔

یا اللہ! اے عزت وجلال والی ذات! اس کی مجلس شوری کی اصلاح فرمادے۔

بارش کی دعاءئیں

یا اللہ! تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہی غنی ہے اور ہم سب فقیر (تیرے محتاج) ہیں، ہم پر بارش برسادے اور ہمیں ناامید نہ کرنا۔

یا اللہ! ہم پر بارش برسادے اور ہمیں ناامید نہ کرنا۔ یا اللہ! ہم پر بارش برسادے اور ہمیں ناامید نہ کرنا۔

یا اللہ! یا ذا الجلال والإکرام! ہم تیری ہی مخلوق ہیں، ہمارے گناہوں کی وجہ سے اپنے فضل کو نہ روک لینا۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

البقرة – 201

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور عذاب جہنم سے نجات دے۔

ہمارا رب نہایت پاکیزہ ہے ہر اس عیب سے جو لوگ بیان کرتے ہیں، وہ عزت والا رب ہے، اور رسولوں پر سلامتی ہو، اور ہماری آخری بات یہ ہے کہ ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے۔

(2) شرکِ بتاں اور مجسموں سے اجتناب

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

حمد وثناء کے بعد!

لوگوں! حضرت محمد ﷺ کی نبوت سے پہلے سابقہ زمانوں میں اور پہلے انبیاء علیہم السلام کے بعد لوگ اس روئے زمین پر بڑی جاھلیت میں مبتلا تھے ۔ اس عہد تاریخ میں لوگوں کا تعلق روحانی دنیا اور نورالہی ســـے منقطع ہوچکا تھا یہی وجہ تھی کہ ان پر عقائد وقوانین اور نفس پرستی کے اندھیرے چھائےہوئے تھے ایســـے ظلمات اور اندھیرے کہ جن میں کوئی عقلمند بھی اتنی سی روشنی بھی نہیں پا رہا تھا کہ جس کی مدد سے وہ راہ ہدایت پر چل سکے یا ضلالت وگمراہی سے نجات پا سکے، بلکہ وہ سخت گھٹاٹوپ اندھیرے تھے کہ تہ بہ تہ ایک دوسرے پر چڑھےہوئے تھے ۔ ایسے پھر ان کی یہ گمراہی وضلالت اس حد تک گر گئ کہ انہوں نے پتھروں، درختوں اور طرح طرح کے گھڑےہوئے اور کھڑے یا پڑھے بتوں کو پوجنا شروع کردیا اور ان کے سامنے جھکنے لگے ۔ انہیں اس روش پر لگانے والی چیز ان میں انسانیت کا فقدان ونایابی، ان میں عقل وفکر کا قحط وافلاس اور ساتھ ہی ان کی فطرت کی خود کشی تھی ۔ اب وہ انسان نہیں محض انسانی جسم وشکل کی ایک چیز بن کر رہ گئے تھے ۔ اندھیرے کہ جن میں اس وقت کے لوگ زندگی کی راہوں پر ایک شتر بے مہار کی طرح چلے جا رہے تھے ۔ ایسے ظلمات واندھیرے کہ انہوں نے ان لوگوں کی عقول کو اس حد تک پہنچا رکھا تھا کہ وہ لوگ اپنے ہی ہاتھوں ســـے اپنے لئے معبود تراشتے اور پھر ان کی عبادت کرنے کے لئے ان کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے تھے حالانکہ انہیں اور ان ہاتھوں کے بنائے ہوئے معبودان باطلہ کا خالق صرف اللہ تعالی ہے جو کہ ہر قسم کی عبادت کے لائق ہے مگر وہ اندھے بہرے، گمراہ اور بدراہ ہو گئے ۔ پھر ان کی یہ گمراہی وضـــلالت اس حد تـک گر گئ کـہ انہوں نے پتھروں، درختوں اور طرح طرح کے گھڑےہوئے اور کھڑے یا پڑھے بتوں کو پوجنا شروع کردیا اور ان کے سامنے جھکنے لگے ۔ انہیں اس روش پر لگانے والی چیز ان میں انســـانیت کا فقدان ونایابی، ان میں عقل وفکر کا قحط وافلاس اور ساتھ ہی ان کی فطرت کی خود کشی تھی ۔ اب وہ انسان نہیں محض انسانی جسم وشکل کی ایک چیز بن کر رہ گئے تھے ۔ اس زمانے کے عقلی قحط اور صنم پرستی وغیرہ کے سلسلہ

میں ان لوگوں کی حالت بیان کرتےہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ بت جن کی قوم نوح علیہ السلام نے پوجا کرتی تھی اب وہ عربوں میں پوجے جا رہے تھے ۔ ود نام کا بت دومۃ الجندل کے لوگوں بنی کلب کے پاس تھا اور وہ اس کی پوجا کرتے تھے، [سواع] کو قبیلۂ ھذیل کے لوگ پوجتے تھے ۔ [یغوث] بنی مراد سے پرستش کر وارہا تھا، سبأ کے قریب واقع بالجرف کے قبائل بنی قطیف بھی یغوث ہی کے پجاری تھے ۔ [یعوق] کی پوجا بنی ہمدان میں ہو رہی تھی جبکہ [نسر] کی عبادت وپوجا حمیری قبائل آل ذی کلاع نے اختیار کر رکھی تھی ۔ یہ دراصل حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کچھ نیک وصالح لوگوں کے نام تھے ۔ جب عقائد وعقول کے لحاظ سے وہ ہلاک ہو گئے تو شیطان نے ان کے دماغ میں ڈال دیا کہ انہیں اپنی مجلسوں میں معبود بنا کر نصب کر لو اور ا ن بتوں کو صالحین قوم نوح کے نام دے دو تو انہوں نے ایسا ہی کیا ۔ اور جب وہ لوگ ہلاک ہو گئے اور علم اٹھ گیا تو ان بتوں کی پوجا پاٹ شروع ہو گئ ۔ (صحیح بخاری)

اللہ کے بندو! صالحین قوم نوح علیہ السلام کی عبادت وپوجا شروع ہونے سے قبل اہل عرب حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی ملت ودین پر تھے ۔ وقت گزرتا گیا، علم کم ہوتا گیا، علماء فوت ہو گئے اور عربوں میں پھرسے ازسرنو بت پرستی نے قدم جمالئے اور ملت ابراہیمی منسوخ ہو گئی اسے بدل ڈالاگیا ۔ اس بت پرستی کی شقاوت وبد بختی کا موجد (مکہ کا ایک شخص) ابو خزاعہ عمرو بن لحی تھا ۔ وہ ہی تھا جس نے بتوں کی پوجا شروع کی، بتوں کے نام نذر کرکےجانوروں کو کھلا چھوڑنا شروع کیا تھا ۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ سورج گرھن لگنے پر نماز کسوف پڑھانے کے دوران اسے جہنم میں دیکھا کہ وہ جھنم کی آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچتا ہوا چل رہا ہے ۔ کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بتوں کے نام جانوروں کو چھوڑنا اور ان کی نذریں ماننا (اور عبادت کرنا) شروع کیا تھا اور اسی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کو بدلا تھا ۔ (صحیح مسلم)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عمروبن لحی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے دین کو بدلا، حجاز میں بتوں کو داخل کیا اور بھیڑ بکریوں کے چرواہوں کو ان کی عبادت اور ان سے تقرب حاصل کرنے پر لگایا تھا ۔

مسلمانو! اللہ تعالی نے جن وانس دونوں کو پیدا کیا تاکہ وہ زمین پر صرف اکیلے اللہ تعالی کی عبادت کریں ۔ اللہ تعالی نے ہی حضرت محمد ﷺ کو روشن شریعت دے کر مبعوث فرمایا ۔ وہ شریعت جس میں وہ تمام قواعد وضوابط موجود ہیں جو شارع حکیم نے مقرر فرمائے ہیں اور انہی میں سے ہی وہ پانچ ضروری اموربھی ہیں جن کے تحفظ اور نگرانی ونگہبانی کے حکم پرانبیاء ورسل علیہم السلام کا اجماع واتفاق ہے اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: دین، جان، مال، آبرو، عقل ۔

اور ہر وہ فساد وبگاڑ جو ان پانچ چیزوں میں سے کسی بھی چیز کی طرف سے در آنے لگے تو اس کا دفع دور کرنا واجب ہے، کہ وہ برائیی جیسے جیسے پھیلتی جائے گی اس کے موجد کو زندگی میں اور موت کے بعد بھی دوسروں کی برائی وگناہ کا حصہ پہنچتا رہے گا، جیسا کہ عمروبن لحی کا معاملہ ہے جس نے حجاز مقدس میں بت داخل کئے اور دین وملتِ ابراہیم علیہ السلام کو بدل ڈالا ۔ اور مذکورہ پانچ ضروری امور میں سے سب سے پہلے نمبر پر آنے والی چیز دین وعقیدہ اور توحید باری تعالی کی ضرورت ہے ۔

نبی اکرم ﷺ نے راستے کو واضح وروشن کر دیا ہے اور ایک آپ ﷺ کے ذریعے ہی اللہ تعالی نے جزیرہ عرب کو وثنیت پرستی، تماثیل پرستی اور صنم وبت پرستی جیسی تمام غلاظتوں سے پاک کر دیا ہے ۔ عربوں کے سب سے بڑے بت کا نام [ھبل] تھا اور وہ مکہ مکرمہ کی سب سے بالائی جگہ پر رکھا ہوا تھا اور اس کے گرد تین سو ساٹھ بت رکھےہوئے تھے جوکہ سب کے سب ہی پتھر سے تراشےہوئے تھے ۔ فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ نے دخول کعبہ کے وقت اپنے دست مبارک سے ان بتوں کو توڑا اور ان کی جھوٹی شان وشوکت پر کاری ضرب لگاتےہوئے آپ ﷺ قرآن کریم میں نازل شدہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد پڑھتے جارہے تھے ۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا الاسراء–81

اور کہہ (اعلان کر) دیجیئے کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا، یقینا باطل تھا بھی نیست ونابود ہونے والا۔
امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
[اس میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جب غلبہ حاصل ہو جائے تو مشرکین کے نصب کردہ تمام اوثان واصنام اور بتوں کو توڑ دینا چاہیئے ۔]
امام ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں:
اصنام اور بتوں کے حکم میں ہی وہ مجسمے (اسٹیچوز)بھی داخل ہیں جو قیمتی پتھروں، لکڑی یا ایسی ہی کسی دوسری چیز سے بنا کر سجائے گئے ہوں ۔
اللہ کے بندو! نبی اکرم ﷺ نے کعبہ کے گرد مشرکوں کے رکھےہوئے بت توڑے جبکہ اس وقت بعض صحابہ یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:
اے عزیٰ ہم تیری عبادت کا انکار کرتے ہیں، تجھ سے کسی قسم کی بخشش ومدد ہرگز طلب نہیں کرتے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالی نے تجھے ذلیل ورسوا کر دیا ہے ۔
نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے ارگرد مختلف علاقوں میں نصب کردہ بتوں کو توڑنے کیلئے اپنے صحابہ کرام کے دستے بھیجے اور مکہ مکرمہ میں ایک منادی نے یہ اعلان کر دیا: جو شخص اللہ تعالی اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے گھر میں پڑے بت کو توڑ دے ۔
نبی اکرم ﷺ نے حضرت خالدبن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہ عزی نامی بت مسمار کریں۔ انہوں نے اسے مسمار کیا اور واپس آ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری دی تو نبی اکرم ﷺ نےان سے پوچھا؟ {کیا تم نے کچھ دیکھا:} [تو انہوں نے عرض کیا: نہیں ۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: {تب پھر تم نے اسے صحیح طور پر مسمار ہی نہیں کیا، دوبارہ جاؤ اور اسے خوب مسمار کر کے آؤ ۔} حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ واپس گے ان کا رنگ اور تیور بدلےہوئے تھے، انہوں نے اپنی تلوار سونت رکھی تھی ۔ ایک کالے رنگ کی ننگے بدن اور بکھرےہوئے بالوں والی عورت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی راہ میں آڑے آئی ۔ عزیٰ کے دربار کے خادم وگدی نشین نے اس بڑھیا کو بچانے کے لئے چلانا شروع کیا مگر خالد رضی اللہ عنہ نے اتنے زور سے اس بڑھیا پر تلوار کا وار کیا کہ اسے دولخت کر دیا ۔ اب پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بڑھیا کا قصہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: {ہاں! یہی عزیٰ تھی ۔ اور اب وہ تمہارے ملک میں پوجے جانے سے مکمل طور پر مایوس ہو گئی ہے ۔} (سنن نسائي)
(1) سواع کی تباہی:
اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمروبن عاص رضی اللہ عنہ کو قبیلۂ بنی ھذیل کے بت [سواع] کی تباہی کیلئے بھیجا ۔ جب وہ سواع کے دربار پر پہنچے تو گدی نشین آڑے آیا ۔ اس نے کہا: تم ہمارے بت کو تباہ وبرباد نہیں کر سکتے ۔ تمھاری مزاحمت اور اس کا دفاع کیا جائے گا ۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سواع کے قریب گئے اور اسے پاش پاش کر دیا اور بعد میں وہ سجادہ نشین خود بھی مسلمان ہو گیا ۔
(2) منات کی بربادی:
پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ منات کو ٹھکانے لگائیں ۔ وہ گئے اور اسے ریزہ ریزہ کر کے آئے ۔
(3) ذوالکفین کا گھیراؤ جلاؤ:
جب نبی اکرم ﷺ نے طائف جانے کا ارادہ فرمایا تو پہلے وہاں حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہاں کے بت (مزار) ذوالکفین کو مٹائیں، وہ گئے اور انہوں نے جا کر اس دربار ومزار کو تہس نہس کر دیا، انہوں نے مشرکین کے اس باطل معبود کے منہ میں آگ بھرتےہوئے یہ اشعار پڑھے:
اے ذوالکفین! ہم تیرے پجاری نہیں ہیں، ہماری (حق کی) میلاد تو تیری میلاد سے بھی پہلے کی ہے ۔ یہ دیکھو! میں نے تیرے منہ میں آگ بھر دی ہے اور تیرے دل کو جلا دیا ہے ۔
(4) فلس کو مسمار کروانا:

پھر نبی اکرم ﷺ نے حضـــرت علی بن ابی طالب رضـــی اللہ عنہ کو فلس نامی بت کے دربار کی طرف بھیجا ۔ یہ قبیلہ بنی طیء کا بت تھا ۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس فلس کے دربار کا ستیاناس کیا ۔

(5) ذوالخلصہ کا ستیاناس کروانا:

اس طرح یمن میں بھی ایک دربار بڑا مشہور ومعروف تھا جہاں ذوالخلصہ نامی بت رکھا ھوا تھا، نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جریر البجلی رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اس کا ستیاناس کروا دیا ۔

اسی طرح تمام بتوں کو پاش پاش کر وا کر نبی اکرم ﷺ نے ملت ابراہیم ی اور دین انبیاء کی تجدید کی اور پھر سے توحید کا پرچم لہرانے لگا ۔ حضـرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دعا مانگتےہوئے کہا تھا: وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ إبراهيم – 35 اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچانا ۔

اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر انہوں نے فرمایا: وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ الأنبياء–57 اور اللہ کی قســم! میں تمھارے ان معبودان باطلہ کے ســاتھ، جب تم چلے جاؤ گے، تو ایک چال چلوں گا۔

پورے عرب میں جگہ جگہ پوجے جانے والے بتوں کے درباروں مزاروں کو تہہ وبالا کر کے نبی اکرم ﷺ نے حضرت موسی علیہ السلام والی ضرب کلیم کی یاد بھی تازہ کر دی کیونکہ موسی علیہ السلام نے سامری کے بنائے ہو ئے بت (بچھڑے) کا فسوں توڑنے کیلئے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا: وَانظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا طه–97

اور اب تو اپنے اس معبود کو بھی دیکھ لینا جس کا تو اعتکاف کئےہوئے تھا کہ ہم اســے جلا کر ریزہ ریزہ کرکے دریابرد کر دیں گے ۔

عام مجسموں (شوپیس وغیرہ کے طور پر استعمال ہونے والوں) کا حکم!

مسلمانو! اصــنام وتماثیل اور بتوں کے بارے میں قولا وفعلا نبی اکرم ﷺ نے جو جو موقف اختیار فرمایا وہ بڑا ہی نمایاں تھا ۔ اور آپ ﷺ نے صــرف ان بتوں کے بارے میں ہی یہ موقف اپنانے پر بس نہیں کیا کہ جن کی اللہ کے ســوا عبادت وپوجا کی جاتی تھی اور جن کی اســی طرح ہی تعظیم کی جاتی تھی جو کہ صـــرف اللہ تعالی کا حق ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ نے گھروں میں رکھے اور سنبھالے جانے والے مجسموں یا تماثیل کے بارے میں بھی واضح ہدایات دے رکھی ہیں جن کی اگر چہ پوجا نہیں کی جاتی تھی مگر آپ ﷺ نے ان کے بارے میں بھی فرمایا ہے:

میرے پاس جبرائییل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا: میں کل آپ کے پاس آیا تھا مگر میں آپ کے گھر میں اس لئے داخل نہ ہوا کہ گھر کے باہر دروازے پر پڑی تماثیل (مجسموں) نے مجھے روک دیا تھا۔ (ابو داؤد، ترمذی، عن ابی هریرہ رضـی اللہ عنہ) اسی حدیث میں یہ بھی ہے مذکور ہے کہ جبرائییل علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ ان مجسموں کے سر کاٹ دیں تاکہ یہ کٹےہوئے درخت کے تنے کی طرح رہ جائیں ۔ اللہ کے بندو! کوئ عقلمند یہ تو ســوچ بھی نہیں ســکتا کہ نبی اکرم ﷺ نے وہ تماثیل ومجسمیں عبادت یا تعظیم کے لئے رکھےہوئے ہوں ۔ ہرگز نہیں ۔بات محض اتنی سی تھی کہ وہ دروازے کے باہر پڑےہوئے تھے ۔ ورنہ آپ ﷺ تو وہ شخصیت ہیں کہ حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اللہ تعالی نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: اللہ تعالی نے مجھے صلہ رحمی کرنے اور اس کا حکم دینے، بتوں کو توڑنے، اللہ کی توحید کا علم بلند کرنے اور اس کے ســاتھ کسـی کو شـریک نہ کرنے کی تعلیمات دے کر مبعوث فرمایا ہے ۔ (صحیح مسلم)

صحابہ کرام اور آئمۂ دین کا طرز عمل!

(1) اللہ والو! اس طرز عمل کو نبی اکرم ﷺ اور آپ سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام اور صـحابہ کرام رضــی اللہ عنہم نیز آئمۂ دین رحمہم اللہ نے بھی اپنایا تھا ۔ چنانچہ صـحیح مسلم میں حضـرت ابوہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: کیا میں تمھیں بھی

اس کام کیلئے نہ بھیجوں جس کام کیلئے مجھے نبی اکرم ﷺ نے بھیجا تھا۔ (پھر فرمایا:) کوئ تمثال وبت نہ چھوڑو سب کو مسمار کر دو، جو کوئی بلند وبالا قبر (مزار ودربار) دیکھو اسے گراکر برابر کر دو ۔] (صحیح مسلم) اہل علم کے یہاں یہ بات طے ہے کہ اس جگہ کلمۂ تمثال نکرہ اور نہی کے سیاق میں آیا ہے ۔ لہٰذا یہ ہر تمثال کو شامل ہے وہ چاہے کسی بھی قسم کی کیوں نہ ہو، چاہے وہ عبادت کیلئے بت بنا کر رکھی گئی ہو ۔ یا چاہے وہ محض زینت وڈیکوریشن کیلئے بطور شوپیس رکھی ہوئی ہو ۔

(2) امام محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب المغازی میں حضرت ابوالعالیہ سے روایت بیان کی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں: [جب ہم نے تستر کو فتح کیا تو ہم نے دیکھا کہ ہرمزان کے گھر میں چارپائی پر ایک مردہ آدمی پڑا ہے جس کے پاس ہی اس کا مصحف بھی رکھا ہے ۔ ہم اس آدمی کو اٹھاکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لئے گئے آگے چل کر وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: تم نے اس آدمی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا: ہم نے اس کے لئے دن کے وقت تیرہ مختلف قبریں کھودیں جب رات ہوئی تو ہم نے اسے کسی ایک قبر میں دفن کر دیا اور تمام قبروں پر مٹی برابر کر دی تاکہ لوگوں کو اس کے بارے میں اندھیرے میں رکھا جا سکے تاکہ وہ اس کی قبر نہ کھود سکیں ۔ ایک آدمی نے کہا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ لکھتے ہیں: اس شخص کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ جب کبھی قحط سالی ہوتی اور بارش نہ برستی تو لوگ اس شخص کی چار پائی باہر نکالتے تھے جس کے نتیجہ میں بارش ہو جاتی تھی ۔

(3) علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس قصہ پر حاشیہ وتعلیق چڑھاتےہوئے لکھتے ہیں: اس قصہ میں وہی رویہ مذکورہوا ہے جو أنصار ومہاجرین صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر کو لوگوں سے اندھیرے میں رکھنے کیلئے ان کی تدفین پر کیا تھا ۔ تا کہ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہوں اور دعائیں کرنے کیلئے یا ان سے تبرک حاصل کرنے کیلئے ان کی قبر کو زیارت گاہ (مزار) نہ بنا لیں، اور اگر متاخرین کو ان کی قبر کا پتہ چل جائے تو وہ ان کی قبر کی زیارت میں سبقت لے جانے کیلئے باہم شمشیرزنی بھی کرتے ۔

(4) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن سعد نے (طبقات میں) صحیح سند کے ساتھ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ لوگ اس درخت کے پاس آتے ہیں جس کے نیچے نبی اکرم ﷺ نےاپنے (چودہ سو) صحابہ کرام سے بیعت (رضوان) لی تھی اور اس کے پاس آکر نمازیں پڑھتے ہیں ۔ اس پر پہلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اس فعل سے ڈرایا دھمکایا اور پھر بالآخر اسے کاٹ دینے کا حکم صادر فرما دیا اور ان کے حکم سے اس درخت کو واقعی کاٹ دیا گیا ۔

توحید باری تعالی کے تحفظ اور شرک کی طرف کھلنے والے دروازوں کو بند کرنےکیلئے خود نبی اکرم ﷺ اور پھر آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس طرح کے انسدادی مواقف اور حفاظتی تدابیر اختیار کیں۔ کیونکہ کوئی بدعت جب وجود میں آ جائے اور وہ لوگوں کو قرآن وسنت کے احکام وتقاضوں سے پھیرنے والی بھی بن جائے اور اس کے لئے دلائل نما شبہات واعتراضات بھی گھڑلئے گئے ہوں اور کئی باتیں جوڑ کر اسے ثابت کرنے کی کوشش کر لی گئی ہو تو پھر وہ بدعت بھی ایسی شکل اختیار کرنے لگتی ہے جیسے کہ وہ کوئی واقعی چیز اور مسلمات میں سے کچھ ہو جس کا تدارک ودفیعہ بڑی مشکلات کے بعد ہی ممکن ہو سکے ۔

بت سازی وبت پرستی کا آغاز!

اور اس بات کی دلیل حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا فاکہی وغیرہ کے حوالے سے نقل کردہ کلام ہے جس میں عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے بت سازی اور ان کی پرستش کا آغاز حضرت نوح علیہ السلام کے عہد میں ہوا ۔ اس طرح بچے اپنے والدین سے نیکی وحسن سلوک کیا کرتے تھے کہ ان کے بت بنا بنا کر رکھتے ۔ اور اس کا آغاز ان کے یہاں بھی یو ہوا کہ ایک شخص مر گیا ۔ اس کے بیٹے نے اس کی وفات پر بہت جزع وفزع اور غم کیا اور اسے صبر نہ آیا ۔ بالآخراس نے والد کی شکل کی ایک تمثیل یا مورتی بنا کر رکھ لی ۔ جب کبھی اسے دیکھنے کا شوق آتا، اس کی مورتی یا مجسمے کو دیکھ کر دل بہلا لیا کرتا تھا ۔ پھر جب وہ مرا تو اس کے

ساتھ اس کے بیٹے نے ویسے ہی کیا جیسے اس نے اپنے باپ کے ساتھ کیا تھا پھر یہ ایک رسم ہی چل نکلی ۔ بالآخر جب ان میں سے بڑے ایک ایک کرکے مر گئے تو ان کی اولاد نے کہا کہ ہمارے آباء واجداد نے انہیں اسی لئے بنایا تھا کہ یہ ان کے معبود تھے لہٰذا انہوں نے ان کی عبادت شروع کر دی ۔

تہذیب وثقافت کا دور اور عزّت وشرف؟

مسلمانو! آج کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس مادی تہذیبی دور گلوبلائزیشن کے کلچر اور ثقافتی زمانے اور سیال قلم کے مالک لوگوں کی زندگی میں یہ کیسے ممکن ہے کہ بتوں کی پرستش کی غلاظت اور ان کی تعظیم کرنے کانظریہ ان کے معاشروں میں پھیل سکے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں! یہ اب بھی ممکن ہے اور اس میں تعجب والی بھی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ جب علم حقیقی کا فقدان ہو اور دلوں میں دین کی اہمیت کم ہو جائے تو یہ سب کچھ اب بھی ممکن ہے اور اس بات کی واضح دلیل یہ ہے کہ آج کے دور میں بھی اللہ تعالی کے سوا کتنے ہی معبودان باطلہ موجود ہیں کوئی بت کی شکل میں ہے کوئی نصب کیا ہوا ہے کوئی چلتے پھرتے جاندار کی شکل میں ہے، اور یہ بات کسی صاحب عقل ودانش اور اہل بصیرت ونظر سے پوشیدہ ہے، اور پھر اس سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے کہ پہلے مشرکین عہد جاہلیت میں بھی ہماری طرح ہی عقل تھی، ان کے بھی ہماری طرح ہی جسم تھے ۔ وہ بھی منہ میں زبان بلکہ فصیح رکھتے تھے اور عربوں کے مابین انہیں قیادت وسیادت حاصل تھی، اور سارے اس بات کا بھی اعتراف واقرار کرتے تھے کہ خالق ورازق اور اس کارخانۂ دنیا کو چلانے والا صرف اللہ تعالی ہی ہے ۔ اس کے باوجود انہوں نے بتوں کی پوجا کی، ان کی تعظیم کی ورنہ پھر ابراہیم علیہ السلام کو کیا ضرورت تھی کہ وہ اللہ سے دعائیں کرتے کہ اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچانا ۔

اللہ کے بندو! اس بات کی تاکید اس چیز سے بھی ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی أمت پر اس شرک کی غلاظت کے در آنے سے ڈرے بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں بعض لوگوں پر یہ غلاظت آ گرے گی ۔ چنانچہ سنن ابوداؤد میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ میری أمت میں سے بعض قبائل بتوں کی پوجا نہ شروع کر دیں ۔ بلکہ صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے:

اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ قبیلۂ دوس کی عورتیں، ذوالخلصہ نامی بت کے مزار کا طواف نہ کرنے لگیں گی ۔ اور یہ ذوالخلصہ ایک معروف بت ہے جسے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے اس وقت پاش پاش کیا تھا جب انہیں نبی اکرم ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تھا نبی اکرم ﷺ کی اسی حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ یہ بت پرستی جیسے کبھی پہلے رہی یہ ویسے ایک مرتبہ پھر لوٹ آئے گی ۔ گویا یہ دن وہی ہیں کہ جنھیں اللہ تعالی لوگوں کے درمیاں پھیرتا رہتا ہے ۔ لوگوں میں سے کوئی موحد ہے اور کوئی مشرک، ان میں سے کوئی تو اللہ تعالی کی تدبیر سے ڈرتا ہے اور کوئی بے خوف پڑا ہے اور اللہ کی تدبیر سے صرف وہی لوگ بے خوف رہ سکتے ہیں جو کہ نقصان اٹھانے والے ہیں ۔

اگر شرک کے دوبارہ لوٹ آنے والی بات نہ ہوتی تو پھر نبی اکرم ﷺ کے اس سے ڈرانے کا راز کیا تھا؟ جبکہ آپ ﷺ نے حکومت توحید کی بنیاد رکھی اور اپنے زمانے میں آپ ﷺ نے شرک کا سر کچل کر رکھ دیا اور اسے بالکل مٹا دیا حتی کہ اپنی وفات کے قریب آخری لمحات حیات میں سکرات الموت کے دوران بھی آپ ﷺ یہ فرما گئے ہیں: اللہ تعالی یہود ونصاری پر لعنت فرمائے ۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا ۔

اور پھر نبی اکرم ﷺ کو خدشہ ہوا کہ یہ مرض شرک کہیں میرے بعد میری أمت میں بھی نہ آجائے لہٰذااس سے ڈراتےہوئے فرمایا: میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ اس کی عبادت ہونے لگ جائے ۔ (مؤطا امام مالک)

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے کہ ابراہیم تیمي نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں جو ارشاد الہی ہے کہ انہوں نے دعا کی: وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ إبراهيم-35 اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچانا کہ ہم بتوں کی پوجا کریں۔

ابراہیم علیہ السلام جیسے موحد وحنیف انسان کے بعد پھر دوسرا کون ہے جو اس آزمائش وبلاء سے بچ سکے ۔ بتوں کی پوجا میں واقع ہونے سے وہی بے خوف ہو سکتا ہے جو ان کی حقیقت سے ہی واقف نہ ہو، نہ کچھ علم شرعی کا مالکہو اور نہ ہی اس توحید خالص اور شرک سے ممانعت کی ان تعلیمات کو جانتا ہو جو نبی اکرم ﷺ لے کر آئے تھے ۔

اس شرک کے میدان میں شیطان کے کردار کا تذکرہ کرتےہوئے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: شیطان ہمیشہ قبرپرستوں کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ ان پر مزارات تعمیر کرو اور پھر اُنہیں اِن پر مجاور بن کر بیٹھ جانے کی ترغیب دلاتا ہے ۔ پھر انہیں آہستہ آہستہ اہل قبور کو پکارنے اور ان کی عبادت کرنے پر لگا دیتا ہے اور پھر انہیں مکمل بت کی شکل بنا دینے پر اکساتا ہے اور وہ پردے اور قندیلیں لٹکا دیتے ہیں اورجب یہ بات ان کے دلوں میں جائز ہی ہو جاتی ہے تو پھر انہیں اس اعتقاد پر مضبوط کرنا شروع کر دیتا ہے کہ جو شخص تمہیں ان کاموں سے روکے وہ ان عالی مرتبہ لوگوں کی شان میں گستاخی کرنے والا ہے، اور سمجھتا ہے کہ ان کے کوئی مقام ومرتبہ اور حرمت وقدر نہیں ۔ اب ظاہر ہے کہ ایسے شخص پر تو مشرکین کو بڑا غصہ آتا ہے اور وہ آستین چڑھاکر اس کے خلاف محاذ کھول دیتے ہیں ۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے: وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ الزمر-45 جب اکیلے اللہ تعالی کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اورجب اس کے سوا (غیر اللہ) کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل اٹھتے اور وہ خوش ہو جاتے ہیں ۔

یہ بیماری بہت سارے جاہل اور کتنے ہی ایسے لوگوں کے دلوں تک سرایت کرچکی ہے جو علم دین کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں حتی کہ وہ اہل توحید سے عداوت ودشمنی رکھتے ہیں ۔ انہیں بڑے بڑے بے بنیاد اِلزام دیتے ہیں اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے میں لگے رہتے ہیں ۔

اللہ کے بندو! یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ بعض اہل علم نے اس بات کو طے کیا ہے کہ کبھی صنم وبت کا اِطلاق وثن پر بھی ہوتا ہے اور وثن سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی پوجا وعبادت کی جائے۔ وہ چاہے کسی بھی شکل میں ہو ۔ اللہ تعالی نے اس سے منع کیا اور فرمایا ہے: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ الحج-30

پس تمہیں اللہ کے سوا پوجی جانے والی چیزوں سے دور رہنا چاہیئے اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے ۔

بعض لوگوں نے غیراللہ کی عبادت کے مفہوم کو بڑا محدود کردیا ہے اور اس سے مراد صرف پتھروں کی اور بتوں کی عبادت ہی لی ہے ۔ جبکہ یہ ان کے اس مسئلہ کے بارے میں سخت جہالت و بے علمی کی علامت ہے، کیونکہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا صرف اسی بات میں منحصر نہیں ہے کہ صرف پتھر کے بت کو رکوع و سجدہ کیا جائے بلکہ اس کے محدود فہم کی وضاحت نبی اکرم ﷺ نے فرمائی ہے: چنانچہ جب حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد الہی پڑھتے سنا: اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ التوبة-31 انہوں نے اپنے پیشواؤں کو اللہ کے سوا معبود بنا لیا تھا۔ تو حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے ۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمھارے وہ پیشوا اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار نہ دیتے تھے اور تم ان کی اس بات کو مان کر ان چیزوں کو حرام سمجھتے تھے؟ اور وہ اللہ تعالی کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دیتے اور تم انہیں حرام مانتے تھے؟ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ ایسا تو ہم کرتے تھے ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہی ان کی عبادت کرنا ہے ۔ (مسنداحمد، ترمذی، اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے ۔)

اے اللہ ہم ظاہر وباطن تمام فتنوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں جبکہ ہم اسے جانتے ہوں، اے اللہ! ہم اگرکسی چیز کو ان جانے میں تیرے ساتھ شریک بنا لیں تو ہمیں بخش دے تو بڑا بخشنے والا ہے ۔
اسلامیان عالم! اللہ کا خوف کھاؤ اور یہ بات ذہن نشین کر لو کہ اللہ کے لئے صرف دین خالص ہی ہے اور ہر مسلمان مرد وزن کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ظاہر وباطن کی خوب تطہیر وصفائی کر لے اور ان امور سے بچ جائے جو اسے اکیلے اللہ تعالی کی عبادت کرنے سے پھیر کر شرک پر لگانے والے ہیں، اسی طرح ہم تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی اطاعت وپیروی کریں ۔ اور انہیں اپنی ذات، اپنے والدین اور تمام رشتہ داروں پر ترجیح دیں ۔ ایسے ہی تمام لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اپنے معاشروں کو حسب مقدور بتوں کی پوجا اور ان کی عبادت کی غلاظت سے پاک کریں ۔ خصوصا ان چیزوں سے اپنے گھروں کو پاک کریں جو محض زینت کیلئے شوپیس کے طور پر رکھی گئی ہیں ۔ کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی مجسمہ یا تصویر ہو ۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اگر کسی دعوت وولیمہ میں مدعو کیا جاتا تو دعوت دینے والے سے پوچھتے کہ تمھارے گھر میں کوئی مجسمے یا تصویریں تو نہیں ہیں؟ اگر وہ کہتا کہ نہیں ہیں تو اس کی دعوت کو قبول فرما لیتے ۔
خبردار! مفاسد وبگاڑ کے راستوں کو بند کرنا اور شرک کی طرف لے جانے والے ذرائع کا سد باب کرنا بہت ضروری امر ہے جس سے عام مسلمانوں کو کبھی بھی غافل نہیں ہونا چاہیئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت رضوان والا درخت صرف اسی غرض سے اکھڑوا دیا تھا ۔
بت اور مجسمے رکھنا، ان کی تعظیم کرنا اور مزاروں ودرباروں کی تعظیم کرنا اسلام میں ایک نیاپیداکردہ امر ہے اور اس کے پیدا کرنے والے بھی کوئی اہل علم وتقوی لوگ نہیں تھے بلکہ یہ چیزیں پیدا کرنے والے لوگ خواہشات نفس کے پیروکار، جاہل وبے علم اور اقتدار وغلبہ والے لوگ تھے کیونکہ قرآن کریم میں اصحاب کہف کے تذکرےمیں اللہ تعالی نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:
قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا الکھف–21 جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلبہ پایا وہ کہنے لگے ہم تو ان کے آس پاس مسجد بنا لیں گے ۔
دور حاضر کا شرک!
موجودہ دور میں یہ معاملہ بہت بڑھ چکا ہے ۔ بعض لوگوں تو ربوبیت اور الوہیت باری تعالی میں شرک کرنے لگے ہیں۔، انہوں نے بعض اہل قبور سے طرح طرح کے اعتقاد قائم کر رکھے ہیں اور انہیں اصنام وتماثیل کی شکل دے رکھی ہے، اور ان کے بارے میں وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ غیب جانتے ہیں اور جو شخص ان کا تصور کرے اور ان کی طرف متوجہ ہو وہ اس کی بات وحاجت پوری کرتے ہیں ۔ وہ مشکلات کو دور کرنے اور حاجات پوری کرنے کی قدرت وطاقت رکھتے ہیں بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ لوگوں نے بعض قبروں کو اسی طرح انصاب وبت بنا لیا ہے جس طرح کہ پہلے عربوں نے کیا تھا ۔ ان کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں ۔ ان کی شفاعت وسفارش طلب کرتے ہیں بلکہ ان کے نام نذر کے جانور چھوڑے جاتے ہیں ۔ ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھانے کیلئے جانور لے جائے جاتے ہیں بلکہ کبھی کبھی اور کہیں کہیں ایسا بھی ہے کہ صاحب قبر کی یادگاریں بنائی گئی ہیں اور ان کی بھی تعظیم کی جا رہی ہے، ان کی حرمت وعظمت باور کرائی گئی ہے اور اس یادگار پر زیادتی کرنے والوں کی سزا وہ رکھی گئی ہے جو اللہ کے دین پر زیادتی کرنے اور اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کو گالی دینے والے کی بھی نہیں رکھتے۔
افادات امام ابن قیم رحمہ اللہ!
علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے نبی اکرم ﷺ کے غزوءہ طائف اور آپ ﷺ کے لات نامی بت کو ریزہ ریزہ کرنے کا تذکرہ کرتےہوئے لکھا ہے: اس واقعہ میں کئی فوا ئد پنہاں ہیں ۔ (1) پہلا یہ کہ

ایسے مقاماتِ شرک کو بحال رکھنا جائز نہیں ہے بلکہ جب غلبہ واقتدار حاصل ہو جائے تو ایک ہی دن میں انہیں ختم کرنا ضروری ہے۔

(2) اسی طرح ان قبروں اور مزاروں کا حکم بھی ہے جنہیں عبادت گاہیں بنا لیا گیا ہے اور جہاں اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔

(3) (ضمیرمفہوم، اہمیت، اقسام واحکام)

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ

فاطر–1

اس اللہ کے لئے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو (ابتداء) آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا اور دو دو تین تین چار چار پروں والے فرشتوں کو اپنا پیغمبر (قاصد) بنانے والا ہے۔

غَافِرِ الذَّنبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ

غافر–3

گناہ کو بخشنے والا اور توبہ قبول فرمانے والا (۱) سخت عذاب والا، انعام وقدرت والا (۲) جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف واپس لو ٹنا ہے۔

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

القصص–70

دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے۔ اسی کے لئے فرماں روائی ہے اور اسی کی طرف تم سب پھیرے جاؤ گے۔

دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے۔ اسی کے لئے فرماں روائی ہے اور اسی کی طرف تم سب پھیرے جاؤ گے۔

النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ

الأعراف–158

نبی امی پر جو کہ اللہ تعالٰی پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں ۔

ان پر اللہ کی لا تعداد رحمتیں اور سلامتیاں ہوں، اور ان کے انتہائی پاکیزہ آل پر بھی، اور ان کی ازواج مطہرات (امہات المومنین) پر بھی۔ اور ان کے صحابہ اور تابعین پر بھی، اور ان لوگوں پر بھی جو قیامت تک ان کی پیروی کریں گے۔

حمد وثنا کے بعد!

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈریں، اور جان لیں کہ یہ دنیاگزرگاہ ہے نہ کہ ہمیشگی کی جگہ، اور اللہ نے آپ سب کو اس زمین میں خلیفہ بنایا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ آپ کیسے اعمال کرتے ہیں۔ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ﴿٥﴾وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ﴿٦﴾فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ اللیل–7/5

جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے) ۔ اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا۔ تو ہم بھی اسکو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔

اے مسلمانو! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آج دنیاٹیکنالوجی اور معلومات کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ چکی ہے، اور ہرمیدان میں آتش فشاں پہاڑ کی راکھ ہی نئی نئی ایجادات کی گواہی دیتی ہے، اور ابھی لوگ ایک نئی چیز کو دیکھ ہی رہے ہوتے ہیں کہ دوسری نئی چیز ان کے سامنے آجاتی ہے جس وجہ سے پچھلی چیز بھول جاتے ہیں۔اور اسی طرح یکے بعد دیگرے ہورہا ہے۔ اگرچہ آج دنیا ہمت اور ریسرچ کے ذریعہ فضا میں پہنچ گئی اور ایٹم بم تک بنالئے، مگر اس کے باوجود بھی معاشرے اور عوام کے ضمیر کو نہیں جگا سکی، اور نہ ہی وہ خالی روح کو اس سبق سے بھر سکی کہ دنیاوی زندگی (آخرت تک پہنچنے اور کامیاب ہونے کافقط) ایک وسیلہ ہے نہ کہ مقصود۔ تو لوگوں نے آسمان کے ستاروں کو تو دیکھ لیامگر اپنی آنکھ کے میلے پن کو نہ دیکھ سکے۔

زندہ ضمیر کا مطلب

زندہ ضمیر ایک ایسا خالص مقصد ہے جس کے لئے ہی اخلاص سے نصیحت کرنے والے اپنی اُمت اور عوام کو بیدار کرتے ہیں، اور غالباًمصیبت آجانے کے بعد ہی لوگ بیدار ہوتے ہیں وہ بھی بہت تھوڑے، اور مصیبت میں واقع ہونا ہی اس سے بچاؤ کا سبب بنتا ہےجبکہ نصیحت کرنے والوں کی پکار اُن کے لیے بے معنی رہجاتی ہے۔

کہنے والے نے بالکل صحیح کہا ہے:

بذلتُ لهم نُصحِي بمُنعرَجِ اللِّوَا

فلم يستبينُوا النُّصحَ إلا ضُحَى الغَدِ

میں نے انہیں جھنڈا ہلاہلا کر بہت نصیحت کی۔

لیکن صبح کی گرمی سے پہلے انہوں نے نصیحت کو پہچانا تک نہیں۔

ضمیر کا مفہوم اور فوائد

اللہ کے بندو! ضمیر انسان کا ایک ایسا پوشیدہ شعور ہے جو انسان کو اس کے کردار کا نگہبان بنا دیتا ہے اور وہ بذات خود اقوال، اعمال وافکار میں اچھے برے کی تمیز کرسکتا ہے، ہر اچھی بات اسے اچھی لگتی ہے اور ہر بری بات اسے ناپسندیدہ لگتی ہے۔

امّتِ مسلمہ اور اُن کا اجتماعی ضمیر ماضی وحال کے آئینہ میں

اور اسلام خود ہی ایک ایسی آزاد شریعت ہے جو لوگوں کوبندوں کی بندگی سے آزاد کرکے صرف ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دیتی ہے، اور یہ بتاتی ہے عزت تو ایمان ہی میں ہے، اور ذلت ورسوائی کفر، گناہ اور نافرمانی میں ہے۔

یہ ایک فرد کے ضمیر میں تو واضح نظر آتا ہے، لیکن اسلامی معاشرے کے ضمیر کے سمندر میں جاکر پورا ہی ڈوب جاتا ہے۔ کیونکہ زندہ ضمیراگر معاشرے سے ختم ہوجائے تو افراد کی حالت چلتے پھرتے بے جان سائے کی طرح ہوجائے گی۔ اور بعض اوقات یہی افراد انسان نما شیاطین کی کیفیت اختیار کرلیتے ہیں۔

اور یہ ناممکن ہے کہ کمزوری وطاقت، امیری وغربت، ایمان وفسق، عدل وظلم کے حساب سے لوگوں کے معاملات مشترک ہوں اور ان کا ضمیر کے بیدار ہونے یا سو جانے اور غفلت میں پڑجانے سے کوئی تعلق نہ ہو۔

اس زمانے میں تو اسلامی معاشرے میں جیتے جاگتے اور محافظ ضمیر کا فقدان ہے، جس نے گزشتہ زمانے میں مسلمانوں کی ایسی تربیت کی کہ اگر مشرق میں کسی کو چھینک آجاتی تو

مغرب والا شخص اس کا جواب دیتا، اور اگر شمال سے کوئی مدد کی ندا لگاتا تو جنوب والے اس کی پکار کو سنتے۔
لیکن اس زمانے میں تو امت کو چاروں طرف سے دہشت نے برے طریقے سے گھیرا ہوا ہے، اور حالت یہ ہوگئی ہے کہ آپ کے برابر والا چیختا اور روتا ہوا پکارتا ہے مگر اس کی بات سنائی نہیں دیتی، وہ اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتا ہے: مدد مدد، لیکن اسے کوئی دیکھنے والا نہیں۔
فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَـٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ الحج–46
بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔
اُمت کا ضمیر اس وقت تک بیدار نہیں ہوگا جب تک کہ امّت کے تمام افراد کے ضمیر بیدار نہ ہوں؛ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ سایہ سیدھا ہوجائے جبکہ لکڑی ٹیڑھی ہو۔اور اگر ایک شخص کی انگلیاں ٹیڑھی اور ملی ہوئی ہوں تو وہ انگوٹھی کیسے پہن سکتا ہے۔ اور جب بھی حفاظتی اقدامات میں تاخیر ہوتی ہے تو ضمیر کمزور ہوجاتا ہے۔گویا کہ ضمیر بے سہارا اور بے فائدہ ہوکر رہ جاتا ہے۔
ضمیر کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں
١ـــ زندہ ضمیر: ایک قسم ایسی ہے جس کا ضمیر زندہ ہے، وہ نیکی کو پہچانتا ہے اور برائی کو نہیں جانتا، اپنی امت کے ہر دکھ درد، خوشی غمی میں شریک ہوتا ہے،تسلی دیتا اور غم خواری کرتا ہےاور انکی تکلیف کو خود بھی محسوس کرتا ہے، سچے مومنوں کے لئے نرم اور ظالموں اور مجرموں کے لئے سخت ہوتا ہے، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو نہیں سنتا۔ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّـهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّـهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ المائدة–54
یہ ہے اللہ تعالٰی کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالٰی بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔
٢ـــ مردہ اور غافل ضمیر: اور ایک قِسم ایسی ہے جس کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے، کسی کام کا نہیں۔وہ اس غلام کی طرح ہے جو اپنے مالک پر بوجھ ہے جو کچھ بھی کرلے اس سے کوئی بھلائی حاصل نہیں ہوتی، اس کا وجود گنتی میں تو ایک اضافہ ہے مگرکوئی فائدہ اور نتیجہ نہیں۔ اور وہ ابھی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ صرف دنیا کے معاملات میں ہی لگ گیا ہےاور وہ اپنے حقوق اور اولاد کے بارے میں بہت زیادہ فکر مند ہے ۔ اس کی زبانِ حال یہی کہتی ہے: 'میرا نفس، میرا نفس' ۔اس سے کسی غریب کو کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی وہ کسی کو نصیحت کرسکتا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ وہ کھانے پینے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس قسم کے لوگ اگر ضمیر کی اصلاح نہ کریں تو وہ مردہ ضمیر والوں میں ہی شمار ہوں گے۔
٣۔ مردہ اور نقصان دہ ضمیر :
اور تیسری قسم وہ مردہ ضمیر ہے جس کا شر (برائی)خیر(بھلائی) پر غالب آتا ہےیا یوں کہہ لیں کہ اس میں کوئی بھلائی ہی نہیں۔ اچھے کاموں میں وہ کہیں بھی ساتھ نہ دےگا۔وہ تو صرف شر میں ہی شریک ہوتا ہے، اور ہمیشہ قباحت والے کاموں میں ہی نظر آئے گا، برائی کا حکم دے گا اور بھلائی سے دوسروں کوبھی روکے گااور خود بھی بھلائی سے دور رہے گا، اس نے اللہ کو بھلادیا تو اللہ نے بھی اسے بھلادیا، اس کی یہ صفات ہیں: جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، مفاد پرستی، چغل خوری اور غیبت۔ اس کی لسانِ حال یہ کہتی ہے: میرے ساتھ ایسا طوفان ہے کہ اگر وہ دوپہر کے وقت زید تک نہ پہنچا تو رات کو آپ تک تو پہنچ جائے گا۔
اس کی مثال مکھی کی طرح ہے جو صرف زخموں پر بیٹھتی ہے، صبح وشام لوگ ایسے شر پسند افراد سے پناہ مانگتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنے میزان کو گناہوں سے بھرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔اور جب وہ قیامت میں اپنے رب سے ملے گا تو اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا۔
زندہ ضمیر ایک حقیقی ایمانی قوت:
خبردار! اللہ آپ پر رحم کرے!
اللہ سے ڈریں، اور یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ زندہ ضمیر ہی حقیقی ایمان کا ہینڈ پمپ ہے، جس کے نتیجہ میں محبت، رحمت اور الفت جنم لیتی ہے، اور وہ اعضاء کو ایک جسم میں جمع

کردیتا ہے جوکہ پوری اُمت کا ایک مکمل جسم ہےجیساکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: «مثَلُ المُؤمنين في توادِّهم وتراحُمهم وتعاطُفهم مثَلُ الجسد، إذا اشتكَى منه عضوٌ تداعَى له سائرُ الجسد بالسَّهر والحُمَّى». رواہ مسلم
محبت، رحم اور شفقت کے معاملے میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے، اگر جسم کا ایک حصہ بھی تکلیف میں ہو تو پورا جسم رات کو جاگ کر بخار میں گزارتا ہے۔ (یعنی ایک مسلمان کی تکلیف کی فکر تمام مسلمانوں کو ہونی چاہئے) ۔
ضمیر کی اصلاح
درحقیقت بات یہ ہے کہ اگر ہم میں سے ہر شخص اپنے ضمیر کے سامنے اپنے نفس کو پیش کردے تو اسے معلوم ہوجائے کہ غافل ضمیر کے درخت سے کوئی پھل نہیں نکلتا ، اور جو شخص ضمیر کی باتوں پر آنکھیں بند کرکے عمل کرتا ہے چاہے وہ کام اچھائی کا ہو یا برائی کا تو اس کا ضمیر کشادہ راہوں کو بھی تنگ کردیتا ہے، اور اس کی آنکھیں حقیقت کو دیکھنے سے انکار کردیتی ہیں، اور عنقریب ہر محاسبہ کرنے والا یہ جان لے گا کہ ضمیر کے محاسبہ اور اس کی اصلاح پر خاموشی اس کے اسباب سے زیادہ خطرناک ہے۔اسی لئے ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ ضمیر کو بولنے والا بنائے؛ کیونکہ خاموش ضمیر تو گونگا شیطان ہے، جس طرح برائی کے بارے میں بولنے والا ضمیر شیطان ناطق (بولنے والا) کی شکل ہے۔
اور اسلامی شریعت ضمیر کی موت اور کمزوری کے دروازے بند کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے، مسلم معاشرے کو اس کے ادراک کی ترغیب دلاتی ہے؛ تاکہ وہ مردہ یا غائب ضمیر کے ہاتھوں قربان نہ ہوجائیں، حالانکہ اس مسلم معاشرے کی قوت واصلاح اور تکمیل اسی زندہ ومحافظ ضمیر کے ذریعہ ہی ممکن ہے، اس کے علاوہ کوئی حل نہیں۔
اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: «لاتحاسَدوا، ولاتناجَشُوا، ولاتباغَضُوا، ولاتدابَروا، ولا يبِع بعضُكم على بيعِ بعضٍ، وكونوا عبادالله إخوانًا، المُسلمُ أخو المُسلم لا يظلِمُه، ولا يخذُلُه، ولا يكذِبُه، ولا يحقِرُه، التقوى هاهُنا» –ويُشيرُ إلى صدره ثلاث مراتٍ–،
حسد نہ کریں، اور عیب جوئی نہ کریں، اور بغض نہ رکھیں، اور دشمنی نہ کریں، اور ایک شخص دوسرے کی بیع (خرید وفروخت) پر بیع نہ کرے، اورسب اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جائیں، مسلمان مسلمان کا بھائی ہےنہ ہی اس پر ظلم کرے، اور نہ اسے رسوا کرے، اورنہ ہی اسے جھٹلائے، اور نہ ہی اسے حقیر سمجھے، ــــاور اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ’تقوی یہاں ہے‘ ۔
اللہ کے بندو! یہی تو زندہ ضمیر ہے: «التقوى ها هُنا» ۔ تقوی یہاں ھے۔ پھر فرمایا:
«بحسبِ امرئٍ من الشرِّ أن يحقِرَ أخاه المُسلمَ، كلُّ المُسلم على المُسلم حرامٌ، دمُه ومالُه وعِرضُه».
تقوی یہاں ہے، پھر فرماتے: انسان کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو کمزور سمجھے، ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت (بے عزتی) دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔
اللہ مجھے اور آپ کو قرآن وسنت کی برکتیں عطا فرمائے، اور آیاتِ قرآنی، نصیحت اور حکمت سے فائدہ پہنچائے۔ میں نے جو کہنا تھےوہ کہہ دیا، اگر وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو وہ میرے اور شیطان کی طرف سے ہے، اور میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں بیشک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ
ہر قسم کی تعریف ایک اللہ کے لئے خاص ہے، اور درود وسلام ہوں ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔
حمد ثنا اور درود وسلام کے بعد!
سچے انسان کو کبھی شک نہیں ہوگاکہ پوری اُمت جو لڑائیوں، مصیبتوں، زیادتیوں اور جنگوں کی آگ میں جل رہی ہے یہاں تک کہ ہریالی اور خشکی سب تباہ ہوچکے ہیں، اسے ایسے سچے

ضمیر کی ضرورت ہے جو خیانت اور حسد سے پاک ہو، انتہائی مہربان اور نصیحت والا ضمیر ہو جو کہ ملت کے افراد، معاشرے اور أمت کی مصلحت کو معمولی وذاتی مصلحت پر ترجیح دے؛ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب ضمیر مردہ ہوجائےتو مفاد پرستی اور انانیت جیسی بیماری لاحق ہوجاتی ہے۔

اور افراد ومعاشرے کایہ وتیرہ بن جاتا ہے: اپنا فائدہ دیکھو، تم ہرگز دوسروں کے لئے کچھ نہ کرنا، تمہیں (دوسرے کے فائدے کے کام کرنے کی) کیا ضرورت ہے؟ آپ اولادِ آدم کے نہ ہی ذمہ دار ہیں اور نہ ہی وکیل اور نہ ہی محافظ

مردہ ضمیر کی پہچان'' کیسے؟ ''

۱۔ جب ضمیر مردہ ہوجاتا ہے تو یہ بات کہی جاتی ہے:

جو اللہ کا حق ہے اسے اللہ پر چھوڑ دو اور جو قیصر کا ہے اسے قیصر پر چھوڑ دو۔اور جب ضمیر مردہ ہوجاتا ہے توخائن کو امین سمجھا جاتا ہے اور امانت دار کو خیانت کرنے والا سمجھا جاتا ہے، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ جب ضمیر مردہ ہوجاتا ہے تو بکری کا بچہ شیر ہوجاتا ہے، اور اونٹ اونٹنی کی طرح مسکین ہوجاتا ہے، گِدھ نما چھوٹا چتکبرا پرندہ گندگی نکال دیتا ہے، اور سمندر کنویں سے پانی لیتا ہے، اور کم عقل لوگ بولنے لگتے ہیں،اور لوگ جاہلوں کو اپنا سربراہ بنالیتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

۳۔ جب ضمیر مردہ ہوجائے تو تنقید نصیحت لگتی ہے اور غیبت آزادی، اور چغلی تنبیہ لگتی ہے۔

۴۔ اور جب ضمیر مردہ ہوجاتا ہے توظالم کے لئے یہ بات آسان ہوجاتی ہے کہ وہ پوری عوام کو مکمل بور پر تباہ کردے اور اسے یہ پرواہ بھی نہ ہو کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہلاک ہوئے، وہ قتل کرتا ہے اور گناہ کرتا ہے، کسی کو قیدی بناتا ہے اور کسی کو ملک سے نکال دیتا ہے، لوگ چیختے، پکارتے اور مدد مانگتے رہ جاتے ہیں لیکن جسے پکار رہے ہیں وہ مردہ ہوچکا ہے۔

۵۔ ضمیر کے مردہ ہونے کی وجہ سے ظلم بلند ہو جاتا ہے، عدل ختم ہوجاتا ہے، بخیلی بڑھ جاتی ہے، نصیحت کرنے والے کم ہوجاتے ہیں، آفات اور سزائیں برستی ہیں ، عمارت کی اینٹیں ایک ایک کرکے تباہ ہوجاتی ہیں، اور ترمیم کی کوئی امید نہیں ہوتی۔

ضمیر مردہ ہونے کا نتیجہ

جب ضمیر مردہ ہوجائے تو احساس بھی مٹ جاتا ہے، اور جب احساس ختم ہوجائے تواونچائی اور نیچائی سب برابر ہوجاتے ہیں اوران لوگوں کے لئے زیرِ زمین والی جگہ اوپر کی دنیا سے بہتر ہوجاتی ہے (یعنی انہیں دنیا میں جینے کا کوئی حق نہیں) ۔

فعن أبي هريرة –رضي الله عنه– أن رسولَ الله –صلى الله عليه وسلم– قال: «لا تقومُ الساعةُ حتى يمُرَّ الرجلُ على القبر فيتمرَّغُ عليه ويقول: يا ليتَني كنتُ مكان صاحِبِ هذا القبر, وليس به الدِّين, إلا البلاء». رواه البخاری ومسلم

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک انسان قبر سے نہ گزرے اور اس پر لوٹ لگاتے ہوئے یہ کہے کہ کاش میں اس کی جگہ قبر میں ہوتا، اور اس کا کوئی دین نہیں ہوگا بلکہ محض آزمائش کی وجہ سے ایسا کہے گا۔

ولا خيرَ في نَيْل الحياة وعيشِها إذا ضاعَ مِفتاحُ الضمائرِ وانمَحَى

ألستَ ترَى أن الحُبوبَ ثَخينةً تحُولُ دقيقًا كلما تطحنُ الرَّحَى

زندگی کو حاصل کرنے اور گزارنے میں کوئی بھلائی نہیں اگر ضمیر کی چابی گم اور ختم ہوجائے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ دانے کتنے سخت ہوتے ہیں، انہیں چکی پیس کر آٹا بنادیتی ہے۔

اللہ آپ سب پر رحم کرے!

سب سے أفضل مخلوق اور سب سےپاکیزہ انسان: محمد بن عبداللہ ﷺ پر درود بھیجیں، جوکہ حوض اور شفاعت والے ہیں؛ اللہ نے آپ سب کو اس کا حکم دیا ہے اور خود اس کی شروعات کی ہیں، اور اپنے تقدس کی تسبیح بیان کرنے والے فرشتوں کا بھی ذکر کیا، اورا ے مومنو! پھر تمہیں بھی

حکم دیا اور فرمایا: يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الأحزاب – 56 اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو ۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «من صلَّى عليَّ صلاةً صلَّى الله عليه بها عشرًا». جو مجھ پر ایک درود بھیجے تو اس کے بدلے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ یا اللہ! اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے تمام جہانوں کے رب! ہمارے گناہوں کی وجہ سے اپنا فضل ہم سے نہ روک دینا۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ البقرة – 201 اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور عذاب جہنم سے نجات دے۔

ترجمہ: شعیب مدنی
مراجعہ: حافظ حماد چاؤلہ

(4) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی عظمت وشان

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اُسامہ خیاط حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ کے لئے ہےجس نے اپنے ولیوں کو عزتوں سے نوازا، اور مخلوقات کے دلوں میں ان کی محبت بٹھادی، میں اللہ سبحانہ وتعالی ہی کی تعریف کرتا ہوں جو اپنے بندوں پر غالب ہے اور اس کا لشکر بھی بہت مضبوط ہے۔اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی اس کی اولاد۔

اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور نبی محمدﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جو سب سے زیادہ متقی وسخی ہیں، یااللہ! آپﷺ پر اور ان کی آل پر اور تمام صحابہ کرام رضي اللہ عنہم اجمعین پرہمیشہ اور مسلسل رحمتیں اور سلامتی نازل فرما۔

حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اور اسی کی عبادت کرو، اور اسی کا شکر ادا کرو، اور اسی کی طرف رجوع کرو۔اور یاد رہے کہ تمہیں اس کے سامنے کھڑا ہونا ہے تو اس دن کی کامیابی کے لئے تیاری کرو۔ **فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ** لقمان–33

(دیکھو) تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) تمہیں دھوکے میں ڈال دے۔

سچے وحقیقی ایمان اور نیک اعمال کے فوائد

اے مسلمانو! بیشک سچے ایمان اوراُس عمل صالح کے آثار کہ جس میں اللہ کی رضا مطلوب ہو اور نبی علیہ السلام کی سنت کی پیروی ہو بے حد بلند اور عزت والے ہوتے ہیں ۔ اور ایمان کا میٹھا پھل اور اچھا درخت وہ ہے جو اللہ تعالی اہلِ ایمان کے لئے لوگوں کے دلوں میں بہت زیادہ اور سچی محبت کی صورت میں بٹھادیتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا مریم–96

بیشک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ ونیک اعمال کیے اُن کے لئے اللہ رحمٰن محبت پیدا کر دے گا ۔

اللہ کے بندو! اس محبت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالی کی محبت کی نشانی ہے، جیساکہ صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے:

عن أبي هريرة –رضي الله عنه– أن رسول الله –صلى الله عليه وسلم– قال: «إن الله إذا أحبَّ عبدًا دعا جبريل فقال: إني أحبُّ فلانًا فأحِبَّه»، قال: «فيُحبّه جبريل، ثم يُنادي في السماء فيقول: إن الله يحبُّ فلانًا فأحِبّوه، فيُحبّه أهلُ السماء، ثم يُوضَعُ له القبولُ في الأرض، وإذا أبغضَ عبدًا دعا جبريلَ فيقول: إني أُبغِضُ فلانًا فأبغِضه، فيُبغِضُه جبريلُ، ثم يُنادِي في أهل السماء: إن الله يُبغِضُ فلانًا فأبغِضُوه»، قال: «فيُبغِضُونَه، ثم يُوضَع له البغضاءُ في الأرض».

سیدناابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یقینا جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے۔اور اس سے یہ فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت کریں تو وہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں ، پھر وہ (جبرائیل علیہ السلام) آسمان میں ندا لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالی فلاں شخص سے محبت کرتا ہے آپ سب بھی اس سے محبت کریں تو آسمان والےبھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر زمین میں بھی اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے، اور جب اللہ کسی بندے سے نفرت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے۔اور اس سے یہ فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سےنفرت کرتا ہوں آپ بھی اس سے نفرت کریں تو وہ بھی اس سے نفرت کرتے ہیں ، پھر وہ (جبرائیل علیہ السلام) آسمان میں ندا لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالی فلاں شخص سے نفرت کرتا ہے آپ سب بھی اس سے نفرت کریں تو آسمان والے بھی اس سےنفرت کرتے ہیں، پھر زمین میں بھی اس کی نفرت عام کردی جاتی ہے۔

جلیل القدر تابعی زید بن أسلم عدوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**من اتّقى الله أحبّه الناسُ ولو كرِهوا**".

کہ جوشخص اللہ سے ڈرتا ہےتو لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اگرچہ انہیں (بعض لوگوں کو) ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے: تمام لوگ اس سے محبت کرتے ہیں، اس کی تعریف کرتے ہیں، اس کی مدح کرتے ہیں، اگرچہ بعض لوگ اس سے نفرت بھی کرنا چاہیں تو نہیں کرسکیں گے۔اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، یہ تو ایمان اور تقوی کا نتیجہ ہے جس کی بدولت اہلِ ایمان کواللہ تعالی نےاپنی ولایت کی خوشخبری دی، اور یہ بھی خبر دی کہ قیامت کے دن انہیں نہ تو کسی قسم کا کوئی خوف ہوگا، اور نہ ہی انہیں اس پر کوئی غم ہوگا جو وہ دنیا میں چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ **أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ** یونس–63/62

یاد رکھو کے اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔

اسی طرح اللہ کے پاس ان کا اتنا باعزت مقام بن چکاہوتا ہےکہ جو اُن سے دشمنی کرے گا اللہ تعالی نے اُس سے جنگ کا اعلان کیا ہے، جیساکہ بخاری میں ہے:

عن أبي هريرة –رضي الله عنه– أنه قال: قال رسولُ الله –صلى الله عليه وسلم-: «إن الله تعالى قال: من عادَى لي وليًّا فقد آذنته بالحربِ.» الحديث.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کا فرمان ہے: جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

یعنی میں اس کے ساتھ وہ سلوک کروں گا جودورانِ جنگ دشمن سے کیا جاتا ہے ۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو بھی یہ دشمنی کرے گا وہ اللہ کی طرف سے ہلاکت کا مستحق ہوگا۔اور اہلِ علم کے قول کے مطابق اس میں بہت سخت تنبیہ وڈراواہے؛ کیونکہ جس سے اللہ جنگ کرے وہ تو ہلاک ہوکر ہی رہے گا۔ اور جب دشمنی کے معاملے میں یہ بات ثابت ہوگئی تو دوستی (ولایت) کے بارے میں بھی یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو شخص اللہ کے ولی سے دوستی کرے گا اللہ اسے بھی عزت دے گا۔

صحابہ کرام کی محبت اور احترام ہر شخص پر واجب ہے

اللہ کے بندو! اور سب سے عظمت والے لوگ وہ ہیں جن کی محبت اور دوستی رکھنا بھی واجب ہے اور اور ان کی دشمنی سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی علیہ السلام کی صحبت کے لئے چُنا ہے، اور انہیں (لوگوں تک) دین منتقل کرنے اور قرآنِ مجید کی ذمہ داری نبھانے یہ توفیق عطا فرمائی، اور ان سے راضی ہوگیا اور ان کی تعریفیں کیں اور پاکیزگی بیان کی۔

شانِ صحابہ کے بارے میں قرآنی آیات

اللہ رب العزت نے فرمایا: وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ التوبة–100

اور جو مہاجرین اور أنصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ

الفتح–29 محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالٰی کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں۔

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے: لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا الفتح–18

یقیناً اللہ تعالٰی مومنوں سے خوش ہوگیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔

اورفرمانِ الٰہی ہے: لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ الحديد–10

تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں بلکہ ان کے بہت بڑے درجے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے، ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالٰی کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

عظمتِ صحابہ کے بارے میں آحادیثِ نبویۃ

نبی مکرّم علیہ السلام نےاپنے کسی بھی صحابی کو گالی دینے، بُرا کہنے وسمجھنے سے سخت منع فرمایا ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ کوئی بھی مسلمان اپنا سارا مال خرچ کرکے بھی میرے (رسول اکرمﷺکے) کسی بھی ادنیٰ سے صحابی کے رتبہ اور فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا، حدیث یہ ہے: «لا تسبّوا أصحابي، فلو أن أحدَكم أنفقَ مثلَ أُحدٍ ذهبًا ما بلغَ مُدَّ أحدهم ولا نصيفَه». أخرجه الشيخان في "صحيحيهما"۔

میرے صحابہ کو گالی یا بُرا نہ کہنا، (جان لو کہ) تم میں سے کوئی بھی اُحد پہاڑ کے برابر سونابھی (صدقہ وخیرات میں) خرچ کرلے تووہ اُن(صحابہ)میں سے کسی بھی ایک کے مکمل یا آدھے مُد (آدھا کلو یا ایک پاؤاناج کےخرچ کرنے کی فضیلت ومقام) تک بھی نہیں پہنچ سکتا (بخاری ومسلم) ۔

دوسری حدیث میں ہے: وفي "الصحيحين" أيضًا من حديث عمران بن حُصين –رضي الله عنه– أن رسولَ الله – صلى الله عليه وسلم– قال: «خيرُ الناس قرني، ثم الذين يلُونَهم، ثم الذين يلُونَهم». قال عمران: فلا أدري أذكَر بعد قرنِه قرنَين أم ثلاثة.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں۔

اور بخاری ومسلم کی ایک حدیث میں ان کی فضیلت اس طرح بیان ہوئی ہے:

وأخرج الشيخان عن أبي سعيد الخُدري –رضي الله عنه– أنه قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم -: «يأتي على الناس زمانٌ فيغزُو فِئامٌ من الناس، فيقولون: هل فيكم من صاحبَ رسولَ الله –صلى الله عليه وسلم-؟ فيقولون: نعم، فيُفتحُ لهم. ثم يأتي على الناس زمانٌ فيغزُو فِئامٌ من الناس، فيقال: هل فيكم من صاحبَ أصحاب رسول الله –صلى الله عليه وسلم-؟ فيقولون: نعم، فيُفتَحُ لهم. ثم يأتي على الناس زمانٌ فيغزُو فِئامٌ من الناس، فيقال: هل فيكم من صاحبَ من صاحبَ أصحاب رسول الله –صلى الله عليه وسلم-؟ فيقولون: نعم، فيُفتَحُ لهم».

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کچھ لوگ جنگ کریں گےاور پوچھیں گے: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے اللہ کے رسول ﷺکی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ (یعنی کوئی صحابی رسول ﷺ ہے؟) وہ کہیں گے: جی، تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کچھ لوگ جنگ کریں گےاور یہ پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے اللہ کے رسول ﷺکے کسی صحابی کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ (یعنی کوئی تابعی ہے؟) وہ کہیں گے: جی، توانُہیں بھی فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کچھ لوگ جنگ کریں گےاور پوچھیں گے: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے اللہ کے رسول ﷺکے صحابی کی صحبت پانے والے کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ (یعنی کوئی تبع تابعی ہے؟) وہ کہیں گے: جی، تو ان کے ہاتھ پر بھی فتح ہوگی۔

(یعنی جنگ میں صحاباء، تابعین واتباعِ تابعین میں سے کسی کی بھی موجودگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت کے نزول اور لوگوں کی فتح کا سبب ہوگا، اور تاریخ شاہد ہے ایسا ہی ہوا اسلام کے شروع کے تین سو سال کہ جوصحابہ، تابعین واتباعِ تابعین کے زمانے تھے اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلاگیا)

اور پیارے نبی علیہ السلام نے یہ بات بھی بیان فرمادی کہ أنصار سے محبت کرنا سچے ایمان کی نشانی ہے، اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔اس بارے میں صحیح بخاری ومسلم میں نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔ **«آية الإيمان حبّ الأنصار، وآية النفاق بُغضُ الأنصار». أخرجه الشيخان في "صحيحيهما".**

أنصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے، اور أنصار سے بغض رکھنا منافق کی علامت ہے۔

سلف صالحین کاصحابہ کرام کےبارےمیں مؤقف

اور انہی صحیح اور صریح (واضح) نصوص کی بنیاد پرہی اہلِ حق نے سب سے أفضل ترین شخصیات صحابہ کرام کے بارے میں اپنا موقف بیان کیا ہے۔

اسی ضمن میں امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ونحبّ أصحابَ رسول الله –صلى الله عليه وسلم-، ولا نُفرِطُ في حبّ أحدٍ منهم، ولا نتبرَّأُ من أحدٍ منهم، ونُبغِضُ من يُبغِضُهم وبغير الحقّ يذكُرهم، ولا نذكُرهم إلا بخيرٍ، وحبّهم دينٌ وإيمانٌ وإحسانٌ، وبُغضُهم كفرٌ ونفاقٌ وطُغيان".

اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں، اور ان میں سے کسی کی محبت میں بھی غلو نہیں کرتے، اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک سے براءت کرتے (اور نہ ہی کسی پر تبرّاء کرتے) ہیں، اور ہر اس شخص سے بغض رکھتے ہیں جو ان (صحابہ) سے بغض رکھتا ہےاور جوان کی برائی کرتا ہے۔اور ہم ہمیشہ اُن کا ذکرفقط اچھائی، خیر وبھلائی ہی کے ساتھ کرتے ہیں، اُن (صحابہ) سے محبت کرنا دین، ایمان اور احسان ہے، اور ان سے بغض رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔

صحابہ کرام فخر واعزاز کے مستحق ہیں

اللہ کے بندو! ان(صحابہ) کی محبت دین، ایمان اور احسان کا مجموعہ ہے؛ کیونکہ اس میں اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کی تکمیل ہے، اور اس وجہ سے بھی کہ انہوں نے اللہ کے دین کی مدد کی، اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جہاد کیااور جان، مال اور خون سب کچھ قربان کردیا۔ اور زمانہ گزرنے کے باوجود بھی أمت ان سے بھرپور محبت کرتی ہے، ان کی سیرت کا مستقل اہتمام کرتی

ہے تاکہ اس کی خوبصورتی اور جلال کی بہترین صورت، بلندی، شرف، عالی شان مقام اور عمدہ نمونہ نکھر کر سامنے آسکے۔

صحابہ کے بارے میں ہمیشہ اچھے نظریات رکھنا لازمی ہے

اور جو کچھ ان کے درمیان ہوا اس بارے میں گفتگو سے پرہیز کرنا، اوریہ عقیدہ رکھناکہ وہ سب مجتہد ہیں اور اس میں ان کے لئے اجر ہے، اللہ ان سے راضی ہوجائے اور انہیں بھی راضی کردے، اور اسلام اور اہلِ اسلام کی طرف سے اتنا بہترین بدلہ دے جو وہ اپنے نیکوکار اور متقی بندوں کو دیا کرتا ہے۔

اللہ مجھے اور آپ کو اپنی کتاب کے احکامات اور نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور ہم سب سمیت تمام مسلمانوں کے لئے اللہ ذوالجلال والاکرام سے ہر گناہ کی مغفرت مانگتا ہوں۔

دوسرا خطبہ

بیشک ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد اور مغفرت مانگتے ہیں، اور ہم اپنے نفس کی شرارتوں اوربرے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں ۔

یا اللہ! اپنے بندے اور رسول محمدﷺ پر اور ان کی آل پر اور ان کے صحابہ پر رحمتیں اور سلامتیاں نازل فرما۔

صحابہ کی عظمت اور بُلندسیرت وکردارکے بارے میں سلف صالحین کے اقوال

حمدو ثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! جلیل القدر صحابی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"من كان منكم مُستنًّا فليستنَّ بمن قد ماتَ؛ فإن الحيَّ لا تُؤمنُ عليه الفتنة، أولئك أصحابُ محمدٍ -صلى الله عليه وسلم-، كانوا أفضلَ هذه الأمة، وأبرَّها قلوبًا، وأعمقَها علمًا، وأقلَّها تكلُّفًا، قومٌ اختارَهم الله لصُحبة نبيِّه وإقامَة دينِه، فاعرِفوا لهم فضلَهم، واتَّبِعوهم في آثارهم، وتمسَّكوا بما استطعتُم من أخلاقِهم ودينِهم؛ فإنهم كانوا على الهُدى المُستقيم". آپ لوگوں میں جو شخص بھی کسی طریقے کو اپنانا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ اُن کے طریقے کو اپنائے جو فوت ہوچکا ہے،(یعنی جواُسوقت فوت شدہ صحابہ تھے) کیونکہ زندہ انسان کی فتنے سے بچنے کی کوئی گارنٹی نہیں، اور وہ لوگ محمدﷺکے صحابہ ہی ہیں (جو اس دنیا سے چلے گئے ہیں اور انہی کی پیروی میں بھلائی ہے)۔جواس امت کے افضل ترین لوگ تھے، انتہائی نیک دل، راسخ علم والے، کم سے کم تکلف کرنے والے، وہ ایسے لوگ تھے جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی صحبت اور اقامتِ دین کے لئے منتخب فرمایا، تو تم سب ان کی فضیلت کو پہچانو، اُن کے نقش قدم پر چلو،اور جتنا ممکن ہو ان کے اخلاق اور دین کو اپناؤ؛ کیونکہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک یہ بھی قول ہے:

"إن الله تعالى نظرَ في قلوبِ العباد، فوجدَ قلبَ محمدٍ -صلى الله عليه وسلم- خيرَ قلوبِ العباد، فاصطفاهُ لنفسِه، وابتعثَه برسالتِه، ثم نظرَ في قلوبِ العباد بعد قلب محمدٍ -صلى الله عليه وسلم-، فوجدَ قلوبَ أصحابِه خيرَ قلوب العباد، فجعلَهم وُزراءَ نبيِّه، يُقاتِلون على دينِه".

یقینا اللہ تعالی نے بندوں کے دلوں میں دیکھا، تو محمدﷺ کا دل سب سے بہتر پایا، اسی لئے انہیں اپنے لئے چُن لیا، اور اپنا پیغام دے کر بھیجا، پھر محمدﷺ کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو ان کے صحابہ کے دلوں کو سب سے بہترین پایا اس لئے انہیں اپنے نبی کے وزرا ءبنادیا، جو اس کے دین کی خاطر جہاد کرتے تھے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈریں اور صحابہ کرام کا حق، فضیلت و مرتبہ پہچان لیں، نبی علیہ السلام کے ساتھ ان کا کوئی بھی ایک لمحہ گزارنا بھی انتہائی فضیلت کا باعث ہے، جیسا کہ امامِ مفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے:

"لمُقامُ أحدهم ساعة مع النبي صلى الله عليه وسلم خيرٌ من عمل أحدِكم أربعين سنة". وفي رواية: "خيرٌ من عبادةِ أحدِكم عُمُره".
کسی بھی صحابی کا نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک لمحہ گزارنا تم میں سے کسی شخص کے چالیس دن کے عمل سے بہتر ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ اُس کی ساری زندگی کی عبادت سے بہتر ہے۔

یا اللہ! ہمارے تمام معاملات کا انجام بہتر فرما، اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔
یا اللہ! ہم تیری نعمتوں کے ختم ہونے سے تیری پناہ مانگتے ہیں، اور تیری عافیت کے پلٹ جانے سے، اور اچانک تیری سزا سے، اور تیرے غصہ سے بھی (تیری پناہ مانگتے ہیں) ۔
یا اللہ! ہمارے دین کی اصلاح فرما جو ہمارے معاملات میں عصمت (گناہوں سے بچنے) کا باعث ہے۔اور ہماری دنیا کو بھی سنوار دے جو ہمارے لئے ذریعہء معاش ہے۔اور ہماری آخرت بھی بہتر فرما جس میں ہمارا انجام ہے۔ اور ہماری زندگی کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹنے کا ذریعہ بنادے، اور موت کو ہر برائی سے راحت کا ذریعہ بنادے۔
یا اللہ! ہم تجھ سے بھلائی کے کام کرنے، برائیوں کو چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق مانگتے ہیں۔اور بخشش اور رحمت کی دعا کرتے ہیں۔اور اگر کسی قوم کو عذاب دینے کا ارادہ ہو تو ہمیں آزمائش میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی اپنے پاس بلالینا ۔

ترجمہ: شعیب مدنی، مراجعہ: حافظ حماد چاؤلہ

(5) اللہ سے عافیت و سلامتی طلب کریں

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہےجو عزت و جلال والا ہے، گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، بہت طاقتور ہے، ہر غنیمت و فضل عطا کرنے والا، مصیبت و تنگدستی کو دور کرنے والا، میں اللہ سبحانہ وتعالی کی بھرپور نعمتوں ، اس کے وسیع کرم اور عظیم نشانیوں پر اس کی تعریف کرتا ہوں، اورمیں گواہی دیتا ہوں اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں،اول و آخر، ظاہر و پوشیدہ۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں، انہیں اللہ نے انسانوں اور جنات کے لئے(نیک اعمال پر جنت کی) خوشخبری دینے والا اور(برے اعمال پر عذاب سے) ڈرانے والا،اللہ کے حکم سے اس کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے، اللہ ان پر اور ان کے پاکیزہ گھر والوں پر اور صحابہ کرام پر اور تابعین پر اورقیامت تک جو اُن کے نقش قدم پر چلے ان سب پر رحمتیں بھیجے اور برکتیں نازل فرمائے،اور بہت زیادہ سلامتی نازل فرمائے۔

حمد وثناء کے بعد!

اے لوگوں! میں اپنے آپ کو اور آپ سب کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں، آپ سب اس دنیا میں (اللہ کے حکم کے) تابع اور مکلف ہیں،(کبھی) آزمائشیں ہیں تو کبھی فوتگیاں۔اور آپ کو وقتا فوقتا نعمتیں ملتی رہتی ہیں، ایک نعمت ملتی ہے تو کبھی دوسری نعمت سے محروم ہوجاتے ہیں، کسی کی پیدائش ہے تو کبھی کسی کی وفات،ایک نئی چیز حاصل ہوتی ہے تو دوسری چیز پرانی ہوجاتی ہے۔اور اصل لوگ (صحابہ اور تابعین) تو گزر چکے ہیں ہم تو ان کی (نسل ، اولاد یا بعد میں آنے والے لوگ) فرع ہیں،اور اصل (سلف صالحین کے جانے کے بعد)کے بعد فرع کی بقاء کہاں ہے؟وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ الرعد–26

اور دنیا کی زندگی آخرت (کے مقابلے) میں (بہت) تھوڑا فائدہ ہے۔

اے لوگو! بیشک انسانوں کومحنت اور مشقت کا حکم دیا گیا ہے، اور اللہ نے انہیں تکلیف میں پیدا کیا ہے، ہر شخص جاتا ہے اور اپنے نفس کا سودا کرتا ہے یا تو اسے (جہنم کی آگ سے) آزاد کرلیتا ہے یا اسے ہلاک کردیتا ہے۔

اور لوگ یا تو محنت کرکے عیش وآرام کی زندگی گزارتے ہیں یا (محنت کو چھوڑ نے کی وجہ سے) تکلیف میں ہی رہتے ہیں۔ کہیں تو محنت کے کاموں میں اتنےسست ہوجاتے ہیں کہ رسوائی

کا شکار ہوجاتے ہیں اور کہیں فوائد کو دیکھ کر اتنے چاک وچوبند (چست) ہوجاتے ہیں کہ سرکشی پر اُتر آتے ہیں۔
اور ان میں عقلمند وہ ہے جو نہ ہی بھٹکتا ہے اور نہ ہی سرکشی پر آتا ہے۔ اورہمیشہ گھبراہٹ کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ اپنی دونوں حالتوں کو قابو میں رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اپنے خالق ومولا کے دروازے کی طرف لے کر جاتا ہے، اس سے اپنے دین، دنیا، اہل اور مال میں معافی اور عافیت (سلامتی) مانگتا ہے۔
کیونکہ عافیت کو ترجیح دینا اس فطرت کا تقاضا ہے جو اللہ نے انسانی نفس میں رکھی ہے؛ اور مصیبت وتکلیفوں کو صرف وہی پسند کرتا ہےجس کا مزاج خراب ہوچکا ہو اور دل پر مہر لگ چکی ہو۔
عافیت کی اہمیت کا اندازہ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جودین یا دنیا کی کسی نعمت سے محروم ہو، اور جب تک انسان عافیت میں رہتا ہے اسکی قدرو قیمت کا احساس(اندازہ)نہیں ہوتا، اور جب اس سے محروم ہوجاتا ہے تب اسے (اسکی اہمیت کا) اندازہ ہوتا ہے۔اور عافیت کا لباس ہی دین اور دنیا کا سب سے خوبصورت لباس ہے، اسی کی بدولت دنیا کی زندگی بھی خوبصورت ہوجاتی ہے اور آخرت بھی سنور جاتی ہے۔
اللہ سے عافیت مانگیں۔ محمد مصطفی ﷺ نے اپنی أمت پر رحم کرتے ہوئے اور انکی خیرخواہی چاہتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی ہے: «سلُوا اللهَ العفوَ والعافيةَ؛ فإن أحدًا لم يُعطَ بعد اليقين خيرًا من العافية»، رواه أحمد.
اللہ سے معافی اور عافیت مانگیں؛ کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔
اور نبی ﷺ نے صرف اپنی أمت کو ہی (عافیت کا) حکم نہیں دیا بلکہ خود بھی بارہا عافیت کی دعاءئیں کرتے رہے تاکہ أمت اس عظیم نعمت کی قدر جان لے۔
عافیت کے لئےنبی ﷺیہ دعاء کیا کرتے تھے: «اللهم إني أسألُك العافيةَ في الدنيا والآخرة، اللهم إني أسألُك العفوَ والعافيةَ في ديني ودنياي وأهلي ومالي. الحديث». رواه أبو داود وغيره
یا اللہ! میں تجھ سے دنیا اور دین میں عافیت کی دعاء کرتا ہے، یا اللہ میں تجھ سے معافی اور اپنے دین، دنیا، اہل اور مال میں عافیت مانگتا ہوں۔
جسے عافیت مل گئی وہ اس چیز کو حاصل کرکے کامیاب ہوگیا جس کی وہ دین و دنیا میں دل و جان سے چاہت اور تمنا کرتا ہے۔اور وہ اس برائی سے بھی محفوظ ہوگیا جس سے دنیا و آخرت میں ڈر ہے۔
عافیت کا مکمل ہونا ضروری ہے
اللہ کے بندو!
عافیت ایک ایسی قیمتی نعمت ہے جس کے ٹکڑے یا اس میں نقص کسی کام کا نہیں، بلکہ اس کا (دینی وجسمانی طور پر) مکمل ہونا بہت ضروری ہے۔اسی لئے وہ شخص بہت بڑی غلطی کر رہا ہے جو دین کی عافیت کو چھوڑ کرصرف جسمانی عافیت چاہتا ہے؛ اور جس نے بھی دینی عافیت کو بھُلا کر صرف جسمانی عافیت کی خواہش رکھی تو اس نے (بھلائی سے) منہ پھیرنے میں تجاوز کیا اورصحیح راستے سے ہٹ گیا۔ اور جس نے جسمانی عافیت کو چھوڑ کر صرف دینی عافیت کی خواہش کی تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا، اور بعض اوقات جسمانی کمزوری کی وجہ سے دینی اعمال میں بھی کمی آجاتی ہے۔ اور طاقتور (صحت مند) مومن اللہ تعالی کو کمزور مومن سے زیادہ پسند ہے۔
اللہ کے بندو! سعادت مند وہ ہے:
هو من ذلَّ لله وسألَ العافية؛ فإنه لا تُوهَبُ العافيةُ على الإطلاق؛ إذ لا بُدَّ من بلاءٍ، ولا يزالُ العاقلُ يسألُ اللهَ العافيةَ ليتغلَّبَ على جمهور أحوالِه.
جو اللہ کے سامنے گِڑگِڑا کر عافیت مانگتا ہے، کیونکہ عافیت بِن مانگے نہیں ملتی اور مصیبت تو لازمی آ ہی جاتی ہے۔ اور عقلمند انسان اللہ سے عافیت کی دعاء کرتا ہی رہتا ہے تاکہ وہ اپنے تمام معاملات پر مکمل کنٹرول کرسکے۔

اللہ کے بندو! سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق عقلمند وہ ہے:
ومن عُوفِيَ فشكَرَ – عباد الله – أحبُّ إلى كل ذي لُبٍّ من أن يُبتلَى فيصبِر، كما قال أبو بكرٍ – رضي الله عنه -جس کی یہی خواہش ہوتی ہےکہ اسے عافیت مل جائے اور وہ اس پر اللہ کا شکر کرے، نہ کہ وہ مصیبت میں مبتلاء ہو اور پھراُس پر صبر کرے۔
اللہ کے بندو!
ہر عام اورمعزز انسان بصیرت کی نگاہ سے یہ ملاحظہ کرسکتا ہےکہ عموما لوگ جسمانی عافیت کو بہت اہمیت دیتے ہیں یہاں تک کہ اس نعمت کے حصول کے لئے وقت، محنت، یاددہانی اور دعاؤں میں مصروف رہتے ہیں۔جبکہ دوسری طرف وہ دینی عافیت اور دین کے راستے میں آنے والی مصیبتوں اور آفتوں سے سلامتی کے معاملے میں غفلت برتتے ہیں، حالانکہ دین میں آنے والے فتنے پوری اُمت کو لے ڈوبتے ہیں۔ اور جب انسان دینی عافیت کو حاصل کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تواس کا مطلب یہ ہوتا ہےکہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت وگمراہی میں ڈال رہا ہے۔ اور جب انسان اپنے رب کی نافرانی کا اعلان کرتا ہےتو اس وقت اسکی ہلاکت وگمراہی انتہاء کو پہنچ جاتی ہے؛ اللہ نے تو اس پر پردہ ڈال دیا تھا مگر وہ بندہ خود ہی اپنے آپ کو رسوا کردیتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی صحیح حدیث ہے: «كلُّ أُمّتي مُعافًى إلا المُجاهِرين».
میری اُمت کے تمام لوگوں کو عافیت مل سکتی ہے لیکن گناہوں کا اعلان کرنے والے (ہمیشہ عافیت سے محروم رہیں گے) ۔
دینی عافیت کا نقصان اللہ کی شریعت کو چھوڑنے سے ہوتا ہے؛ چاہے وہ ان حیوانی خواہشات کی سرکشی کی وجہ سے چھوڑے جو گمراہی کے گڑھے تک یا اس حد تک لے جاتی ہیں جہاں وہ اپنی خواہشات میں اس طرح منہ مارتا ہے جیسا کہ انتہائی پیاسا آدمی پانی پیتا ہے، یا دین میں کسی شبہ کی وجہ سے: جو حد سے بڑھ کر ان لوگوں کی صفوں تک لے جاتا ہے جوہر (سیدھے) راستہ میں بیٹھ کر اسے ٹیڑھا کرنے کی کوشش میں ایمان والوں کو دھمکیاں دیتے اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔
اور نبی ﷺ نے دینی عافیت کو کمزور کرنے والی چیزوں سے ہمیں آگاہ کیا ہے۔
صحیح بخاری ومسلم میں نبی ﷺ کا فرمان ہے: «ستكونُ فتنٌ القاعدُ فيها خيرٌ من القائِم، والقائِمُ فيها خيرٌ من الماشي، والماشي فيها خيرٌ من الساعي، من تشرَّفَ لها تستشرِفه». رواه البخاری ومسلم
عنقریب ایسے فتنہ برپا ہوں گےجن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے زیادہ بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے زیادہ بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑ کر جانے والے سے زیادہ بہتر ہوگا۔جو ان (فتنوں) میں جھانک کر دیکھے گا وہ اسے گھیر لیں گے۔اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔
اور نبی ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کوقنوت میں پڑھنے کے لئے یہ دعاء سکھائی: «اللهم اهدِني فيمن هدَيت، وعافِني فيمن عافَيت. الحديث» رواه أحمد وأصحاب السنن
یا اللہ! مجھے بھی ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنادے، اور مجھے ان لوگوں میں شامل کرلے جنہیں عافیت دی گئی ۔
دین کی عافیت میں سب سے بڑی کمی یہ ہےکہ انسان اصلاح کی بجائے فساد برپا کرے، حقیقت پسندی کی جگہ مذاق اڑائے۔اُمت کے مضبوط قلعہ کی عمارت بنانے کی بجائےاس کی دھجیاں بکھیردے۔وہ ہمیشہ یا تو مذاق اُڑاتا ہوا ہی آپ کو نظر آئے گا، یا دین اور فطرتِ انسانی کو بدلنے کی سازشوں میں مشغول ہوگاتاکہ لوگوں کو غلط راستے پر چلائے اور قیامت تک جو لوگ بھی اس کی بات پر عمل کریں ان سب کے گناہ کا بوجھ بھی اٹھائے۔ اور بعض احادیث میں ان لوگوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے جنہوں نے اللہ کی شریعت اور اس کے طور طریقے میں اپنی طرف سے کوئی بھی غلط کام ایجاد کیا اور قیامت تک جو بھی اس برے کام کو اپنائے گا اس کا گناہ اسے بھی ملےگا جس نے یہ کام شروع کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی بات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: «ما من نفسٍ تُقتلُ ظُلمًا إلا كان على ابنِ آدم كِفلٌ منها؛ لأنه أولُ من سنَّ القتلَ». رواه البخاری ومسلم

کوئی بھی شخص اگر کسی کا قتل کردے تو اس کا گناہ آدم کے بیٹے (قابیل) پر بھی ہوگا، کیونکہ اسی نے سب سے پہلے (ہابیل کو) قتل کیا۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے۔
اللہ تعالی امام مالک رحمہ اللہ پر رحم فرمائے، انہوں نے اپنے ایک شاگرد کو نصیحت کی: "لا تحمِلنَّ الناسَ على ظهرِك"؛ أي: لا تحمِل إثمَهُ بما يُحدِثُه" وما كنتَ لاعبًا به من شيءٍ فلا تلعبنَّ بدينِك".
لوگوں کو اپنی پیٹھ پر ہرگز نہ اُٹھانا۔یعنی اگر کوئی (دین میں) بدعت ایجاد کرتا ہے تو اس کی گمراہی میں تم بھی شامل نہ ہوجانا، اور اگر مذاق کا ارادہ ہو تو دین کی باتوں میں کبھی مذاق نہ کرنا۔
جی ہاں، اللہ کے بندو!
جو شخص بھی دین یا اخلاق میں فتنہ وفساد کی بنیاد رکھتا ہےتو قیامت کے دن اسے اپنے کئے کی سزا تو ضرور ملے گی اور اس کے ساتھ ان لوگوں کا گناہ بھی اس کے سر ہوگا جسے اس نے گمراہ کیا۔
ہر اس شخص کو ڈرنا چاہئے جسے باطل کے بناؤ سنگھار اور فتنوں کے حسن نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ اور حق تو روشن ہوچکا ہے چاہے اس پر جتنے بھی پردے ڈال دیئے جائیں، اورباطل مٹ چکا ہے، باطل صرف صحراء میں اس جگہ کی طرح ہے جہاں دور سے ایسا لگتا ہے کہ وہاں پانی ہے حالانکہ وہاں کچھ بھی نہیں تو اس پانی سے پیاس نہیں بجھتی (اسی طرح باطل سے کوئی فائدہ نہیں)، اور اگر ہر پیدل چلنے والا نیچے دیکھ کر چلے تو نہ ہی کانٹا چبھے گا اور نہ ہی وہ گڑھے میں گرے گا (یعنی اگر ہر شخص باطل سے بچنے کی کوشش کرے تو بچ سکتا ہے) اور جسے عافیت مل گئی اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اور جو عافیت مانگتا ہے وہ کبھی نہیں پھسلتا، کیونکہ عافیت انسان کے لئے مشکل اوقات میں ایک مضبوط قلعہ کی مانند ہے۔ اوریقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت کسی کو نہیں ملی۔
اللہ مجھے اور آپ کو قرآن کریم کی برکتوں سے مالامال فرمائے، اور مجھے اور آپ کو قرآن مجید کی آیات اور ذکر حکیم سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، میں نے جو کہنا تھا وہ تو کہہ دیا، اگر وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے، اور اگر خطا ہوئی ہے تو وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے، اور میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں بیشک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔

خطبہ ثانیہ
ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے اس کی بھلائی پر، اور اسی کا شکر ہے اسکی توفیق اور احسان پر۔ اوراسکی شان کی تعظیم کرتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جو اسکی رضا کی طرف دعوت دیتے ہیں۔
حمد وثنا کے بعد،
اللہ آپ سب پر مہربانی کرے!
جان لیں کہ دینی عافیت کو اور سلامتی کو ترجیح دینے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ انسان بھلائی کو چھوڑ کربیٹھ جائے، حالانکہ جو چیز واجب ہے اسے چھوڑناسراسر غلط ہے۔ سلامتی اور عافیت تو فتنہ اور ریا کے موقعہ پر درکار ہوتی ہیں۔
ایک ساتھ دونوں معاملات جب برابر ہوتے ہیں جب حق کی بات میں کوئی شبہہ والا پہلو ہو تو انسان شبہ والی بات کو چھوڑ کر یقینی بات کو اپنا لیتا ہے، اور جو شخص شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور عزت محفوظ کرلی، اور جس نے شبہات کو اپنایا وہ حرام چیزوں میں پڑگیا۔
امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے: "إني لأدَعُ ما لا بأسَ فيه خشيةَ الوقوعِ فيما فيه بأسٌ".
میں جائز چیزوں کو اس ڈر سے چھوڑ دیتا ہوں کہ ناجائز میں مبتلا نہ ہوجاؤں۔
فساد کے موقعہ پر اہم اصول

اسی لئے فتنہ وفساد کے وقت اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سلامتی کے مدّ مقابل کوئی چیز نہیں (یعنی ان فتنوں سے دور رہنا اور بچ جانا بہت ہی بڑی نعمت ہے) ۔ اور (فتنوں کے وقت الگ) بیٹھ جانا ہی بہتر ہے، البتہ اگر شریعت کی واضح اور صحیح نصوص سے ثابت ہوجائے تو حق کا ساتھ دیں اور بغیر کسی تردد کے اہل حق کی مدد کریں۔ اور بعض اہل علم نے اصحابِ کہف کے واقعہ میں بعض مفسرین کی یہ بات نقل کی ہے: "وفي هذه القصة دليلٌ على أن من فرَّ بدينه من الفتنِ سلَّمَه الله منها، وأن من حرِصَ على العافيةِ عافاه الله، ومن أوَى إلى الله آواه الله، وذلك حالَ استِحكام الفتنِ أيَّمَا استِحكامٍ".

اس قصے میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اپنے دین کو بچاکر فتنے سے بھاگ جاتا ہے اللہ تعالی اسے اس فتنے سے بچا لیتا ہے، اور جو عافیت کی حرص رکھتا ہے اللہ اسے عافیت دے دیتا ہے، اور جو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ تعالی اسے پناہ دے دیتا ہے، اور یہی حال فتنوں کا بھی ہے (جو جتنا فتنے کی طرف جائے گا اتنا ہی ہلاکت کے قریب ہوگا) ۔

اور غلط سوچ سے بچنا بہت ضروری ہے کیونکہ بعض لوگ عافیت کا غلط مفہوم سمجھ کر دوسروں کی خیر خواہی کو چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ المائدة–105

اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔

اور وہ لوگ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے نیکی کی نصیحت اور برائی سے روکنے اور فتنے کے وقت حق بات بتانے کی ذمہ داری ختم ہوگئی، حالانکہ اس آیت کی یہ مفہوم نہیں ہے۔

جیسا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بل إن المعنى: أنه لا يضرّ المرءَ ضلالُ غيره إذا هو اهتدَى وقامَ بما أمرَ الله به تِجاهَ الآخرين؛ من دِلالتهم للحقّ وتحذيرِهم من الباطِل؛ لأن الهدايةَ بيدِ الله، وما على المرءِ إلا البلاغ، والله الهادي إلى سَواءِ السّبيل.

بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان خود ہدایت یافتہ ہوجائے اور دوسروں کو بھی حق کی نصیحت کرے اور باطل سے روکےتو کسی کے گمراہ ہونے سے اس (ہدایت یافتہ) کو نقصان نہیں ہوگا، کیونکہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہےاور ہماری ذمہ داری لوگوں کو صحیح دین پہنچانا ہے، اور اللہ ہی سیدھے راستے کی ہدایت دینے والا ہے۔

ترجمہ اردو: شعیب مدنی

(6) ’’ تجسس(جاسوسي كرنا، ٹوه ميں لگنا) اور اس کے سنگین نتائج ‘‘

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اُسامہ خیاط حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے، میں اللہ سبحانہ وتعالی کا ایسا شکر کرتا ہوں جس کی وجہ سے ہمیں اللہ کی خوشنودی اور مغفرت کی امید ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ بہت ہی انعامات اور بھلائیاں دینے والی ذات ہے۔اور میں گوہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور نبی محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں جنہیں جن وانس کے لئے رحمت بناکر بھیجا گیا ۔ یا اللہ! اپنے بندے اور رسول محمدﷺ پر اور ان کی آل پر اور صحابہ پر اور تابعین پر اور جو لوگ ان کی اچھے طریقے سے پیروی کریں ان پر بھی رحمتیں اور سلامتی نازل فرما۔

حمدو ثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو کہ تمہیں اللہ کے سامنے کھڑے ہونا ہے۔

يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا النبأ–40

جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی کو دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو جاتا ۔

اے مسلمانوں: دور اور قریب والوں نے دین کے جو فضائل اور تعریفیں بیان کی ہیں ان میں یہ بھی ہے: وہ انمول قوانین جن کے ذریعہ اس دین نے حق پر قائم رہنے والی جماعت کے لئے اصول بنائے ہیں، اور ان کے ذریعہ اس کی بنیاد مضبوط کی ہے، اور اس کی ایسی مضبوط چار دیواری کے ذریعہ حفاظت کی ہے جو اسے گرانے والے اوزار سے بچاتی ہے۔

اور اس کی بنیاد ایسے عقیدے پر رکھی ہے جو دلوں میں یہ بات بٹھا دیتا ہے کہ مومنوں کے درمیان تعلقات کی بنیاددین کے لئے بھائی چارے پر ہے؛ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ الحجرات–10

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:«المُسلمُ أخو المُسلِم.» أخرجه الشيخان فی “صحيحيهما” من حديث عبد الله بن عمر – رضی الله عنهما –۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

یہ ایک ایسا تعلق ہے جو اسلامی اخوت میں ایک ایسے شعور کو اُجاگر کرتا ہے جس کی وجہ سے انسان خیر خواہی کے طور پر دوسرے کو اپنے آپ پر فوقیت دیتا ہے۔اور اپنے بھائی کے لئے اتنا ہی فائدہ سوچتا ہے جتنا اپنے لئے سوچتا ہے۔

صحیح بخاری ومسلم کی حدیث ہے: «لایُؤمنُ أحدُکم حتی یُحبَّ لأخیه مایُحبُّ لنفسِه»

أخرجه البخاری ومسلم –رحمهما الله– من حدیث أنس بن مالك –رضی الله عنه–۔

تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتاجب تک وہ اپنے بھائی کےلئے بھی وہ ہی پسند کرےجو اپنے لئے پسند کرے۔ اس حدیث کے راوی انس بن مالک ہیں۔

اور جب عقلی طور پر یہ بات ثابت ہے اور فطرت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جن چیزوں سے اس کا تعلق ہوتا ہے اور جو اس کے خاص معاملات، کام کاج اور راز کی باتیں ہیں ان کی وہ حفاظت کرے۔ اور بچکانہ عادت والوں سے اور حقیر جاننے والوں کی حقارت سے دور رہے، اور وہ اپنے راز افشاں ہونے سے ڈرتا ہے جن سے اسے بہت زیادہ نقصان پہنچ سکتا ہے، اور بڑی پریشانی آسکتی ہے، اور اس کے درست کام بھی خراب ہوجاتے ہیں۔

اورمعزز شریعت اس حق کی حفاظت کے لئے ہی آئی ہے، اور ہر اس راستے کو ختم کردیا ہے جو اس کو پامال کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، اور اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اللہ عز وجل نے مومنوں کوٹوہ (سراغ) لگانے جیسی بری عادت سے روکا ہے۔

اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایسی بری عادت والا انسان اللہ کے بندوں کو اللہ کے راز میں محفوظ نہیں رہنے دیتا، بلکہ وہ لوگوں کے خاص رازوں کو کُرَیدنے(جاننے) کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کے سامنےوہ معاملات ظاہر ہوجائیں جو اگر پوشیدہ ہوتے تواس کے دل اور دین کے لئے سلامتی کا باعث بنتے۔

اور (شریعت میں) مسلمان کے بارے میں بری سوچ رکھنے کی ممانعت آئی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ لوگوں کے راز ڈھونڈنے کی بھی سخت ممانعت آئی ہے؛ کیونکہ اس کےسنگین نتائج میں سے ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اس ٹوہ لگانے والے کا دل صرف گمان پر ہی اکتفاء نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے گما ن کی تحقیق پر مجبور ہوجاتا ہےاور ٹوہ میں لگ جاتا ہے، اس طرح وہ دونوں گناہوں کا بوجھ ایک ساتھ ہی اپنے اوپر اٹھالیتا ہے۔اسی لئے ان دونوں (برائیوں) کی ممانعت ایک ہی آیت میں اللہ رب العزت نے بیان فرمائی ہے۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا یَغْتَب بَّعْضُکُم بَعْضًا ۚ أَیُحِبُّ أَحَدُکُمْ أَن یَأْکُلَ لَحْمَ أَخِیهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِیمٌ الحجرات–12

اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ کا ڈر رکھو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

معروف مفسرِ قرآن امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

"أي: لا یتَّبِع بعضُکم عورةَ بعضٍ، ولا یبحَث عن سرائِرِه یبتغِي بذلك الظهورَ علی عُیوبِه، ولکن اقنَعوا بما ظهرَ لکم من أمره".

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کے عیب تلاش نہ کریں، اورنہ ہی رازوں کو ڈھونڈیں جن کے ذریعہ عیب ظاہر ہوجائیں، بلکہ لوگوں کے ظاہری قول وعمل کا ہی اعتبار کریں۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے: عن أبي هریرة –رضي الله عنه– أن رسولَ الله –صلی الله علیه وسلم– قال: «لا تجسَّسُوا، ولا تحسَّسُوا، ولا تباغَضُوا، ولا تدابَرُوا، وکونوا عبادَ الله إخوانًا».

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہےکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تجسس نہ کرو، اور خبریں معلوم نہ کرو، اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرو، اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

اللہ کے بندو! اور ٹوہ لگانے میں یہ بات بھی آتی ہے کہ کسی کی اجازت اور رضا مندی کے بغیر اسکی باتوں کو سننا؛ اور نبی ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں سخت وعید سناتے ہوئے فرمایا:
«من تحلَّم بحلمٍ لم يرَه كُلِّفَ أن يعقِدَ بين شعيرتَين، ولن يفعَل، ومن استمعَ إلى حديثِ قومٍ وهم له كارِهون أو يفِرُّون منه صُبَّ في أُذنِه الآنُك -أي: الرَّصاص المُذاب- يوم القيامة.»

أخرجه الشيخان فی "صحيحيهما" من حديث ابن عباس -رضی الله عنهما- واللفظ للبخاری۔

صحیح بخاری اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ جس شخص نے کوئی جھوٹا خواب گھڑ لیا جو اس نے نہیں دیکھا تھا تو اسے یہ حکم دیا جائے گا کہ وہ دو جؤ کے دانوں کے درمیان گرہ لگائے تو اس کا عذاب کم ہوسکے گا جبکہ ایسا وہ ہرگز نہیں کرسکے گا۔ اور جو شخص لوگوں کی باتیں سنتا ہے حالانکہ وہ اسے نہیں چاہتے بلکہ اس سے وہ دور بھاگتے ہیں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

اللہ تعالی نے گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت مانگنے کا حکم دیا ہےتاکہ (داخل ہونے والا اچانک داخل ہوکر) راز کو نہ جان سکے بلکہ ان کے رازوں اور عیبوں کی حفاظت ہو سکے۔

بغیر اجازت گھر میں داخل ہونا منع ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ النور – 27

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو۔ یہی تمہارے لئے سراسر بہتر ہے تاک تم نصیحت حاصل کرو ۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس اجازت کی حکمت اور مقصد کی وضاحت کی ہے اور جس شخص نے نبی ﷺ کے حجرے میں جھانکا تھا اور نبی علیہ السلام کے پاس ایک کنگھی تھی جس سے وہ اپنے سر پر کنگھی کررہے تھے، تو انہوں نے فرمایا :

«لو أعلمُ أنك تنظُر لطعنتُ به في عينِك، إنما جُعِل الاستِئذانُ من أجل البصر»

أخرجه الشيخان فی "صحيحيهما" من حديث سهل بن سعد – رضی الله عنه – ۔

اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ دیکھ رہے ہیں تو میں اس کنگھی کو آپ کی آنکھ میں ماردیتا۔ اجازت کا حکم (رازوں کو نہ) دیکھنے کی وجہ سے ہی دیا گیا ہے۔یہ حدیث صحیح بخاری ومسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تکمیلِ ایمان کی علامت: اللہ کے بندو!

بندے کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہ کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔اور جب تک وہ اس کے لئے وہ چیز ناپسند نہ کرے جسے اپنے لئے ناپسند کرتا ہے؛ اور اس کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ اپنے بھائی کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، اور یقینا وہ اپنے بھائی سے یہی امید رکھتا ہے کہ وہ اس کے عیبوں کو ظاہر کرنے کی بجائے چھپالے اور اس کی لغزش سے گریز کرے۔

تجسس کے نقصانات:

۱۔ ہر طرف فساد ہی فساد:

اور اگر اس کے برعکس اس نے کچھ کیا؛ یعنی اس نے یہ کام (عیبوں کی حفاظت) نہیں کی تواس کو مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ انصاف نہیں کر رہا اور نہ ہی وہ اس کا خیر خواہ ہے۔ اور اسی وجہ سے اخوت کے راستوں میں ایسا بڑا فساد برپاہوجاتا ہے جو لوگوں کے سلجھے ہوئے معاملات کو بھی الجھا دیتا ہے، اور ان کے ظاہری سیدھے کاموں کو ٹیڑھا کردیتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ حیا کے بدلے بے حیائی کے کاموں میں پڑ جاتا ہے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: «إنك إن اتَّبعتَ عورات الناس أفسدتَّهم، أو كِدتَ أن تُفسِدَهم»

أخرجه أبو داؤد فی "سننه" باسناد صحيح۔

اگر آپ لوگوں کے عیب تلاش کرنے لگ جائیں تو آپ فساد کا ذریعہ بن جائیں گے یا فساد کے قریب پہنچ جائیں گے۔ یہ حدیث صحیح سند سے ثابت ہے۔ (یعنی لوگوں کو بگاڑ دوگے یا قریب ہے کہ انکو بگاڑ دوگے)

۲ــــ خود بھی رسوا(برائی کا انجام برا): جیسا کہ نبی علیہ السلام نے بتایا کہ عیب جوئی کرنے والوں کی سزا بھی یہی ہے کہ وہ اپنے گھر کے کونے میں ہی رسوا ہوجاتا ہے، اور لوگوں میں اس کے عیب اور راز پھیل جاتے ہیں تاکہ اسے اپنے گناہ کی سزا مل جائے اور اسی گلاس سے وہ خود پانی پیئے۔اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«یامعشرَ من آمنَ بلسانِه ولم یخلُص الإیمانُ إلی قلبِه! لا تتّبِعوا عورات المُسلمین؛ فإنه من تتبّعَ عورةَ امرئٍ تتبّعَ الله عورتَه، حتی یفضحَه ولو في جوفِ رحْلِه» أخرجه الترمذی فی "جامعه" باسناد حسن من حدیث عبدالله بن عمر –رضی الله عنهما –۔

اے وہ جماعت جنہوں نے اپنی زبان سے ایمان کا اظہار کرلیا لیکن ان کے دل میں ایمان پختہ نہیں ہوا؛ (سنو!) جو شخص بھی کسی کے راز ڈھونڈتا ہے اللہ اس کے راز فاش کردیتا ہے یہاں تک کہ اسے رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اگرچہ وہ اپنے ہی گھر کےاندر ہو؛ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ حدیث جامع ترمذی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اور رازوں کے پیچھے لگنے سے بچو یہ ایک ایسا نمونہ ہے جو حرمتوں کو پامال کرنے کی فریاد رسی کرتا ہے۔اللہ کی رضا کی خاطر بھائی چارے کے حقوق کوبدل دیتا ہے۔ اور یہ مذمت، نقصان اور ذلت کا راستہ ہے جس سے نیک، متقی وپاکیزہ لوگ دور رہتے ہیں۔

میں یہ بات کہہ رہا ہوں، اور عظمت وجلال والے اللہ سے اپنے لئے اور آپ سب کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت مانگتا ہوں، بیشک وہ بہت بخشنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد،

ایک تجسس بہت ساری برائیوں کا سبب:

اے اللہ کے بندو!

عیب تلاش کرنے کی مذمت میں جو وعید آئی ہے اس سے اپنے آپ بری ہوجاناجائز نہیں کہ ہر وہ شخص اس وعید سے خود ہی بری ہوجائے جو ایسے قبیح اخلاق اور رذیل خصلتوں کو اپنی عادت، چاہت اور غرض وغایت بنالیتاہے، جس کی خاطر ہرراستے کو اپناتا ہے، اور ہر وسیلہ استعمال کرتا ہے، اور ہر جگہ پہنچ جاتا ہے، اور جہاں تک ممکن ہوسکے خبروں کے جدید ذرائع ابلاغ کی (من گھڑت) باتوں کو بڑی خوشی سےسن کر پھیلاتا ہے۔

یہ وہ مواقع ہیں جن کے ذریعہ بہت سے افراد باہمی اختلافات اور قطع تعلقی کا شکار ہوگئے کیونکہ وہ رازوں کا پردہ فاش کرتے ہیں اور شخصیات کو مجروح کرتے ہیں۔اور انہوں نے یہی مقصد حیات بنا لیا ہے کہ رازوں کو تلاش کرنا، عیبوں اور غلطیوں کو پھیلا نا، محض خواہشات کی پیروی، برے گمان اور وہم کی بناء پر جھوٹی خبریں شائع کرنا جن کا نہ سر ہو اور نہ پیر۔اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ بات کس نے کہی ہے؟ اور اس سے بھی کوئی سوکار نہیں کہ یہ بات سچ ہے یا جھوٹ۔

اور اگر اس کے ساتھ ساتھ (مذاقیہ یا طنزیہ) جملے، مناظر اور تصویریں بھی شامل ہوں جن سے مومنوں کو تکلیف ہوتی ہو اور مذاق اڑانے والوں کو خوشی ہوتی ہو تو اسکا نقصان (گناہ) بھی زیادہ ہوگا اور اس کی آزمائش بھی زیادہ سخت ہوگی۔اور اس وقت اس بات کی ضرورت ہوگی کہ اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے کوئی حل تلاش کیا جائے اور اس مصیبت کو اچھے انداز اور بہتر طریقے سے ختم کیا جائے کیونکہ اس کے نتائج بہت خطرناک ہیں حالیہ ہوں یا مستقبل میں۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو: جیسا کہ تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ: نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

اور یہ مواقع تو لوگوں کو ملانے کا سبب ہونے چاہئیں، اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی نصیحت کرنے کا وسیلہ (ذریعہ) ہونے چاہئیں، نہ کہ باہمی اختلافات، قطع تعلقی، حرمتوں کو پامال کرنے اور رازوں کو افشاں کرنے کا ذریعہ، بلکہ ان باتوں سے زمین اور آسمانوں کا رب ناراض ہوتا ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں (سماعت وبصارت) اور اُن کا شکر ادا کرنا

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اُسامہ خیاط حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

ہر قســم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو بھلائی کرنے والا، بڑا ہی مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، میں اس کی نعمتوں اور بھلائیوں پر اسی کا شکر ادا کرتا ہوں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شــــریک نہیں، وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور نبی محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور بہت ہی عمدہ اخلاق کے پیکر ہیں۔یا اللہ! اپنے نبی اور رسـول محمد ﷺ پررحمتیں اور سـلامتی نازل فرما، اور انکی آل پر بھی۔ اور صحابہ وتابعین پر بھی، اور ان لوگوں پر بھی جو قیامت تک انکی پیروی کریں گے۔

حمد وثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ البقرة–281"اور ڈرو اس دن سے جس دن تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤگےپھر ہر نفس نے جو کمایا ہوگا وہ اسے پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں ہوگا "۔

اے مسلمانو!

نعمتوں کو اس طرح استعمال کرنا جس سے نعمتیں عطا کرنے والا (اللہ) راضی ہوجائے، اور ان نعمتوں کی بدولت ہی اللہ کا ڈر حاصل کرلینا، اور ان نعمتوں کوہر نیک کام میں استعمال کیا جائے چاہے وہ نیکی فوری طور پر ہو یا مستقبل میں، یہ تمام باتیں انسان کی سعادت مندی کی واضح نشانیاں ہیں، کیونکہ اس نے عقلمند ہستیوں کے راستے کو اختیار کیا۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ البقرة–152

" تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو "۔

اور یہ ایک ایسـا شـکر ہے جس کے ذریعہ بندہ مزید ان انعامات کا مسـتحق ہوجاتا ہے جن کا اللہ تعالی نے شکر کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ إبراهيم–7

" اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شـکرگزاری کرو گے تو بیشـک میں تمہیں زیادہ دونگا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے "۔

اگرچہ بندوں کو اللہ سے بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے لیکن اسلام کے بعد سب سے عظیم نعمتیں سماعت، بصارت اور دل ہیں جن کا اللہ تعالی نے قرآن مجید میں خصوصی ذکر کیا ہے۔ وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ النحل–78

" اللہ تعالٰی نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ہے کہ اس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے، اسی نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے کہ تم شکر گزاری کرو " ۔

اور اللہ رب العالمین نے ان نعمتوں کے شرف اور مقام کی وجہ سے خصوصی تذکرہ فرمایا کیونکہ یہ علوم کی کنجیاں ہیں، اور اللہ کا سیدھے راستہ دکھانے کا ذریعہ ہیں، اور انہی کے ذریعہ بندہ با آسانی اپنے رب سے امیدوں اور امنگوں کو وابستہ کرسکتا ہے اور اچھے برے کی تمیز کرسکتا ہے۔

زبانی وعملی شکر:

اور اللہ رب العالمین نے ان نعمتوں کے ساتھ ساتھ اپنا شکر ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور زبانی شکر کے ساتھ ان نعمتوں کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرنے کا حکم ہے، اور اپنےجسم کے اعضاء کو اپنے اقوال واعمال میں استعمال کرتے ہوئے اللہ کی محبت اور رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ اور خالق ومولی کی اطاعت کی جائے تو اس عملی شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بندے کے سارے اعمال خالص اللہ کے لئے ہوجائیں گے اور وہ صرف وہی بات سنے گا اور صرف وہی چیزیں دیکھے گا جنہیں اللہ سبحانہ وتعالی نے جائز قرار دیا ہے۔

فرائض ونوافل (عملی شکر) کی فضیلت:

اس کی تفصیل صحیح بخاری کی اس حدیث میں مذکور ہے:

عن أبي هريرة –رضي الله عنه– أن رسول الله –صلى الله عليه وسلم– قال: «إن الله قال: من عادَى لي وليًّا فقد آذنتُه بالحربِ، وما تقرَّبَ إليَّ عبدي بشيءٍ أحبَّ إليَّ مما افترضْتُ عليه، وما يزالُ عبدي يتقرَّبُ إليَّ بالنوافِلِ حتى أُحِبَّه، فإذا أحببتُه كنتُ سمعَه الذي يسمعُ به، وبصرَه الذي يُبصِرُ به، ويدَه التي يبطِشُ بها، ورِجلَه التي يمشي بها، وإن سألَني لأُعطِيَنّه، وإن استعاذَني لأُعِيذَنّه..»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالی نے فرمایا: جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اور میرے نزدیک میری محبوب ترین چیز میرے فرائض ہیں جن کے ذریعہ ہی میرا بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ اور میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔اور جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی وہ سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی وہ نگاہیں بن جاتا ہوں جن سے دیکھتا ہے، اور اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے وہ قدم بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اور جب بھی وہ مجھ سے مانگتا ہے میں اسے ضرور نوازدیتا ہوں، اور جب بھی وہ میری پناہ طلب کرتا ہے میں اسے پناہ دے دیتا ہوں۔

بصیرت کا تقاضہ:

یہ کتنا بہترین نتیجہ ہے، اور کتنی عظیم ومکمل جزا ہے، اور کیا ہی خوب ہوگا کہ ہر ذی شعور اور اپنے لئے خیرخواہی چاہنے والے انسان کی یہی خواہش ہو تاکہ وہ سعادت وکامیابی کو حاصل کرسکے اور اپنے نفس کا تزکیہ(پاکیزہ) کرکے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کردے۔

نعمتوں کا غلط استعمال:

اس کے برعکس: جو شخص ان نعمتوں کو ان کاموں میں استعمال کرے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے، اور حرام چیزوں کو دیکھے، اور ناجائز چیزیں سنے، جیساکہ ٹی وی چینلز، یا فحش میگزین وغیرہ، یا ناجائز کاموں والی جگہیں، یا انٹرنیٹ کی غلط سائٹس، تو یقینا اس نے ان نعمتوں کا ناجائز استعمال کیا۔ اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری اور انکار کیا، اور جانتے ہوئے بھی یہ بات بھلانے کی کوشش کی کہ آنکھوں کا زنا (حرام چیزوں کو) دیکھنا ہے، اور کانوں کا زنا (حرام چیزوں کو) سننا ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے اور سچے رسول ﷺ نے خبر دی ہے جو صحیح بخاری ومسلم میں ہے۔

ناشکری کرنے اور توبہ نہ کرنے کا انجام:
اور اگر وہ ان برائیوں پر ڈٹا رہا اور توبہ نہیں کی تو اس نے اللہ کے غصہ کو دعوت دی، اور گناہ کی فوری سزا کا مستحق ٹھہرا، اور اس طرح بندے اور اس کے رب تبارک وتعالی کے درمیان کا رابطہ منقطع ہوجاتا ہے۔
جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:
"وإذا وقعَت القطيعةُ انقطَعت عنه أسبابُ الخير، واتِّصَلت به أسبابُ الشر، فأيّ فلاحٍ وأيّ رجاءٍ وأيّ عيشٍ لمن انقطَعت عنه أسبابُ الخير، وقَطَع ما بينه وبين وليِّه ومولاه الذي لا غِنى له عنه طرفةَ عينٍ، ولا بُدّ له منه، ولا عِوَض له عنه، واتَّصَلت به أسبابُ الشر، ووصل ما بينه وبين أعدَى عدوٍّ له، فتولاّه عدوُّه وتخلّى عنه وليّه، فلا تعلمُ نفسٌ ما في هذا الانقطاع والاتِّصال من أنواع الآلام وأنواع العذاب".
اور اگر اللہ اور بندے کے درمیان رابطہ منقطع ہوجائے تو خیر کے اسباب بھی منقطع ہوجاتے ہیں اورشر کے اسباب خیر کی جگہ لے لیتے ہیں، اور جس کے اسبابِ خیر ہی منقطع ہوگئے تو اس کی کامیابی، امیدیں اور زندگی کی راحت سب کچھ ختم ہوجاتا ہے کیونکہ اس نے خود ہی اپنے کارساز اور مددگار سے رابطہ ختم کیا جس کی مدد اور نصرت کے بغیر اس کے پاس کوئی چارہ نہیں، اور نہ ہی اس کے سوا کوئی اور ذات ہے جواس کی مدد کرسکے۔
اور جب برائی کے اسباب اس سے منسلک ہوجاتے ہیں تو وہ اپنے بدترین دشمن سے دوستی کربیٹھتا ہے، اور اس کا دشمن دوست بن جاتا ہے، اور اس کا دوست اسے چھوڑ دیتا ہے، اور پھر مت پوچھئے کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ تکلیفوں اور عذاب کے سوا کچھ نہیں ملتا۔
اور یہ بہت بڑی سزا ہے۔
ناشکری کے نقصانات:
اس کے نقصانات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان وجوہات کی بناء پر اللہ اس شخص کو (اس کے حال پر) چھوڑ دیتا ہے، اور وہیں سے ہلاکت شروع ہوجاتی ہے جس سے نجات ممکن نہیں، بلکہ اس کی وجہ سے نعمتیں زائل ہوجاتی ہیں اورمصیبتیں گھیرلیتی ہیں۔ اور گناہوں کی وجہ سے ہی بندے سے نعمت چھین لی جاتی ہے اور عذاب نازل ہوتا ہے۔اور دل کمزور اور بیمار ہوجاتا ہے، بصیرت چلی جاتی ہے، عزت مٹ جاتی ہے، ذلت ورسوائی، پلیدگی اور حقارت چھاجاتی ہے۔شرف وکمال چھن جاتا ہے، بدنامی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لوگوں کی نظروں سے گِر جاتا ہے، عمر، رزق اور عمل میں برکت ختم ہوجاتی ہے۔اور اسی طرح ہر گناہ کا یہی حال اور اثر ہے، اور دین و دنیا میں بھی اس کا نقصان ہے۔
اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اور اللہ کی نعمتوں کے شکر کے لئے اچھے اعمال کرو، خاص طور پرسماعت اور بصارت جیسی عظیم نعمتوں کا اللہ کے حکم کے مطابق صحیح استعمال کرو تاکہ قیامت کے دن شکر گزار اور کامیاب لوگوں میں تمہارا شمار ہو۔
کتاب وسنت پر عمل کرنے کی دعا:
اللہ تعالی مجھے اور آپکو اپنی کتاب اور نبیﷺ کی سنت کے ذریعہ نفع پہنچائے، میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ ذوالجلال والاکرام سے اپنے لئے اور آپ سب کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئےہر گناہ کی مغفرت مانگتا ہوں، بیشک وہ بہت ہی زیادہ معاف کرنے والا ہے۔
دوسرا خطبہ
یقینا ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش مانگتے ہیں، اور اپنے نفس کے شر سے اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اسکا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یا اللہ! اپنے بندے اور رسول محمدﷺ پر اور انکی آل پر اور انکے صحابہ پر رحمتیں اور سلامتی نازل فرما۔

حمد وثنا کے بعد:
نعمتوں کے غلط استعمال کے نقصانات
۱۔ برکتوں کا ختم ہو جانا:
اے اللہ کے بندو!
بیشک اللہ کا ہر نافرمان بندہ اللہ کی نعمتوں کا غلط استعمال کرکے اللہ کو ناراض کردیتا ہے۔اور اس کی عمر، رزق، علم وعمل اور دین ودنیا کی برکتیں مِٹ جاتی ہیں۔
۲۔ شیطان کا غلبہ:
جیسا کہ بعض اہلِ علم نے فرمایا ہے، کیونکہ اس پر اور اس کے اہل وعیال پر اور دوستوں پر شیطان مسلّط اور غالب ہوجاتا ہے، اور ہر وہ چیز جس کا شیطان کے ساتھ تعلق اور قربت بڑھتی رہے گی اتنی ہی برکت مٹتی چلی جائے گی۔
ہر اچھے کام سے پہلے اللہ کا نام لینا:
اسی لئے کھانے ،پینے ، کپڑے پہننے، سواری کرنے اور گھر میں داخل ہونے (وغیرہ) کے وقت اللہ کا نام لینے کا حکم ہے، کیونکہ اللہ کا نام لینے سے برکت نازل ہوتی ہے اور شیطان بھاگ جاتا ہے، اور ہر وہ کام جواللہ کے نام سے نہ ہواس سے برکت ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ ایک اللہ ہی ہے جو برکتوں سے نوازتا ہے، اور تمام برکتیں اسی کی دین ہیں، اور جس چیز کی بھی نسبت اللہ کی طرف ہوگی وہ بہت بابرکت ہوگی۔اور ہر وہ فرد،قول و عمل جسے اللہ نے اپنے آپ سے دور کردیا ہو اس میں کوئی برکت نہیں، اور اللہ تعالی نے اپنے دشمن ابلیس پر لعنت کی اور اسے سب سے زیادہ دور کردیا، اور اصول کی بات بھی یہی ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ شیطان کے قریب ہوگا اتنی ہی زیادہ لعنت کا مستحق ہوگا۔
گناہوں کا اثر:
ہمیں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ عمر، رزق اور علم وعمل میں برکت ختم ہونے میں گناہوں کا بہت بڑا دخل ہے۔اور ہر وہ وقت، مال، بدن، مقام، علم اور عمل جس میں اللہ کی نافرمانی ہوئی ہو وہ وبال بن جائےگا اور عافیت اسی میں ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے تاکہ عمر، مال، قوت، شرف، علم اور عمل سے صحیح فائدہ حاصل کرسکیں۔
جنت کا حصول اور نبی ﷺ پر درود:
اللہ کے بندو!
اللہ سے ڈرو، اور اللہ کی تمام نعمتوں کے ذریعہ اس کی فرماں برداری پر مدد حاصل کرو اوراسے اپنی عمر، اعمال، رزق اور جنت کی ہمیشہ کی نعمتوں کے حصول کا سبب (وسیلہ) بناؤ۔

(8) اسلام میں مسلمان کے سماجی حقوق

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد الباری بن عواض ثبیتی حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں کہ اس نے اطاعت گزاری اور حقوق کی ادائیگی کے لئے توفیق دی، اسی کی حمد خوانی اور شکر بجا لاتا ہوں کہ اس نے اپنے بندوں کو گمراہی اور فسق سے محفوظ رکھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ بر حق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ تعالی نے حق کو غلبہ عطا کیا اور باطل کو نیست ونابود فرمایا، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی سیدنا محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، آپ نے ہمیں اعلی اخلاق کی تبلیغ فرمائی اور نافرمانی سے خبردار کیا۔ اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، اور صحابہ کرام پر اس وقت تک رحمتیں نازل فرمائے جب تک صبح ہوتی رہے اور سورج چمکتا رہے۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

میں اپنے آپ اور تمام سامعین کو تقوی الٰہی کی نصیحت کرتا ہو، تقوی زاد راہ کے متلاشی کے لئے زاد راہ اور نجات تلاش کرنے والے کے لئے نجات ہے، نیز بلند درجات کا ذریعہ بھی ہے۔

مصروفیات اور مادیت کے سیل رواں کی وجہ سے مسلمان کی توجہ کچھ واجبات اور سماجی تعلقات سے ہٹ جاتی ہے، اور بسا اوقات انہیں بھول جاتا ہے یا عمداً توجہ یہ کہتے ہوئے نہیں دیتا کہ میں یہ کمی، کوتاہی اور سماجی تعلقات میں سرد مہری بعد میں ختم کر دوں گا؛ پھر اسی امید پر سالہا سال گزر جاتے ہیں اور عمر بیت جاتی ہے، جس کی وجہ سے دوری بڑھتی جاتی ہے اور دراڑیں گہری ہوتی جاتی ہیں، زندگی پر خشک سالی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور جذبات سوکھ جاتے ہیں۔

اسلام نے سماجی تعلقات کو بھر پور اہمیت دی، سماجی تعلقات پر اتنا اجر بھی مرتب کیا کہ تعلقات میں پہل کرنے کی ترغیب ملے؛ تا کہ دل آپس میں جڑ جائیں، باہمی تعلقات گہرے ہوں، ایک دوسرے کی ضروریات پوری ہوں، معاشرے کے سب افراد اچھے اخلاق اور بہترین تعامل کو فطرت ثانیہ بنا لیں، پھر میزان بھی نیکیوں سے بھر جائے اور درجات بھی بلند ہو جائیں۔

جس وقت سماجی حقوق ادا کیے جائیں، تو تعلقات مضبوط ہوتے ہیں، جن کی بدولت مضبوط، آہنی، اور گہری بنیادوں والا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں) پوچھا گیا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ! وہ کو ن سے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرما یا:

(جب تم ملو تو سلام کرو اور جب وہ تم کو دعوت دے تو قبول کرو اور جب وہ تم سے مشورہ طلب کرے تو اس کو خیر خواہی والا مشورہ دو، اور جب چھینک آنے پر الحمدللہ کہے تو اس کے لیے رحمت کی دعا کرو۔ جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں جاؤ۔) مسلم

یہ ایک عظیم حدیث ہے، یہ حدیث مسلمانوں کی باہمی تعلق داری اور محبت کے آفاق عیاں کرتی ہے، مسلمانوں کی زندگی میں روح پھونکتی ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:
وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَـٰكِنَّ اللَّـهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ الانفال–63
ان کے دلوں میں الفت ڈال دی، اگر آپ ما فی الارض بھی خرچ کر دیتے تو ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتے تھے؛ لیکن اللہ نے ان میں الفت ڈال دی ۔

ایک مسلمان کا دوسرے پر اولین حق محبت اور مودت پر مبنی دعائیہ جملہ ہے جو کہ اہل جنت کا سلام بھی ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (تم جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ تم مومن ہو جاؤ، اور تم مو من نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو۔ کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے لگو، آپس میں سلام عام کرو۔) مسلم

سلام دلوں میں محبت سرایت کرنے کا ذریعہ ہے تو کسی بھی دروازے پر اجازت لینے کا سلیقہ بھی، سلام زندگی کو برکت، ترقی اور فروغ دیتا ہے، جیسے کہ فرمانِ باری تعالی ہے: فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّـهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً النور–61
جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنوں کو سلام کہا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔

سلام در حقیقت پروانۂ امان ہے، اور اہل ایمان کی شان بھی۔ جو بھی سلام کا معنی، مقام، اور اس کی حقیقت وفضیلت سے آشنا ہو جائے تو اس کا باطن پاک ہو جائے، تعامل مہذب بن جائے، اور اس شخص کا معاشرہ بھی دین ودنیا کے اعتبار سے ترقی کر جائے، فرمانِ باری تعالی ہے: يَهْدِي بِهِ اللَّـهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ المائدة–16
اس کے ذریعے اللہ تعالی ان لوگوں کو راہ سلام دکھاتا ہے جو رضائے الہیٰ کے تابعدار ہیں۔ اور انہیں اپنے اذن سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور سیدھی راہ کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

مسلمان کا مسلمان پر یہ بھی حق ہے کہ: مسلمان کی کھانے پر دعوت قبول کرے، ولیمے میں شرکت کر کے اس کی حوصلہ افزائی کرے، اور اس کی خوشی میں شریک ہو، دعوتوں کے تبادلے سے باہمی الفت اور یگانگت کو فروغ ملتا ہے، ایک دوسرے سے ملنے اور ملاقات کا موقع بنتا ہے، جس کی بدولت مسائل بھی تحلیل ہو جاتے ہیں، اہل عقل و خرد ناراضیوں سے تجاوز کر جاتے ہیں، دوریاں ختم ہو جاتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرے، پھر [وہاں پہنچ کر] اس کی مرضی ہے کہ چاہے تو کھانا کھا لے اور چاہے تو نہ کھائے۔) مسلم

دعوت کی قدر وقیمت دعوت پر کیے جانے والے خرچے اور تکلف پر نہیں بلکہ دعوت کا مقصود باہمی بھائی چارے اور مسلمانوں کے آپس میں رابطے سے پورا ہو جاتا ہے، جبکہ دعوتوں میں فضول خرچی یکسر قابل ستائش عمل نہیں ہے، یہ شریعت کے منافی ہے، فضول خرچی سے برکت مٹ جاتی ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:
وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ الاعراف–31
کھاؤ، پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بیشک اللہ فضول خرچی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

مسلمان کا تیسرا حق یہ ہے کہ: اپنے بھائی کو نصیحت کرے تو نرمی اور پیار کے ساتھ، نصیحت اور مشورہ در حقیقت مسلمان کا اپنے بھائی کے لئے پیغامِ محبت ہوتا ہے؛ کیونکہ مسلمان اپنے بھائی کے لئے ہمیشہ خیر چاہتا ہے اور اسے اپنے بھائی کا نقصان کسی صورت قبول نہیں۔

خیر خواہ شخص کا دین میں بہت عظیم مقام اور مرتبہ ہے، جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اس دن بھی اس کا بہت بلند مقام ہو گا، تو جس وقت خیر خواہ شخص کسی کو نصیحت کرتا ہے تو سُچا آدمی نصیحت کو سن کر کشادہ دلی سے قبول کرتا ہے، نصیحت قبول کر کے بڑے پن کا مظاہرہ کرتا ہے، وہ نصیحت گر کے بارے میں بد گمانی نہیں کرتا، یا اس کی غلط توجیہ نہیں کرتا، اسی لیے امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: "اللہ اس شخص پر رحمت فرمائے جو ہمیں تحفے میں ہمارے عیب بتلائے۔"
تاہم محبت کرنے والے، رہبر، مشفق، خیر خواہ اور پردہ پوش نصیحت گر میں اور ایسے نصیحت باز میں فرق ہوتا ہے جو نصیحت کا لبادہ اوڑھ کر اپنی بد نیتی کو چھپاتا ہے، اور اپنے بھائیوں کی کوتاہیوں کی خوب تشہیر کرتا ہے، اپنے ساتھیوں کے عیوب دوسروں کو بتلاتا ہے، کبھی کسی کی پگڑی اچھال دی تو کبھی کسی کو مورد اِلزام ٹھہرا دیا اور کبھی کسی کی عزت پامال کر دی۔
مسلمان کا چوتھا حق یہ ہے کہ چھینک لے کر الحمدللہ کہنے پر چھینک لینے والے کے لئے اللہ سے دعا اور رحمت مانگیں۔ دعا سے ہر ایک خوش ہوتا ہے اور مزید دعا کی چاہت رکھتا ہے، اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (مسلمان آدمی کی اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے کی دعا مقبول دعا ہوتی ہے، دعا کرنے والے کے سر پر ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کے لئے کہتا ہے: آمین، تمہیں بھی یہی کچھ ملے) مسلم
چھینک اللہ تعالی کی نعمت ہے، چھینک آنے پر اللہ کا شکر اور الحمدللہ پڑھنا اس نعمت کا حق ہے، چھینک لینے والے کے الحمدللہ کہنے پر دعا کرنے اور اللہ کا ذکر کرنے سے شیطان غضبناک ہوتا ہے۔ پھر چھینک لینے والے کے لئے حکم ہے کہ اس کے الحمدللہ کا جواب يَرْحَمُكَ اللهُ کہہ کر دینے والے کے لئے مغفرت، ہدایت اور اصلاح احوال کی دعا کرے اور کہے: يَهْدِيْكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے، دعا کے ان الفاظ میں ہر طرح کی بہتری مراد ہے۔
مسلمان کا مسلمان پر یہ بھی حق ہے کہ جب بیمار ہو تو اس کی تیمار داری کرے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ مریض کو کئی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، ایسا بھی ممکن ہے کہ بیماری ہفتوں اور مہینوں تک لمبی ہو جائے، بیماری کے باعث نہ آنکھیں آرام کر سکیں اور نہ ہی ذہن کو سکون ملے، درد اور الم سے کڑھتا اور کروٹیں ہی لیتا رہے، مریض شخص کو ایسی مقبول دعا کی تمنا ہوتی ہے جسے قبول کر کے اللہ تعالی مریض کو شفا یاب فرما دے، اس کے درجات بلند کر دے۔ مریض کو ایسی تیمار داری کی چاہت ہوتی ہے جس سے اس کی تکلیف کم ہو جائے، ایسے بول کی ضرورت ہوتی ہے جو پریشانی میں غم گسار بن جائے، ایسے احساس کی ضرورت ہوتی ہے جو بھائیوں کے قریب ہونے کی اطلاع دے، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کا ابھی وقت نہ آیا ہو اور سات بار اس کے پاس یہ دعا پڑھے: أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ
میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت اور بڑائی والا اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا عنایت فرمائے] تو اللہ تعالی اسے اس بیماری سے عافیت دے دے گا) ابو داود
رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (قیامت کے دن اللہ تعالی فرمائے گا: ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری تیمار داری نہ کی! وہ کہے گا: پروردگار! میں کیسے تیری عیادت کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے! اللہ تعالی فرمائے گا: کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا؟) مسلم
اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی وہ مسلسل "خرفۂ جنت" میں رہا) آپ سے پوچھا گیا: اللہ کے رسول! "خرفۂ جنت" کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: (جنت کے چنے ہوئے پھل) مسلم
رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا ایسے بھائی سے ملاقات کی جس سے صرف اللہ کے لئے تعلق ہے تو آسمان سے آواز لگانے والا کہتا ہے: تم اچھے ہو اور تمہارا جانا اچھا رہا، تم نے جنت میں ٹھکانا بنا لیا) ابن ماجہ

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مریض کی عیادت کرنے والا شخص دوران عیادت بیٹھنے تک رحمت میں رہتا ہے، اور جب بیٹھ جائے تو مکمل رحمت میں ڈوب جاتا ہے) احمد

یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (کوئی بھی مسلمان کسی مسلمان کی دن کے کسی بھی حصے میں عیادت کرے تو اللہ تعالی ستر ہزار فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ اس کے لیے شام تک دعا کرتے ہیں اور اگر رات کو عیادت کرے تو صبح تک اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں) احمد

اللہ تعالی میرے اور آپ سب کے لیے قرآن کریم کو بابرکت بنائے، اللہ تعالی مجھے اور آپ سب کو اس کی حکمت بھرئی نصیحتوں سے مستفید ہونے کی توفیق دے، میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اللہ سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، آپ سب بھی اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ:

بے حد وحساب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، میں اپنے رب کے لئے حمد وشکر بجا لاتا ہوں، اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ جناب محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، آپ کا مقام ومرتبہ بہت بلند اور آپ صاحب شفاعت ہیں، اللہ تعالی آپ پر، آپ کی آل، صحابہ کرام اور تمام متبعین سنت پر رحمتیں نازل فرمائے، یہی لوگ آخر کار کامیاب ہوں گے۔

حمد وصلاۃ کے بعد: میں سب کو تقوی الہی اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں ۔

جب آپ ان حقوق پر غور کریں کہ یہ متنوع، ہر طرح کے اور با مقصد ہیں تو آپ کو یقینی طور پر علم ہو جائے گا کہ مسلمان کے اپنے مسلمان بھائی پر ایسے حقوق بھی ہیں جو اس کی وفات تک جاری وساری رہتے ہیں، بلکہ وفات بعد بھی کچھ حقوق ہیں کہ: اس کے جنازے کے ساتھ جائیں اور اس کے لئے دعا کریں، یہ مسلمان کی تکریم اور اظہار شان ہے، دوسری جانب اہل ایمان کے ہاں وفا کی حقیقی منظر کشی بھی کرتا ہے، در حقیقت یہی مسلمانوں کے ما بین اخوت کا تقاضا بھی ہے۔

تو اسلام کتنا عظیم دین ہے؟ اس کا منہج کتنا کامل اور مکمل ہے؟ دین اسلام کتنی عظیم نعمت ہے؟ اس دین نے انسان کے ذوق اور جمال کو بلندی اور کمال بخشا، انسان کے افعال اور اقوال کو مہذب بنایا، مسلمان کے ظاہر اور باطن کو خوبصورت بنایا۔

مسلمان فوت ہو جائے تو غسل اور کفن دینے کے بعد اس کا جنازہ ادا کیا جاتا ہے، دعائے مغفرت کی جاتی ہے اور پھر قبر تک اسے رخصت کرنے کے لئے لوگ جاتے ہیں، پھر اسے قبر کی مٹی میں دفن کیا جاتا ہے، پھر قبر کی بھی رکھوالی کی جاتی ہے کہ قبروں کی بے حرمتی نہ ہو، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جو کوئی ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے پھر نماز جنازہ اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس آتا ہے۔ ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔) متفق علیہ

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جو شخص کسی میت کو غسل دے اور اس کا پردہ رکھے تو اللہ اس کی گناہ پوشی فرمائے گا، اور جو میت کو کفن دے تو اللہ اسے ریشم کا لباس پہنائے گا) حاکم

ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (جب تم میت کی نماز جنازہ ادا کرو تو اس کے لئے خلوص کے ساتھ دعا مانگو) ابن ماجہ، ابو داود

یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ باہر گئے جب آپ ﷺ بقیع کے قبرستان میں پہنچے تو آپ کو ایک نئی قبر نظر آئی، اس پر نبی ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہ نے کہا: فلاں خاتون [کی قبر] ہے، آپ نے اسے پہچان لیا اور فرمایا: (تم نے مجھے اس کی وفات کی اطلاع کیوں نہ دی؟) انہوں نے کہا: آپ دو پہر کو آرام فرما رہے تھے اور آپ روزے سے تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہ لگی کہ آپ کو تکلیف دیں۔ آپ نے فرمایا: (یوں نہ کیا کرو۔ مجھے[دوبارہ ایسی کوتاہی کی] ہر گز خبر نہ ملے۔ جب تک میں تمہارے درمیان موجود

ہوں، تم میں سے جو کوئی بھی فوت ہو، مجھے ضرور اطلاع کیا کرو کیوں کہ میری دعا ان کے لیے رحمت کا باعث ہے) پھر آپ ﷺ قبر پر تشریف لائے، اور ہم نے آپ کے پیچھے صف بنا لی اور آپ نے اس [کے جنازے میں] چار تکبیریں کہیں " ابن ماجہ

ایسا معاشرہ جہاں پر حقوق؛ اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ادا کیے جائیں تو وہ معاشرہ انتہائی مضبوط بنیادوں اور اتحاد کا حامل ہوتا ہے، اس معاشرے کے افراد معزز ہوتے ہیں، کسی بھی دشمن کو ایسے معاشرے میں قدغن لگانے کا موقع نہیں ملتا، ان کی بنیادوں کو ہلانے یا باہمی محبت میں رخنے پیدا کرنے میں انہیں کامیابی نہیں ملتی، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ الحشر–10

ان کے بعد آنے والے کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، ان کے لیے ہمارے دلوں میں کدورت نہ رہنے دے، اے ہمارے پروردگار! تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

یا اللہ! ہم تجھ سے ہدایت، تقوی، عفت، اور تونگری کا سوال کرتے ہیں۔

یا اللہ! ہم تجھ سے شروع سے لیکر آخر تک، ابتدا سے انتہا تک، اول تا آخر ظاہری اور باطنی ہر قسم کی جامع بھلائی مانگتے ہیں، نیز تجھ سے جنتوں میں بلند درجات کے سوالی ہیں، یا رب العالمین!

یا اللہ! ہماری مدد فرما، ہمارے خلاف کسی کی مدد نہ فرما، یا اللہ! ہماری مدد فرما، ہمارے خلاف کسی کی مدد نہ فرما، یا اللہ! ہمارے حق میں تدبیر فرما، ہمارے خلاف نہ ہو، یا اللہ! ہماری رہنمائی فرمائی اور ہمارے لیے راہ ہدایت پر چلنا بھی آسان فرما، یا اللہ! ہم پر زیادتی کرنے والوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

یا اللہ! ہمیں تیرا ذکر، شکر، تیرے لیے مر مٹنے والا، تیری طرف رجوع کرنے والا اور انابت کرنے والا بنا۔

یا اللہ! ہماری توبہ قبول فرما، ہماری کوتاہیاں معاف فرما، ہماری حجت کو ٹھوس بنا، ہماری زبان کو صحیح سمت عطا فرما، اور ہمارے سینوں کے میل کچیل نکال باہر فرما، یا رب العالمین!

یا اللہ! توں ہی معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند بھی فرماتا ہے، لہذا ہمیں معاف فرما دے۔

یا اللہ! ہمارے اگلے، پچھلے، خفیہ، اعلانیہ، اور جن گناہوں کو توں ہم سے بھی زیادہ جانتا ہے وہ سب گناہ معاف فرما دے، تو ہی ترقی اور تنزلی دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں

۔

یا اللہ! ہم تیری نعمتوں کے زوال، تیری طرف سے ملنے والی عافیت کے خاتمے، تیری اچانک پکڑ اور تیری ہمہ قسم کی ناراضی سے تیری پناہ چاہتے ہیں، یا رب العالمین!

یا اللہ! ہم ناتوانی، سستی، بزدلی، بخیلی، بڑھاپے، قرضوں کے بوجھ، اور لوگوں کے دباؤ سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

یا اللہ! مسلمان فوت شدگان پر رحم فرما، بیماروں کو شفا یاب فرما، اور ہمارے تمام معاملات خود ہی سنبھال لے، یا رب العالمین!

یا اللہ! ہماری عبادات اور دعائیں قبول فرما، بیشک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے، یا اللہ! ہمیں بخش بھی دے، تو ہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ترجمہ: شفقت الرحمن مغل

(9) ریٹائرمنٹ کے بعد فرصت کے لمحات!

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ ہم اُس کی حمد کرتے ہیں، اُس سے مدداور مغفرت چاہتے ہیں اور اُس کی ہر بھلی تعریف کرتے ہیں۔اے اللہ تیرے لئے حمد ہے۔تو آسمان اور زمین اور اُس میں موجود تمام چیزوں کا نور ہے، تیرے لئے حمد ہے، تو آسمان وزمین اور اُس میں موجود تمام چیزوں کا کارساز ہے۔تیرے لئے حمد ہے تو حق ہے تیرا فرمان حق ہے۔تیری ملاقات حق ہے۔تیرا وعدہ حق ہے۔ اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔تیرے لئے پاک مبارک حمد ہے، تیرے لئے حمد ہے، ہمارے مولا تجھ ہی پر بھروسہ ہے۔تیر ے لئے بلند ترین حمد ہے۔اور تیرے لئے عظیم ترین، پاکیزہ ترین اور أفضل ترین شکر وثنا ہے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُس نے زمانوں کو مقدر کیااور اُنہیں مالوف ومانوس بنایااور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ جو مخلوقات میں سب سے بہتر اخلاق وخصال والے ہیں۔ اللہ اور اُس کے فرشتے اور اُ س کے مومن ونیک بندے بے پناہ دُرود بھیجتے ہیں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر، آپ ﷺ کے صحابہ پر، تابعین پر اور تا قیامت اُن لوگوں پر جو اُ ن کا اچھی طرح اتباع کریں اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خاص سلامتی نازل فرمائے۔

اما بعد۔۔!

اے اللہ کے بندوں! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ تقویٰ دلوں کا نور اور چراغ ہے۔اللہ کی محبت کا راستہ اور زینہ ہے۔ اور اُس سے خوف کی بُرھان اور دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّـهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّـهَ ۚ إِنَّ اللَّـهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

الحشر–18

اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔ اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

تقویٰ میں عبرتیں ہیں جن سے دلوں کو شفا ملتی ہےاُ س بارش کی طرح جس کی پے درپے برسنے والی بوندوں سے پھلوں کو تازگی ملتی ہے۔ تقویٰ یقیناً وہ بہترین توشہ ہے جسے آپ اختیار کرتے ہیں اور نیکی وہ أفضل ترین چیز ہے جو انسانوں کو حاصل ہوئی ہے۔

مسلمانوں امتِ مسلمہ اللہ کے حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینے میں جی رہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّـهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّـهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ التوبة–36

مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا ہے اس میں سے چار حرمت وادب کے ہیں۔ یہی درست دین ہے، تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پرظلم نہ کرو۔

مفسرین نے کہا: یعنی گناہوں سے اُن (حرمیت والے مہینوں) میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ عن أبي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ: إِنَّ الزَّمانَ قَدِ اسْتَدار كَهيئتِه يومَ خَلَقَ اللهُ السَّموات والأرضَ، السَّنةُ اثنا عَشَرَ شَهرًا، منها أربعةٌ حُرُمٌ، ثلاثٌ متوالياتٌ: ذو القَعْدةِ، وذو الحِجَّةِ، والمحَرَّمُ، ورَجَبُ مُضَرَ الذي بين جُمادى وشَعبانَ

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہےکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ اُسی ہیئت پر گھوم کر واپس آگیا ہے جس پر اُس دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو بنایا، سال بارہ مہینوں کا ہے جس میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں، تین پے در پے: ذی القعدة، ذی الحجۃ، محرم ہیں اور مضر والا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (متفق علیہ)

اللہ کے بندوں! مسلمان کے لئے کافی ہے کہ اُس کا دین اور عقیدہ محفوظ ہو اور ہمارا عقیدہ آسان اور صاف ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاعْبُدِ اللَّـهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلَّـهِ الدِّينُ الْخَالِصُ الزمر–3/2

پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آسان حنیفیت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔اور نجات اور چھٹکارے کی راہ الحاد اور شرک سے بچنا ہے۔کیونکہ یہ راہیں ہلاکت اور تباہی کے گھاٹو تک لے جاتی ہیں۔اُسی طرح بدعت، خلاف ورزیاں، نئی باتیں اور خرافات، شعبدہ بازی اور باطل باتوں کے راستے ہیں۔ پچھلے زمانے میں جب لوگوں نے دو وحی کے نور کے بدلے دوسری چیز لے لی، انہوں نے خیر کے بدلے گھٹیا ترین چیز اختیار کرلی، چنانچہ کچھ لوگوں نے نبی اور بہترین زمانے کے صحابہ اور سلف صالحین کے منہج سے منہ موڑلیااور فرقوں، اختلافوں اور تقسیمات میں مبتلا ہوگئےاُن میں سے بعض نے دنوں، مہینوں اور سالوں میں اعتقاد قائم کرلیا۔

محقق علماء (جن میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، ابن رجب رحمہ اللہ، شیخ الاسلام ابن تیمہ رحمہ اللہ اور امام شوکانی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں) کا اس بات پر اجماع ہے کہ رجب کے مہینے کے سلسلے میں نہ کوئی صحیح حدیث اور نہ قابلِ حجت ضعیف حدیث ثابت ہے۔اورجو حدیث ہے تو یاتو وہ سخت ضعیف ہے یا موضوع ہے اور وہ صحیح نہیں ہے۔اِ س لئے کوئی ایسی عبادت ایجاد کرنا جائز نہیں ہے جس پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہ ہویا جس پر سلفِ اُمت کا عمل نہ ہو ۔اور ہر خیر سلف کے اتباع میں ہےاور ہر شر خلف کی بدعت میں ہے۔

ایمانی بھائیوں! عقلمندوں سے پوشیدہ نہیں ہےکہ انسانی زندگی کئی مراحل سے عبارت ہےجن پر اُس کی عمر بٹی ہوئی ہے۔جدید تمدن اورہم عصر بین الاقوامی نظام نے چیزوں کو مقرر کیا ہےاُن میں سے نوکری سے متعلق نظام اور کاموں اور ملازمتوں کے حصول ہیں ۔ انسان اپنی زندگی کے مراحل میں کاموں اور اُن کے مراتب اور ملازمتوں اور اُن کی ترقیوں کے درمیان اُلٹتا اور پلٹتا رہتا ہےیہاں تک وہ ریٹائرمنٹ کے مرحلے تک پہنچ جاتا ہے ۔یہ اُس عظیم قیمتی جماعت کا اہم وقتی مسئلہ ہےجس نے اپنے دین، وطن، معاشرے کی خدمت میں اپنی جوانی کی رونق اور اپنی زندگی کا نہایت شاندار حصہ صرف کردیا۔ وہ اپنے کاموں میں کدوکاوش کرتے ہیں پھر ان سے سبکدوش ہوجاتے ہیں تاکہ اپنے علاوہ دوسرے ابھرتے نوجوانوں کےلئے ملازمت کا موقع فراہم کریں ۔اور اِس طرح ہماری زندگی اُلٹنے پلٹنے، ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے میں کٹ جاتی ہے۔ اوراللہ ربّ العالمین نے سچ فرمایا:

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ آل عمران–140

ہم دنوں کو لوگوں کےدرمیان بدلتے رہتے ہیں۔
ریٹائرڈ اور غیر ریٹائرڈ کے بیچ ملازمت میں یہ درجہ بندی کافرق آخری پڑاؤ نہیں ہےاور نہ انسان کے لئے حتمی موت کافرمان ہے۔ اور نہ دوسرے میدانوں میں اپنے دین، اپنے وطن، اپنے حکمرانوں اور اپنے معاشرے کی خدمت کے لئے مزید عطا ونوازش سے ریٹائرڈ افراد کو روکنا ہے۔ بلکہ یہ ایسی درجہ بندی ہے جو کبھی کبھی ریٹائرڈ فرد کی باقی زندگی پر لاگو نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ ریٹائرڈ آدمی نئی زندگی پاتا ہے اور بلند ہمت شخص جب کسی مقصد کو پالیتا ہے تووہ اُس جسے یا اُس سے بلند مقصد کی تلاش کرتا ہے تاکہ اُسے حاصل کرےاور دنیا اور آخرت کی عظمت کے لئے سبقت لے جانے سے اُسے سوائے سانس کے بند ہونے یا جسم کے کمزور ہونے کے کوئی چیز نہیں روکتی۔
اے ریٹائرڈ حضرات!
اب آپ کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں جب کہ پہلے سرکاری محکمے نے اُنہیں صرف آپ کے تخصص اور کام کے میدان میں محدود کردیا تھا۔ آج آپ کے سامنے مواقع ہیں پوری دنیا ہےتمام کام ہیں اور ہر طرح کے میدان ہیں۔سو آپ کی ذمہ داری صرف آپ کے خاندان یا آپ کے محلے یا آپ کے شہر سے متعلق نہ رہی بلکہ آپ پر ہر مسلمان کی رہنمائی کرنے، نصیحت کرنے اور ہدایت وتعلیم دینے کی ذمہ داری ہے۔اُس نے بہتر اور اچھا کیا جس نے کہا "وہ شخص ریٹائرڈ نہیں ہوسکتا جو تہذیب اور ترقی کے لائق قوم میں جینا چاہتا ہے" ۔او ر ہم ازل سے ترقی اور تہذیب والی قوم ہیں اِسی لئے سلف رضی اللہ عنہم ناپسند کرتے تھے کہ آدمی کام سے فارغ رہے۔
عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی سے کہا: مجھے سخت ناپسند ہے کہ تم میں سے کسی کو فارغ اور بے کار دیکھوں ۔ نہ وہ اپنی دنیا کے کام میں ہو اور نہ اپنی آخرت کے کام میں ۔ہم کام اور عبادت والی قوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ الذاریات–56
میں نے جنا ت اور انسانوں کو محض اِسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔
اے سرکاری ڈیوٹی کی سواری سے اترنے والوں!
آپ کی عمریں، آپ کا سرمایہ آپ کی ایسی جمع پونجی ہے جو آپ کو آخرت میں فائدہ پہنچائے گی لہٰذا آپ انہیں اُن کا وقت نکل جانے سے پہلے نیک کاموں میں لگائیں۔ انسان جیسے اپنی عمر کا ذمہ دار ہے ویسے ہی اپنے علم اور تجربے کا بھی ذمہ دار ہےچناچہ وہ اپنے تجربے کو آنے والی نسلوں تک منتقل کرے۔ اور رائے، مشورہ اور رہنمائی اور نصیحت میں اُن کے ساتھ مخالف نہ کرے۔آپ ساری مخلوقات کے لئے شریعت کی خوبصورتی اور اُ س کے عظیم اُصولوں اور بھلائی کے کاموں کا آئینہ دار بنیں۔ یہ وہ ٹھوس مادّے ہیں جن سے عظمت بھرے عزائم پورے ہوں گے اور معزز باہم مضبوط معاشرے پیدا ہوں گے ۔
اے ریٹائرڈ شخص!
آپ سستی اور کمزوری کی طرف مائل نہ ہوں، بھلائی اور اُس کے میدانوں میں کود پڑیں اور اُ س کی خوشبؤں میں سانس لیں۔ چاہے اُ س کی شکلیں جتنی متنو ع ہوں اور اُس کے میدان متعدد ہوں، چاہے وہ علمی ہوں یا خیراتی ، چاہے ایمانی ہوں یا طبی ،چاہے انسانی ہوں یا سماجی ۔آپ بے کس کی مدد کریں بھلائی کریں ، زخمی کا مداوا کریں ، مظلوم کی مدد کریں ،محروم سے رشتہ جوڑیں ،دونوں وحی کو مضبوطی سے پکڑیں ، دو لڑنے والوں میں صلح کروائیں، غم زدہ کی غمخواری کریں ،نہ اُمید کو خیر کی ترغیب دیں ،علمی کُتب کی اِشاعت کریں، سفر میں الگ رہ جانے والے اور مصیبت زدہ کی مدد کریں،عمل کو پختہ کریں اُمید کو پورا کریں ، سرکردہ کی رہنمائی کریں،ظالم کو نصیحت کریں،کسی یتیم کی کفالت کریں ،کسی بیمار کا علاج کریں،صلہ رحمی کریں ، بیوگان کی خبر گیری کریں، فقیر سے ہمدردی کریں، وہ آپ سے رتی برابر بھی کوئی چیز نہیں چھینے گا، کوئی سماجی سینٹر قائم کریں ،کوئی خیراتی ادارہ بنائیں۔ آپ گفتار وکردار کے اعتبار سے اُمت میں اُسوہ ونمونہ بنیں۔ خیر کی کنجی بنیں اور لوگوں خصوصاً گھر والوں، قرابت داروں اور پڑوسیوں کے لئے بھلائی چاہنے میں مثبت بنیں۔

اپنے خیال کو آزاد چھوڑو پورا جہاں الہام ہے۔ آپنا جام نوش کرو۔ ہر گلاب مسکررہا ہے ۔ جہاں چاہووہاں پرواز کرو۔ فضائیں خواب دیکھ رہی ہیں۔اور سب سے شاندار کام وہ ہے جو خواب کا تحفہ ہے۔ اور سب سے عظیم چیز جس پر بندہ اپنی عمر خرچ کرے وہ ہے تمام جہانوں کے لئے اللہ کے سیدھے دین اور اُس کی نشر واشاعت ۔ یہ انبیاء اور رسولوں کا کام ہے۔ سو اُس شخص کے لئے مبارکبارد ہے جسے نبوی میراث میں سے حصہ ملا۔ یہ عزت کی راہ، ہدایت اور سعادت کا راستہ اور عظمت کا میدان ہے۔ اُس شخص کے لئے جو معزز، عظیم، مبارک، عزت دار بننا چاہتا ہے۔ اور جو اِس عظیم پیغام کو پورا کرنے کے لئے زمانے کے وسائل اور ٹیکنالوجی کا استعمال کرے اور کلمہ اور صف کو متحد کرنے کا کام کرے ۔
اے میرے پیارے بھائی!
آدمی کا مقام وہاں ہے جہاں اُس کے کارنامے ہیں ۔ سو سب سے بہتر کام کرو، جب لوگ نیکیاں اُٹھانے سے بچیں تو تم اُن کے اُٹھانے والے بنو۔سب سے کمتر چیز جو ریٹائرڈ افراد کے لئے پیش کی جاسکتی ہے وہ ہے شکر وتعریف، عرفان ووفاء کے الفاظ اور اُنہیں حقیر جاننے سے بچنا ۔ اُ ن کی اُ ن خدمات کی خاطر جوانہوں نے وطنوں اور سماجوں کی ترقی کے لئے پیش کیں ۔اُس شخص میں کوئی خیر نہیں جو سابق کے فضل کو نہ پہچانے ۔ حالانکہ ترقی یافتہ قوموں اور سماجوں نے اُن کےلئے اِدارے اور جمعیتیں بنائیں جو اُن کے معاملات کا اہتمام کریں ۔اُن کے حقوق، اُن کی کفالت اور اُن کی خدمت کریں ۔اُن کے تجربات کے بڑھانے کے لئے اُ ن سے فائدہ اُٹھائیں۔ جیسے تجربات کے گھر، موبائل مشاورتی دفاتر جو عقلوں میں سرمایہ کاری کرتے ہیں اور تجربات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ۔
اے ملازمت کرنے والوں! آپ امانت، ذمہ داری، شفافیت، کرپشن کے انسداد، حاضری دینے، نکلنے اور کارکردگی، رجوع کرنے والوں کےساتھ اچھا معاملہ کرنے، ملازمت کی اتھارٹی کا استحصا ل نہ کرنے، عوامی مال، ملکوں کے اثاثوں اور وطنوں کی املاک کی حفاظت کرنے میں قدوہ بنیں ۔آپ آج نوجوانوں کے لئے قدوہ ہیں ۔ آپ اُنہیں اپنے تجربات سے نوازیں جیسے آپ نے دوسروں کے تجربات حاصل کئے ۔ہمارا دین دینِ اسلام عمل اور عبادت کا دین ہےاُس میں نہ رہبانیت ہے اور نہ دوسروں پر انحصار کرنا ہے۔ اِ س لئے آپ نیت کی تجدید کرلیں اور اپنے اعمال کو مخلوقات کے رب کے لئے خالص کرلیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:
قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ
الانعام–163/162
آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔

دوسرا خطبہ:
اما بعد!
اے اللہ کے بندوں! باطن اور ظاہر میں اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ سب سے سچا کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ سب سے بُری چیز نئی گڑھی گئی چیز ہےاور ہر بدعت گمراہی ہے ۔ آپ سب جماعت کو لازم پکڑیں بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔ اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم رسید ہوا۔
ایمانی بھائیوں! بندے پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور ولات ِالامر کی اطاعت میں قدوہ بنیں ۔ خصوصاً بحرانوں، مصائب اور وباؤں کے زمانے میں، جوکہ سب کے ساتھ اور تعاون کی محتاج ہوتی ہیں آپ کی صحت اور آپ کی اولادوں اور آپ کے خاندانوں کی سلامتی کی خاطر ابھی احتیاطی کاروائیوں اور حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کی اہمیت اور یاد دہانی کا عمل جاری ہے۔ یہ کاروائیاں اور احتیاط اُ ن اسباب کو اختیار کرنے کی قبیل

سے ہیں جنہیں ہماری روشن شریعت لے کر آئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے ۔ ذمہ دار بنیں اور متعلقہ اداروں کی مدد کریں ۔ اللہ تعالیٰ کے اُس فرمان پر عمل کرتے ہوئے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ

المائدة–2

اور تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

خصوصاً اِس وباء کی نئی لہر اور بدلتی شکل کے پھیلنے کے ساتھ جو احتیاطی تدابیر کو عملی جامہ پہنانے میں احتیاط اور سنجیدگی کا متقاضی ہے۔خصوصاً جسمانی فاصلہ، بھیڑ نہ لگانے، ماسک پہننے، دونوں ہاتھ دھونے اور سینیٹائز کرنے پر توجہ دینے ۔ تاہم لوگوں میں کچھ کوتاہی برتنے والے لاپرواہ ہیں جو اپنے نفسوں اور معاشرے کے لئے انفیکشن اور وباء کے پھیلاؤکے اسباب کھینچ لاتے ہیں اِ س لئے ایسے لوگوں کے ساتھ سختی ہی سُود مند ہے اور ایسے لوگوں کو روکنے اور باز رکھنے کے لئے حکمران کو سخت سزا اور قوانین بنانے کا حق ہےتاکہ وہ خود اپنے لئے اور دوسرو ں کے لئے نقصان نہ کھینچ لائیں اور اپنے وطن اور سماج کے اثاثے اور املاک پر اثر انداز نہ ہوں اِس میدان میں جو بات خوش آئند ہے وہ یہ ہے کہ مؤثر ویکسین پہنچ چکی ہے تو ہر شخص کو چاہیئے کہ صحیح وقت پر ویکسین لگوانے کی کوشش کرے اس لئے مخصوص ایپس اور ویب سائٹس پر شرکت کریں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اُس کے لئے شفا نازل کی جس نے اِسے جانا اُس نے اُسے جانا اور جو اُس سے جاہل رہا وہ اِس سے جاہل رہا۔ اِسے صحیح بخاری نے روایت کیا ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں علاج کراؤ ااور حرام علاج سے بچو۔ رواہ احمد وابو داؤد۔

مخصوص اداروں کےسلسلے میں شک اور ہنگامہ پیدا کرنے والوں اور اِ ن مخصوص ویکسینوں کے سلسلے میں جھوٹی تہمتیں اور افواہیں پھیلانے والوں سے محتاط رہیں ۔ اور اُن لوگوں پر تعجب ہے جو ہر افواہ کے لئے اپنی عقلوں کو سونپ دیتے ہیں اور اپنے افکار کو سرکردہ رکھتے ہیں ۔ اور بغیر ثبوت ودلیل کے ہر خبر کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ نفرت والی سوچی وسمجھی منصوبہ بند اور گھناؤنی مہمیں چلارہے ہیں ۔جو ہمارے دین، وطن اور قیادت کے خلاف ہر عقلمند انسان کے لئے کھلی اور اعلانیہ جنگ ہے ۔جو ایک صف میں کھڑا ہونے کا مطالبہ کررہی ہے۔

اِ س مبارک ملک میں اللہ کے فضل میں سے یہ ہے کہ اُسے اِس بات کی توفیق ملی کہ اُ س نے اپنے ملک میں موجود شہریوں اورمقیم حضرات کے لئے ان ویکسینوں کو حاصل کیا۔ ایسا کیسے نہ ہوتا جبکہ یہ وہ ملک ہے جس نےانسانی صحت اور اُس کی سلامتی کو اولین ترجیح اور سب سے زیادہ اہمیت دی ہے ۔ اُ س نے حرمین شریفین کے معتمرین اور زائرین کے سلسلے میں مزید اہتمام، توجہ اور دیکھ ریکھ کی ہے ۔ اُس کی اِن کاوشوں کو اللہ تعالیٰ اُ س کے عملِ صالحہ کے پلڑے میں رکھ دے ۔ اِ س ملک نے ایسا اِس شعار کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کیا ہے ۔ ہم تعاون کرتے ہیں کوتاہی نہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک مملکتِ حرمین شریفین اور تمام مسلمانوں کے ممالک کو ہر طرح کی برائی اور شر سے محفوظ رکھے ۔

اےاللہ! ہمارے لشکروں کی مدد فرما، ہمارے محافظ اہلکاروں کو معاف فرما۔ جو ہمیں، ہمارے دین، ہمارے امن، ہمارے ملک اور ہمارے ملکی املاک کو کسی طرح نشانہ بنانا چاہے تو تو انہیں اُن کی ذات میں مشہور کر کے الجھادے اور ہمارے ملک کی

اِ ن تمام چیزوں کی حفاظت فرما۔

خطبة الجمعة من المسجد الحرام بمكة المكرمة 7 رجب 1442 هـ.

(10) ماہ رمضان! خیر کے کاموں میں سبقت لے جانے کا موسم

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد الرحمٰن بن عبدالعزیز السُدیس حفظہ اللہ

پہلا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں ، ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں اوراسی سے مدد اور مغفرت چاہتے ہیں ،ہم اپنے نفس کی برائیوں سے اور بُرے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ، ہم اُس پاک ذات کی حمد ان نعمتوں پر کرتے ہیں جنہیں نہ ہم شمار رسکتے ہیں اور نہ اُن کی انتہا کو پہنچ سکتے ہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود ِبرحق نہیں اور کوئی اس کا شریک نہیں ،اُس نے ہمیں بھلائی کے موسموں اور طاعتوں اور برکتوں کے مہینے سے نوازا ہےاورمیں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں جو نماز پڑھنے والوں اور روزہ رکھنے والوں میں سب سے بہتر اور اللہ کے لئے تہجد اور قیام کرنے والوں میں سب سے بڑے متقی ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ درود نازل فرمائے آپ پر اور آپ کےنیک معزز اہلِ خانہ پر اور آپ کے صحابہ پر جو امامِ عالم ہیں تابعین پر اور اُن لوگوں پر جو ان کا اچھی طرح اتباع کریں جب تک کہ تاریکی اور روشنی کا یکے بعد دیگرے آنا جانا رہےاور بہت زیادہ سلامتی نازل فرمائے۔

اما بعد!

اے اللہ کے بندوں!

اپنے رب اللہ کا تقویٰ اختیار کریں، تقویٰ کے ذریعے آپ نفسانی خواہشات کے شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں، اُمت سے اُسے درپیش مصیبت کو دور کرسکتے ہیں جس نے اُسے کمزور کردیا ہے اور عزت وغلبے کی بلندی تک پہنچ سکتے ہیں اور اُس کے سبب اُمت اپنے سفر کو قابلِ تعریف پائے گی۔

اے انسان! تم تقویٰ کی طرف جلدی کرواور بھلائی کی طرف تیز چلو جب تک تمہیں مہلت حاصل ہے۔ کیا ہی بہتر ہے تقویٰ اور کیا ہی بہتر ہے اُس کا سیدھا راستہ ۔ انسان اُس کے ذریعے اپنے عمل کو بلند کرلیتا ہے۔

مسلمانوں! آپ کایہ مہینہ مبارک ہے ۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سے اور آپ سے نیک اعمال قبول فرمائے۔ اور ہم اس معزز مہینے کو حاصل کرنے پر اللہ کی حمد کرتے ہیں اور اُس پاک ذات سے فریاد کرتے ہیں کہ اِسے عام مسلمانوں کے لئے خیر وبرکت کا مہینہ بنائے اور اُس کی پاک ذات

سے دُعا کرتے ہیں کہ اِسے امتِ مسلمہ اور تمام عالم کے مسلمانوں کے لئے امن، استحکام اور سلامتی کا مہینہ بنائے۔ہم سے اس وباء کو اٹھالے اور ہم سے ہر بلا اور فتنے کو پھیر دے ۔ بیشک وہ خوب سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ اور وہ خوش آئند چیزیں جن سے شادمانی حاصل ہوتی ہے اور جن کاایک دوسرے کو تحفہ دیا جاتاہے اور وہ وافر نعمتیں جو مسلمانوں کو اجتماعی اور انفرادی طور پر حاصل ہیں اُن میں سے ایک رمضان کے مبارک مہینے کی آمد ہے جس پر اُمتِ مسلمہ خوشی منارہی ہے۔

اِس مبارک مہینے نے کائنات کو اپنے مبارک روشنی سے ڈھانپ لیا ہے اور اپنی خوبصورتی اور رونق سے دلوں کو آباد کردیا ہے ۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کی نہریں طاعتوں کے ساتھ جاری ہیں اور جس کے پھول بھلائی اور نیکی کے غنچوں سے کھل گئے ہیں۔ جس کے مقاصد واسرار کو مسلمانوں نے شوق اور تڑپ کے ساتھ سنا اور جس کی پوشیدہ خبرو ں اور مقاصد کو انہوں نے خشوع کے ساتھ کان لگاکر سنا ۔اُس کے دنوں میں نیکیوں اور خوشی کا فیض جاری ہے اور اُس کی راتیں تلاوت کی جانے والی آیتوں کےنور سے روشن ہیں۔ایسا موسم جسے رحمان نے مبارک قرار دیا ہے اور جسے قرآن نے لافانی کردیا ہے ۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ البقرة–185 ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔

اے فرزندانِ اسلام! آپ کو تر وتازہ مبارک باد ۔ عطا ونوازش کے ساتھ مبارک مہینہ پہنچ چکا ہے سو تم اپنے مہینےکا اچھے روزوں سےاستقبال کرو کہ دل اُس کی ملاقات سے کتنے خوش ہیں۔ ایمانی بھائیوں! ماہِ رمضـــان المبارک ربّانی عطیہ ہے۔ایمان کی مہکتی ہوئی تر وتازہ ہواؤں کا جھونکہ ہے جو مسلمانوں کی زندگیوں کو ذکر اور نیکیوں کی خیرات سے بھر دیتا ہے ۔جس میں زبانیں عطر بیز تلاوتوں سے تر رہتی ہیں اور نفس صیام کی تراوٹوں اور قیام کی روشنی سے باغ باغ ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مقرر فرمایا ہے تاکہ مسلمان اپنی عبادتوں کی اچھی خصلتوں میں تجدید کریں اور بھلائی میں اپنی معروف ســرگرمیوں کو دوبارہ انجام دیں نتیجتاً وہ ایمان کے درجات میں ترقی کرے گا اور اہلِ بر واحسان کی صفات سے سرفراز ہوگا۔ کیونکہ شارح حکیم نے صوم کے مظاہر واشکال پر اکتفانہیں کیا کہ صرف مباح اور پاک چیزوں کا کھانا حرام قرار دیا ہے بلکہ اس نے روح کی بلندی نفس کی ترقی اور حفاظت اور اعضــا اور جوارح کی پاکیزگی اور انہیں مادی پستی سے نکال کر ایمانی بلندی اور اونچائیوں اور آفاق تک بلند کرنے کی طرف توجہ دی ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے باقی عبادتوں کو چھوڑکر اس عبادت کو خاص کرلیا ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَه إِلَّا الصَّوْمَ، فإِنَّه لي وأنا أَجْزِي به

"اولادِ آدم کا ہر عمل اُس کےلئے ہے سوائے روزے کے، وہ میرے لئے ہے اور میں اُس کا بدلہ دوں گا۔"

ایک ایسا مہینہ جسے عرش کے الہ نے بطورِ اعزاز عطا کیا ہے اور اللہ اُس پر رحم فرمائے گا جس پر راستے تنگ ہوگئے ہیں ۔وہ ہم پر مہربان ہے تو کیا وہ اُمید والا ناکام ہوگا جو ایســے دل سے رحم کو پکارے جسے شرمندگی نے جھکادیا ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: روزہ متقی لوگوں کی لگام، لڑنے والوں کی ڈھال اور نیک ومتقی لوگوں کی ریاضت ہے ۔ وہ باقی تمام اعمال میں رب العالمین کے لئے ہے۔ وہ بندے اور اُس کے رب کے درمیان ایک ایسا راز ہے جس پر اُس کےسوا کوئی مطلع نہیں ہوسکتا ہے۔ سو تقوی وسخاوت رحمت وکرم، امتوں میں بلند مرتبہ واعزاز ماہِ صیام کو خوش آمدید ۔اہلِ تقویٰ کے نفوس تمہاری محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہمیں مشـــہور ومصـــلح کے شـــوق جیســـے شـــوق نے جھنجھوڑڈالا ہے ۔ ہم تمہارے اندر قیام کو پســـند کرتے ہیں کہ اُس کا طریقہ خوش گوار ہے اور تمہارے اندر رات کی تاریکی میں ذکر کی خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں ۔

صحیحین میں ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ماہِ رمضان داخل ہوتا ہے تو ماہِ رمضان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو بیڑیوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔
رواه البخاري (3277)، ومسلم (1079)
کیا معلوم یہ کتنا عظیم مہینہ ہے کہ اس میں احسانات کی جڑیں سیراب ہوتی ہیں اور پاکیزہ ترین طریقے کی طرف متوجہ ہونے والوں کے دل شاد اب ہوتے ہیں۔
ہاں آپ کے پاس منافع کا مہینہ اپنے سائے اور عطیہ، اپنی خوبصورتی اور رعنائیوں کے ساتھ آیا ہوا ہے۔وہ اِس سے کہیں برتر ہے کہ اُس کی رحمتوں کو شمار کیا جاسکے اور اُس کی بھلائیوں کو گنا جاسکےاور اُس کے ثمرات کی تخصیص کی جاسکے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کو ماہِ رمضان کی آمد کی خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے: تمہارے اوپر ایک عظیم مبارک مہینہ سائہ فگن ہوا ہے۔ ایسا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہےجو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (ابن خزیمہ، ابن حبان)
آپ ﷺ کا یہ فرمان اسیر نفسوں کو تیار کرنے اور عزائم کو مہمیز دینے اور ارادوں کو سستی اور اُلٹے پیر لوٹنے سے روکنے کے لئے ہے۔
اے روزے دارو! یہ مبارک دن نفس کا جائزہ لینے عمل کی اصلاح کرنے اختلاف اور تفرقے کو چھوڑنے اور عقل اور گفت وشنید کرنے کی زبان کو فیصلہ بنانے اور نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرنے کا ساز گار موقع ہے۔ کیونکہ اِس مبارک مہینے میں نیکی اور بھلائی میں باہم سبقت کرنے کے عظیم اسباق موجود ہیں۔ توکیا اُمت نے اُس تابناک تصویر کو باقی رکھنے کی کوشش کی جس سے یہ دینِ اسلامی اپنی میانہ روی اور اعتدال میں، غلو اور انتہا پسندی کو روکنے میں متصف ہے۔ کیاوہ ہر اُس چیز کے در پر ہوئی جس نے دنیا کے امن واستحکام کو بگاڑا ۔ کیا اُ س نے قوموں کے درمیان رواداری اور رضاءِ باہم کو تقویت پہنچائی اور نسل پرستی اور فرقہ پرستی کو دور پھینکا ۔ کیا وہ پوری سختی کے ساتھ ان لوگوں کے سامنے کھڑی ہوئی ہے جو اُس کی بنیادوں کو ہلانا اُس کے محرمات کی تنسیخ کرنا، اُس کے مسلمات اور قطعیات پر دست درازی کرنا چاہیتے ہیں ۔
دین اور وطن کے ساتھ غداری کرنے سے بچیں ۔امانتوں کو ادا کرنے کے حریص بنیں ۔ ملکیات کے حقوق کی پاسدارکریں ۔خصوصاً فکری ملکیت اور اُس کےتحفظ کی۔ صیام قیام اور قرآن کی اُمت! رمضان ماہِ قرآن ہے اِس میں جبریل علیہ السلام ہمارے پیارے نبی ﷺ سے قرآن مجید کا مذاکرہ کرتے ۔ سو ان لوگوں کو مبارکباد جو اپنے دلوں کو تدبر اور سماعت کےساتھ قرآن کی طرف ڈال دیتے ہیں اور اُن کی آنکھوں سے ڈر کے مارے آنسو نکل آتے ہیں ۔ یہ توبہ وعنابت، دعا اور امید کا مہینہ بھی ہے۔ چناچہ اے اللہ کے بندوں دُعا زبان پر جاری رکھو۔ اور اپنے لئے اپنے گھر والوں کےلئے اور حکمرانوں اپنے وطنوں اور اپنی اُمت کے لئے عاجزی کی ہتھیلیوں کو اٹھاؤ کے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی حفاظت کرے، اُن کے خون کو بہنے سےروکے، ہر جگہ اُن کے حالات سدھار دے، ہر جگہ تمہارےکمزور بے گھر اور مصیبت زدہ قیدی اور دبے کچلے بھائیوں کی مدد کرے ۔اُن کے مصائب اور پریشانیوں کو دور کرے اور اُن کی مشکلات اور غموں کو کافور کرے۔اور اُمتِ مسلمہ سے فتنوں، مصیبتوں، آزمائشوں اور وباؤں کو اُٹھالے۔ بیشک وہ خوب سننے اور قبول کرنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرما ن ہے: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ البقرة–186
جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے لئے اور آپ کے لئے قرآن مجید میں برکت دے اور مجھے اور آپ کو اُ س کے ذکر ِحکیم سے فائدہ پہنچے

دوسرا خطبہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ البقرۃ–183
اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔
اس عظیم مہینے میں خرچ کرنا احسان کرنا اور دینا مستحب ہے۔سوائے شریف، کرم وسخاوت والوں! اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو عطا کیا ہے اُس میں سے خرچ کریں اور نوازش وعطیات کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو کھول دیں۔ تاکہ آپ اُس کے ذریعے قرض داروں کی پریشانیاں اور حاجت مندوں کی حاجت اور مصیبت زدگان کا فاقہ دور کریں۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ سبإ–39
تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والاہے۔
اور خیر میں مسابقت کرنے اور اُس میں آگے بڑھنے میں آپ کے لئے آپ کے پیارے نبی ﷺ اسوہ ِ حسنہ ہیں ۔آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھےاور رمضان المبارک میں آپ ﷺ سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے ہوتے۔آپ ﷺ مسلسل تیز چلتی ہواؤ ں سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے۔ (متفق علیہ)
یہ کام پر امن چھتری کے نیچے اور معتمد اداروں کے ماتحت ہونا چاہیئے اور شاہ سلمان سینٹر برائے امداد وانسانی کاز اور احسان پلیٹ فارم پر رفاہی کام اس مبارک کرداروں اور امدادی وانسانی کاموں کے تئیں اس ملک کے حکمرانوں کی توجہ کے روشن نمونے ہیں۔جس سے امداد او رفاہیت اور انسانیت سے متعلق ان کے عالمی اور تہذیبی پیغام کو پہنچانے میں حمایت ومدد کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔اسی طرح زکاۃ اداکرنے کی طرف بھی ہمیں توجہ دینی چاہیئے ۔اور یہ کام ایسے ادارو ں کے ماتحت ہونا چاہییے کہ جو مستند ومستحق ہوں۔
اسلامی بھائیوں اور بیت اللہ الحرام کے عازمین!
جبکہ دنیا ابھی بھی ایک وبائی بیماری کے سائے میں جی رہی ہے اور ہمارے پا س رمضان کی آمد صحت کی استثنائی حالت میں ہوئی ہے۔لہٰذا اس بات کی تاکید ابھی بھی برقرار ہے کہ حفاظتی تدابیر کے بارے میں احتیاط اور سنجیدگی برتی جائے ۔دین، وطن سلامتی، صحت وسماج کے تئیں اپنی ذمہ داری کا احساس رہے۔ اور حفاظتی تدابیر اور صحت سے متعلق تعلیمات پر عملدرامد کرنے میں سستی اور تساہل نہ برتا جائے۔لہٰذا سب سے امید ہے کہ احتیاطی اقدامات کی پابندی کرلیں یہاں تک کہ یہ وباء اللہ کے حکم سے ختم ہوجائے۔
اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کی اور تمام عالم ِ اسلام کی ہر برائی، مصیبت اور وباء سے حفاظت فرمائے۔ساتھ ہی صحت وسلامتی سے جڑے بہادروں کو اور اسی طرح اربابِ تعلیم اور معلم ومعلمات کو سلام ۔ اور ہمارے طلبہ وطالبات کے لئے کامیابی اور صالحیت وسرفرازی کی دُعا ۔ حکمرانوں کے لئے ان کی تائید و مدد پر شکر و سپاس اور حدود و سرحدوں پر اور معتمرین و زائرین کی خدمت کے لئے حرمین شریفین میں متعین ہمارے سکیورٹی اہل کاروں کے لئے اور حرمین کےزائرین کی خدمت کےلئے موجود خدمت گاروں کے لئے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین اجر وثواب عطا فرمائے۔بےشک وہ فیاض اور کرم کرنے والا ہے۔

اے اللہ! توہمیں اپنے وطنوں میں امن وامان نصیب فرما، ہمارے حکمرانوں کی اصلاح فرما اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کا حکمراں بنا جو تجھ سے ڈریں، تیری اطاعت کریں اور تیری رضامندی کےکام کریں ۔ اے رب العالمین۔
اے اللہ توہمارے بادشاہ اور حاکمِ وقت کو خیر کے کام کرنے کی توفیق عطا فرما اور اُسے نیکی اور تقویٰ کے کام میں لگادے، اے اللہ تو انہیں اپنی ہدایت اور رضا کےکام میں لگادے، اے اللہ تو انہیں نیک، صالح اور خیر خواہی کرنے والے معاون ومددگار نصیب فرما، جو انہیں بھلائی اور خیر کے کاموں کی رہنمائی کریں۔
اللہ کے بندوں! یقیناً اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔
لہٰذا تم عظیم اللہ کو یاد کرو وہ بھی تمہیں یاد کرے گا۔ اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرووہ تمہیں مزید عطا کرے گا۔ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

(11) بلند ہمتی کے فوائد

فضیلۃ الشیخ بندر بلیلۃ حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

اما بعد!

اے مومنوں! اللہ سے ڈریں اور نعمت کی تکمیل اور مقصد کے حصول پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ کیونکہ اُس کی مدد ہی سے کسی خیر کو پایا جاسکتا ہےاور اُس کے فضل ہی سے اُس خیر کےثواب کو حاصل کیا جاسکتاہے ۔اُس نے جو کچھ عطا کیا اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور اس نے جو روکا ہے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں ۔اس نے جو جاری کیا اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور اس نے جو بند کیا اس کاکوئی جاری کرنے والا نہیں۔

اس کی ذات پاک ہے ہر خیراس کے ہاتھوں میں ہے اور اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں، اس کا چہرہ سب سے معزز چہرہ ہےاور اس کی جاہ سب سے عظیم جاہ ہےاور اس کی نوازش سب سے أفضل نوازش ہے۔ اس کی نعمتوں کاکوئی بدلہ نہیں دے سکتا اور اس کی تعریف کوکسی سخن ور کا کلام پہنچ نہیں سکتا۔مومنوں جامع اور روشن ترین فضائل، معزز اور بلند ترین خصائل میں سے بلند ہمت اور تابناک عزائم ہیں یہ بلند چیزوں میں مشغول رہنے اور کمالات سے کم تر چیزوں کو حقیر سمجھنے پر ابھارتے ہیں سو جس کی ہمت بلند ہے وہ بلند چیزوں کو ہی اختیار کرے گااور جس کی ہمت پست ہے وہ گھٹیا چیزوں کے دائرے میں ہی گھومتا رہے گا۔

اللہ کے بندوں! عزم وہمت کی بلندی ہر خوبصورت چیز کی طرف لے جانے والی اور ہر اچھی چیز کی طرف بلانے والی ہے۔یہ اہلِ کمال کا وصفِ لازم ہے اور سنجیدہ ومستعد لوگوں کی راسخ خصلت ہے ۔آپ کوئی ایسا نام ور شخص نہیں پائیں گے جو پست ہمت وکوتاہ عزم اور سست کوشش کا حامل ہو۔عزم وہمت والا شخص جب ارادہ کرلے تو سچ کر دکھاتا ہےاور جب عزم کرے تو پورا کرتا ہے، کوئی قصد کرے تو کر گزرتا ہے اور جب چلے تو سبقت لے جاتا ہے۔ وہ نا مشکلات کی پرواہ کرتا ہے نہ مصیبتیں اسے روکتی ہیں اور نہ بیماریاں اسے کمزور کرتی ہیں۔

بلند ہمتی جیسی کوئی خصلت نہیں ہے جس کا حامل شخص سرداری کا مستحق ہو۔بلند ہمت قوم کا سردار، گھر والوں کا پیشوا ساتھیوں کا لیڈر اور مجلس کا صدر ہوتا ہے۔ اور لوگ اس معاملے میں مختلف اقسام اور الگ الگ سوچ کے حامل ہیں ۔ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے دلوں میں ہمت بلند ہے اور جن کے نفسوں میں عزم وارادہ جوشیلا ہوتاہے لیکن وہ اسے نہ کسی عمل کے ذریعے

آگے دھکیلتے ہیں اور نہ کسی کوشش کےساتھ اسے جوڑتے ہیں ایسے لوگ زیادہ آرزو والے اور کم محنتی ہوتے ہیں ۔اور بغیر عمل کے آرزوئیں کسی چٹیل میدان کے سراب کی طرح ہیں۔
ان میں سے کچھ پست ہمت لوگ کمزور ارادہ اور شکستہ عزم کے ہوتے ہیں ایسے لوگ بےکار کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اور ان چیزوں پر اکتفا کرلیتے ہیں جن پر غیر ذمہ دار چوپائے اکتفا کرتے ہیں ۔وہ نہ کسی کارنامے پر توجہ دیتے ہیں نہ کسی کارِ خیر کی طرف گامزن ہوتےہیں اور نہ وہ اپنی عقلوں کو چمکانے اور نہ اپنی روحوں کو سیراب کرنے کی امید کرتے ہیں ۔ان کی فکر کھانے پینے اور لذت حاصل کرنے تک محدود ہوتی ہے۔ وہ شکل میں انسان تو ہیں پر حقیقت میں حیوان ہوتےہیں ۔
اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کی ہمت بلند جن کا ارادہ پختہ اور جن کی کوشش پیہم ہوتی ہے۔ مگر وہ اپنی ہمت کو کسی خاص کام یا کسی خاص بات پر محصور کردیتے ہیں ۔ایسے لوگ اچھا کرنے والے ہیں مگر ہیں کوتاہ۔
اللہ کے بندوں! لوگوں میں سب سے کامیاب وہ بندہ ہے جو بلند چیزوں کا ارادہ کرے ان کی طرف صبح وشام تیز چلے، وہ ذاتِ ذوالجلال سے توفیق وہدایت مانگے جو نفس کو زندگی اور روح کو طاقت دینےوالی ہے۔ اس کی فکر ہر شریف مطلب اور بلند عزت ہو، وہ نہ کمزور پڑے اور نہ کوتاہی کرے۔ پھر اس کی ہمت کی غایت اور عزیمت کی انتہادل کی درستگی، نفس کی بیماریوں کا علاج مقصدِ اول کے ساتھ آخرت کا قصد وارادہ اور اس کی پوری فکر اور اس کے اعلیٰ مرتبہ معزز ترین مقام اور کامل ترین نعمت کے حصول کا پورا عزم وارادہ ہو۔
اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے بلند ہمتی کے اعلیٰ درجے کی رہنمائی کرتے ہوئےاور اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو، وہ جنت کا عمدہ ترین اور بلند ترین مقام ہے اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ رواہ البخاری
اللہ کی قسم! عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی قیمت جنت کے سوا کچھ نہ سمجھے۔ مومنوں! بلند ہمتی اس بات کی محرک ہے کہ آدمی خیر کے راستوں میں سے ہر راستے پر اپنی حصے داری درج کرائے۔ اور تھوڑے خیر سے زیادہ خیر کی نسبت بے نیاز نہ ہو۔ اور یہ اربابِ کمال کا شیوہ ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے پوچھا: تم میں سے کس نے آج روزے کی حالت میں صبح کی؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا "میں نے" آپ ﷺ نے پوچھا: تم میں سے کون آج جنازے کے پیچھے چلا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں، آپ ﷺ نے پھر پوچھا: تم میں سے کس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے، آپ ﷺ نے پھر پوچھا: تم میں سے کس نے آج مریض کی عیادت کی؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی میں یہ خصلتیں جمع نہیں ہوئیں سوائے اس کہ کہ وہ شخص جنت میں داخل ہوگیا۔رواہ مسلم
یہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بلند ہمتی ۔ اور اگر یہ شان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نہ ہو تو کس کی ہو۔اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہو اور انہیں راضی کرے۔ لوگوں! یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عملی نمونہ اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کی روشن تعلیمات کا محور ہےاور یہ کوئی انوکھی چیز نہیں ہے ۔ کیونکہ تدبر اور سمجھ کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت عزائم کو مہمیز اور طبیعتوں کو دو آتشا کرتی ہے ۔اس لیے کہ اس کی آیات میں سے ہر آیت یا تو فضیلت کی طرف بلاتی ہے یا رذائل سے ڈراتی ہے جس سے نفس میں فرمانبرداری کے لئے آمادگی اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس میں بلند ہمت زندہ ہوتی ہے۔ اور جوشیلے نفس کی چنگاری سلگنے لگتی ہے ۔ بعض اہلِ علم نے کہا: قرآن دلوں کو ہمت کے عزم سے بھر دیتا ہے۔ یہ وہ عظمت ہے جس نے اس کے دوستوں کو دائیں بائیں بھیجا پھر وہ ایسے تختوں پر آئے جو ظالم تھی انہوں نے ان تختوں کو زمین سے اکھاڑ پھینکا پھر انہوں نے انصاف کا جھنڈا بلند کیا اور علوم کی لہریں پوری طرح جاری کیں ۔ اگر ہم بعض قراء میں کمزور عزائم دیکھتے ہیں تو اس لئے کہ انہوں نے قران کی آیتوں میں تدبر نہیں کیا اور اس کے اسرار کو نہیں سمجھا ۔ قرآن

نے اُمت کی تربیت کی اسے ادب سکھلایااس کے نفس کو پاک کیا اس کی طبیعت کو صاف کیا اس کی ذہانت کو دو آتشا کیا اس کی صلاحیتوں کو جلابخشی، اس کے عزائم کو تیز کیا، اس کی ہمتوں کو بلند کیااور اس کے ارادوں کو مضبوط کیا ۔

یہ قرآن اُمت کے ساتھ لگاتار رہا یہاں تک کہ بکریوں کے چرواہوں میں سے قوم کے رہنما نکالے اور لاعلمی کی گمنامی سے علم وحکمت کے منارے بنائے ۔ اس قرآنی روح کی بدولت یہ نفوس آگے بڑھےاور ملکوں سے پہلے سماعتوں کو فتح کیا اور عدل وانصاف کے ذریعے جسموں سے پہلے روحوں کے مالک بنے مگر قرآ ن مجید کا راز نہ سوختہ حفظ میں ہے اور نہ اس مفلوج تلاوت میں ہے بلکہ پورا راز قرآن مجید پر تدبر کرنے اور اسے سمجھنے اس کی پیروی کرنے اور اس کے طریقے پر چلنے اور اس کے آداب کو اپنانے میں ہے۔ اللہ تعالٰی مجھے اور آپ کو قرآن مجید کے طریقے اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے فائدہ پہنچائے۔

دوسراخطبہ:

ہر طرح کی تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے جو امید تک پہنچا تا ہے اور عمل میں برکت دیتا ہے۔

اما بعد!

مومنوں! مومن کے دل میں بلند ہمتی پیدا کرنے والےکامل ترین اسباب میں سے کم تمنا کرنا اور دنیاکے جلدی فنا ہونے کو یاد رکھنا ہے۔ بندہ جب یہ جان جائے اور اس کا یقین کرلے تو بلند چیزوں پر اس کا عزم مرکوز ہوجاتاہے چھوٹی چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے بھلائیوں کی طرف آگے بڑھتا ہے اور عزتوں کے حصول کے لئے تیزی دکھاتا ہے ۔

شاعر کہتا ہے کہ:

دنیا میں امیدوں کو کم کروکامیاب ہوگے

اور عقلمندی کی دلیل ہے امید کم کرنا

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھوں کو پکڑکر فرمایا: تم دنیامیں ایسے رہو جیسے تم اجنبی ہو یا مسافر ۔رواہ البخاری۔اور یہ اضافہ کیا کہ "ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرواور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرواور اپنی صحت سے اپنی بیماری کے لئے اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لئے توشہ لے لو۔"

یہ حدیث حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کے بقول دنیامیں اپنی امیدوں کو کم کرنے کی اَصل ہےاور یہ کہ ایک مومن کے لئے زیبا نہیں کہ وہ دنیا کو اپنا مسکن بنالے اور اس میں مطمئن ہوجائے بلکہ اسے چاہیئے کہ اس میں اس طرح رہے جیسے وہ حالتِ سفرمیں ہو اور کوچ کے لئے اپنا سامان تیار کررہا ہو۔ اس پر انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی وصیتیں متفق ہیں اللہ تعالٰی نے آلِ فرعون کے مومن کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا: يَاقَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ غافر–39

اے میری قوم! یہ حیات دنیا متاع فانی ہے، (یقین مانو کہ قرار) اور ہمیشگی کا گھر تو آخرت ہی ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کی بات کتنی اچھی ہے، انہوں نے کہا: اللہ کی ملاقات کے لئے بندے کی استقامت سب سے مفید اور بلند وبلیغ ترین سبب ہے۔کیونکہ جو اللہ تعالٰی سے ملاقات کے لیے تیار رہا اس کا دل دنیا اور اس کے تقاضو ں سے الگ ہوگا۔ اس کے نفس سے شہوتوں کی آگ بجھ جائےگی وہ اپنے دل کو اللہ کے لیے یکسو کردےگااور اس کی ہمت اللہ پر مرکوز ہوجائےگی ۔الغرض اللہ سے ملاقات کیے لئے سچی تیاری تمام نیک اعمال اور ایمانی حالت کی کنجی ہے ۔ اور یہ کنجی علیم وفتاح یعنی دانا وعلم وحکمت والے کے ہاتھ میں ہے۔ اُس کے علاوہ نہ کوئی معبود ہے اورنہ کوئی رب ہے ۔

خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ بندر بليلة حفظه الله

بتاریخ 9 شوال 1442ھ بمطابق 21 مئی 2021

(12) حدیث قدسی: میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے...

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عواد الجھنی حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

ہر قسم کی تعریف ایک اللہ کے لئے ہے جو زبردست غالب اور بہت بخشنے والا ہے-وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے تاکہ صاحبانِ قلوب و ابصار نصیحت حاصل کریں اور عقل و بصیرت والے خِرد سے کام لیں،اُس نے اپنے بندوں میں سے جسے چنا اُسے بیدار کیا اور اِس دنیا سے بے رغبت کیااور ہمیشہ فکر و نظر کے مراقبے اور وعظ و نصیحت کو لازم پکڑنے میں مشغول کیااور سدا اپنی اطاعت اور آخرت کی تیاری توفیق عطا فرمائی، اور ان چیزوں سے جو اُسے ناراض کرتی ہیں اور ہلاکت کے گھر کو لازم کرتی ہیں اُن سے بچنے کی توفیق دی اور احوال و اطوار کےبدلنے کے باوجود اس پر ہمیشگی برتنے کی توفیق دی۔

میں اس کی سب سے بلیغ، پاکیزہ، جامع اور بڑھی ہوئی حمد بیان کرتاہوں اما بعد!

اے ایمان والوں! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کروقریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں -

مسلمانوں! نبوت کی کرنوں میں ایک عظیم حدیثِ قدسی ہے جو علوم، اعمال، اصول اور فروع میں دین کے عظیم قواعد پر مشتمل ہے۔ علماء کا خیال ہے کہ یہ ایک ہمہ گیر جامع حدیث ہےجو بندوں پر اللہ کے فضل، رحمت، شفقت اور اس کی بردباری وکرم کو بیان کرتی ہے اور فضل، احسان، شفقت، رحمت اور نوازش کی ناقابل شمار قسموں کو بیان کرتی ہے۔ اُمت کے اسلاف کے نزدیک اس حدیث کی بڑی قدر اور بڑا مقام ہے۔ امام احمد ؒ فرماتے ہیں: اہلِ شام کے نزدیک یہ سب سے معزز حدیث ہے

عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا رَوَى عَنْ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ

وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدْ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ۔

ابو ادریس الخولانی نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور ان نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے بیان کرتےہوئے فرمایا کہ اللہ نے کہا: اے میرے بندوں! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہےاور تمہارے درمیان بھی اُسے حرام قرار دیا ہے اس لئے باہم ظلم نہ کرو۔اے میرے بندوں! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کہ جسے میں ہدایت دے دوں اسی لئے مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا ۔اے میرے بندوں! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلادوں اس لئے مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤ ں گا۔اے میرے بندوں! تم سب کے سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں لباس پہناؤں تو مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندوں! تم شب وروز گناہ کرتے ہواور میں سارے گناہ معاف کرتاہوں مجھ سے گناہوں کی معافی طلب کرومیں تمہیں معاف کردوں گا ۔ میرے بندوں! تمہیں کبھی بھی طاقت نہیں ہوگی کہ مجھے نقصان پہنچا سکواور نہ ہی یہ طاقت ہوسکے گی کہ مجھے فائدہ پہنچا سکو۔ اے میرے بندوں! اگر تمہارے پہلے والے اور تمہارے بعد والے تمہارے انسان اور جن سب مل کر تم میں سے ایک انتہائی متقی انسان کے دل کے مطابق ہوجائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔اے میرے بندوں! اگرتمہارے پہلے والے اور تمہارے بعد والے تمہارے انسان اور جن سب مل کر تم میں سے سب سے فاجر آدمی کے دل کے مطابق ہوجائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔اے میرے بندوں اگر تمہارے پہلے والے اور تمہارے بعد والے، تمہارےانسان اور جن سب مل کر ایک کھلے میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اس کی مانگی ہوئی چیز دے دوں تو اس سے جو میرے پاس ہے اس میں سے اتنا بھی کم نہ ہوگا جو اس سوئی سے ہوگا جو سمندر میں ڈالی جائے۔ اے میرے بندوں! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں شمار کرکے رکھتا ہوں پھر ان کے مطابق میں تمہیں پورا پورا بدلہ دوں گاتو جو کوئی خیر پائے وہ اللہ کی حمد بیان کرے اور جسے اس کے علاوہ کچھ اور ملے تو اُسے خود کو ہی ملامت کرنا چاہیئے۔ (رواہ البخاری)

یہ حدیث ہمارے لئے زندگی کے آفاق روشن کررہی ہے اور راہِ نجات کی طرف رہنمائی کررہی ہے ۔ اے اللہ! ہم پر رحم فرما کہ تو ہم پر رحم کرنے والا ہے ۔ اے اللہ! ہمارے سارےمعاملات تیرے ہاتھ میں ہیں ۔اے اللہ تو ہم پر رحم کرنے والا ہے ہم پر رحم فرما، ہمیں عذاب سے دوچار نہ کر، تو ہم پر قادر ہے۔ اے اللہ ہم جس کے اہل ہیں اُس کےمطابق ہمارے ساتھ معاملہ نہ کر بلکہ تو جس کا اہل ہے اس کے مطابق ہمارے ساتھ معاملہ فرما۔ اے اللہ! تو ہی تقویٰ کا حقدار ہے اور تو مغفرت فرمانے کااہل ہے۔

دوسرا خطبہ:

اما بعد!

اللہ کے بندوں! اللہ کا تقویٰ اختیار کرواور جان لو کہ سب سے اچھا طریقہ ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بُری چیز دین میں نئی ایجاد کردہ چیزیں ہیں ۔ اور ہر نئی ایجاد کردہ چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور جان لو کہ اللہ کی عبودیت سب سے بلند مقام اور سب سے معزز مرتبہ ہے ۔

اے اللہ! سرحدوں پر ہمارے سپاہیوں کی مدد فرما اُن کا نشانہ دُرست کراُ ن کے قدم جمااو ر اپنے اور اُن کے دشمنوں پر ان کی مدد فرما۔

خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ عبد الله بن عواد الجهنی حفظه الله بتاریخ 16 شوال 1442ھ بمطابق 28 مئی 2021

(13) سورة الكوثر کی تفسیر

خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ صالح بن حميد حفظه الله
تاریخ 23 شوال 1442ھ بمطابق 4 جون 2021

پہلا خطبہ:

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو اپنی مخلوق سے واقف ہے، جو اپنی تقدیر میں دوربین ہے، جو اپنی بخشش میں کرم والا اور اپنی تقدیر میں حکمت والا ہے۔ اُس کی ذات پاک ہے اور اُس کے لئے حمد ہے۔ اُس نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ وہ اُس کی عبادت کرے، اُن پر انعام کیا تاکہ وہ اُس کا شکر بجا لائیں ۔ میں اُس پاک ذات کی حمد بیان کرتا ہوں اور شکر بجا لاتا ہوں۔ اللہ نے ایسے احکامات کو اپنے بندے پر مشروع کیا جو انہیں اُس کے قریب ونزدیک کرتے ہیں اور ایسا خیر وفضل عطا کیا جو اُس کے لئے کافی ہے اور اُسے اللہ کے سوا دوسرے سے بے نیاز کرتا ہے۔

اما بعد!

دنیا پر غمگین نہ ہو اُس کا انجام تو فنا ہونا ہی ہے۔اپنے رب پر بھروسہ کرو وہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔اللہ کے ذکر وشکر میں مشغول رہو اور وہ تمہیں اپنی بے شمار بھلائیوں سے نوازے گا۔اور خوب سے خوب استغفار کرو یہ غموں کو زائل کرتا ہے اور جان لو کے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا کوئی بدل نہیں ہے۔ جو قرآن سے مانوس ہوا اُسے کوئی تنہائی وحشت زدہ نہیں کرسکتی، جس کی امیدیں بڑی ہوں گی اُس کی عبادت اچھی ہوگی۔ ماضی پر افسوس کرنا حاضر کو ضائع کرتا ہے تو جو کسی خیر کو دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ اُسے پھیلائے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

النحل–97

جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔

مسلمانو**!** آپ کے سامنے ایک عظیم سورت ہے ۔ایک ایسی سورت جو خاص ہمارے نبی ﷺ کے لئے ہے ۔ایسی سورت جس میں اللہ عزوجل آپ ﷺ کو تسلی دے رہا ہے اور آپ ﷺ سے خیرِ کثیر کا وعدہ فرمارہا ہے اور آپ ﷺ کے دشمنوں کو لاوارث اور بے نام و نشاں ہونے سے اور بُرے

ٹھکانے سے ڈرارہا ہے ۔اِس کے ساتھ ہی یہ سورت دین و دعوت کے سلسلے میں ایمان کی زندگی اور اللہ کے دشمنوں اور اللہ کے دین کے دشمنوں کے تعلق سے اُس کے مؤقف کو پیش کررہی ہے ۔یہ عظیم سورت بندے کے تئیں اللہ کی حفاظت و نگرانی اُس کو ثابت قدم رکھنے اور اپنے نبی اور مومنوں کے لئے اچھا وعدہ اور ظالم و کافر ،اللہ اور اُس کےرسول ﷺ کے دشمنوں کےلئے بڑی وعید کو بیان کررہی ہے ۔

یہ چھوٹی سورت قرآنِ کریم کی سب سے چھوٹی سورت ہے ۔ایک ایسی سورت جو انتہائی خوبصورت اور دل آویز ہے ۔اِس کےفوائد کتنے بھرپور ہیں اور اِس کی برکتیں کتنی زیادہ ہیں ۔یہ سورۃ الکوثر ہے۔ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾ الکوثر–3/1

یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے۔ پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔

اِ س معزز سورت میں اللہ عزوجل اپنے نبی وخلیل محمد ﷺ کو عظیم اور خوش کن پیغا م کے ذریعے خطاب فرمارہا ہے ۔ایک ایسا خطاب جو نوازشِ ربانی اور عطاءِ الٰہی پر مشتمل ہے: إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ الکوثر–1 یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے

کوثر جنت میں ایک نہر ہے جیسا کہ اس تعلق سے صحیح اور صریح حدیث میں وارد ہوا ہے بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نےفرمایا: جنت میں موجود نہرِ کوثر اُن جملہ خیرِ کثیر میں سے ہے جو اللہ اپنے نبی محمد ﷺکو عطاکیا۔

جب سب سے کم تر جنتی کو جنت میں دنیا کے دس گنا کے برابر عطا کیاجائے گا تو اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں تصور کیجیئے کہ آپ ﷺ کو کتنا ملے گااور کتنا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے جنت میں تیار کررکھا ہے ۔کوثر کثرت سے ماخوذ ہے جو کثیر، مسلسل جاری اور بغیر رکے، منقطع ہوئے بغیر جاری رہنے کے معنی میں ہے ۔کوثر! قرآن، حکمت، دین، حق، ہدایت اور ہر وہ چیز جس میں دنیا اور آخرت کی سعادت ہے اور خیرِ کثیر ہے ۔ کوثر وہ کہ جس کے جس کے فیض کی کوئی انتہا نہیں کوثر وہ ہے کہ جس کی تعداد کو گنا نہیں جاسکتا اور کوثر وہ ہے کہ جس کے دلائل کی کوئی حد نہیں ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرما یا: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ الکوثر–2

تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ اِن دو عظیم عبادتوں نماز وقربانی کو جمع کریں ۔ نماز اور قربانی ایسی معزز عادت ہے کہ جن کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے سب سے معزز بدنی عبادت نماز ہے۔ بندے کےلئے نماز میں جو چیزیں جمع ہوتی ہیں وہ اِ س کے علاوہ کسی دوسری عبادت میں جمع نہیں ہوتیں۔ نماز قلب وجوارح کے خضوع اور عبادتوں کی مختلف اقسام میں منتقل ہونے سے عبارت ہے۔ جیسا کہ صاحبانِ دل واعلیٰ ہمت افراد اِس کو جانتے ہیں ۔ قر بانی سب سے معزز مالی عبادت ہے اور قربانی میں اللہ کے لئے ایثار کے ساتھ حسنِ ظن، قوتِ یقین اور اللہ کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اُس پر بھروسہ اور یہ ساری چیزیں جس طرح مع ہوتی ہیں وہ ایک عجیب چیز ہےجبکہ اس کے ساتھ ایما ن واخلاص بھی ملا ہوا ہو۔

نماز اور قربانی کا حکم "فائے عاطفہ" کے ساتھ آیا ہےجو کہ اسباب پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اہلِ علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ ﷺ کو حوضِ کوثر اور خیرِ کثیر عطا کیا ہے تو اُس کا شکر بجالانے کا سبب نماز وقربانی ہے ۔

مسلمانو! نبی کریم ﷺ اپنے رب کے حکم کو بجالائے آپ ﷺ بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں سوج جاتے، آپ ﷺ بہت زیادہ قربانی کرتے یہاں تک کہ حجۃ الوداع کےموقع پر آپ ﷺنے اپنے ہاتھوں سے تریسٹھ قربانی کے جانور ذبح کیے۔ اسی طرح آپ عیدوں میں اور دوسری تقریبات کے موقع پر بھی جانور ذبح کرتے ۔

مسلمانو! اس عظیم سورت کا اختتام ایک عظیم مقصد کی تفسیر بیان کررہا ہےاور اِ س کی غایت کو واضح کررہا ہے ۔ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ الکوثر–3 یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے

آپ ﷺ سے بغض رکھنے والا، نفرت کرنے والا اور آپ ﷺ کو ناپسند کرنے والا ہی ابتر ہے ۔ یعنی ذلیل جڑ کٹا جس کا نہ کوئی وارث ہو اور نہ کوئی نام ونشان ہو ۔ ابتر ایسا بانج ہے جس سے نہ کوئی خیر نہ کوئی عملِ صالح اور نہ کوئی نیک اولاد نکلے ۔ ابتر ہر وہ شخص ہے جو محمد ﷺ سے عداوت اور بغض رکھنے والا، اس دین اور اس کے پیرو کاروں سے دشمنی رکھنے والاہے ۔
جس نے رسول اللہ ﷺ سے بغض ونفرت رکھا اور جس نے آپ ﷺ کی شریعت کو ناپسند کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کو ہر خیر سے محروم کردے گا۔ اللہ تعالیٰ اُ س کے نام کو اور اُس کے اہل ومال کو بے نام ونشان کردے گاوہ اپنی دنیا وآخرت میں گھاٹے میں رہے گا۔اُس کی زندگی ایسی ہی بے برکت ہوگی جس سے وہ نہ کوئی فائدہ حاصل کرسکے گا اور نہ کوئی دلی سکون میسر ہوگا۔ چنانچہ وہ نہ تو خیر کو قبول کرے گا۔اورنہ ہی اس کا دل اُسے معرفت ومحبت کےلائق بنائےگا۔ اُسے نیک اعمال سے پھیر دے گااور اُسے اس کے أنصار ومددگار لوگوں سے محروم کردے گا۔اُسے تقرب اور نیک اعمال سے دور کردے گا۔وہ نہ تو ایمان کا مزہ اور اطاعت کی حلاوت چکھ سکے گا اور اعمال کی اِ ن اعمال کی انجام دہی کی صورت میں بھی اس کے دل پر اس کاکوئی اثر نہیں ہوگا۔
رسول اللہ ﷺ جو شریعت لے کر آئے اس میں سے بعض کو جس نے ناپسند کیا اور بغض رکھا اور اپنی خواہش کےلئے اپنے پیروں یا اپنے شیخ یا اپنی جماعت کے لئے اُس کو رد کردیا تو وہ لوگوں کے کلام، علوم وآراء کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے علوم پر فوقیت دینے والا ہوگا۔اور وہ اس میں داخل ہوگا جو اس دین کے در پر ہوا۔ وہ ناکام، الگ تھلگ اور جڑ کٹا ہے ۔
اللہ آپ پر رحم کرے ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ کے اِس قول پر غور کریں کہ اُن سے کہا گیا کہ مسجد میں ایک قوم بیٹھتی ہے اور اُن کے پاس دوسر ے لوگ بیٹھتے ہیں تو آ پ نے فرمایا: جو لوگوں کے لئے بیٹھے گاتو لوگ اُس کے پاس بیٹھیں گے لیکن اہلِ سنت مرجاتے ہیں اور اُن کا نام چلتا رہتا ہے اور اہلِ بدعت مرجاتے ہیں اور اُن کا ذکر بھی مرجاتا ہے ۔ اس لئے کہ اہلِ سنت نے اُس چیز کو زندہ کیا جسے رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تو اُن کو بھی اللہ تعالیٰ کےاِس قول کا کچھ حصہ نصیب ہوا اور ہم نے تیرا ذکر بلند کردیا ۔اور اہلِ بدعت انحراف اور اللہ کے رسول ﷺ کی شریعت سےدشمنی رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کچھ حصہ اُ ن کو بھی نصیب ہوا کہ یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث وبے نام ونشان ہے ۔ محمد ﷺ جو لے کر آئے ہیں اُس سے بغض رکھنے والا اور نفرت کرنے والا ہر محروم وبے نام ونشان کا یہی حال ہے۔
اپنی خواہش یا اپنے مسلک یا اپنے شیخ یا جماعت یا گروہ کی برتری یا دنیا کی رغبتوں پر مشغول رہنے کی وجہ سے مسلمان کو ڈرنا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ جو شریعت لے کر آئے ہیں اُس میں سے کسی بھی چیز کو ناپسند کرے یا اُسے رد کرے ۔ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ سنت اور سیدھی راہ کو لازم پکڑے تاکہ وہ بے اثر وبےنام ونشان نہ رہ جائے اور اُس پر اس کا عمل رد نہ کردیا جائے کیونکہ ہلاک کرنے والی چیزیں تین ہیں: خواہشات کی پیروی کرنا، مسلک و جماعت کےلئے تعصب برتنا اور دنیا اور اُس کی رغبتوں میں مشغول رہنا ۔
بھائیوں! اس بغض ناپسندیدگی اور نفرت کے مقابلے میں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب، نبی، خلیل، محمد ﷺ کو اُن کےمتبعین کو اُن کی محبت وسنت کو اختیار کرنے والوں میں سے سچے لوگوں کو یہ کوثر عطا کیا ۔ ان کو دنیا وآخرت کا خیر عطا کیا، اُن کو دنیا میں ہدایت، تائید، آنکھوں کی ٹھنڈک، نفس کی خوشی، شرح صدر، اللہ کا ذکر کرنے والا بہترین دل، اپنی محبت اور ایسی نعمت عطا کی جس کے جیسی اس دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ اسی طرح اپنے نبی کریم ﷺ کو آخرت میں وسیلہ، مقامِ محمود، حوضِ مورود اور شفاعتِ کبریٰ عطا کیا اور اِس عظیم مقام پر حمد کا پرچم عطا کیا ۔
اے اللہ کے بندو! مسلمان جب اس عظیم کوثر کا پیچھا کرتا ہے جسے اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو عطا کیا ہے تووہ اُس کو نبوت اور اُس کی حفاظت میں اور قرآنِ کریم اور اُس کی حفاظت میں حاصل کرے گا۔اللہ کے دین کی حفاظت میں سنتِ مطہرہ کی حفاظت میں اور دینِ اسلام کے عظیم پھلاؤ میں پائےگا اور اُن پیروکاروں میں پائے گا جو زیادہ ہورہے ہیں کم نہیں ،مضبوط ہورہے ہیں

کمزور نہیں ۔یہ سب کے سب اللہ کے نبیﷺ اور اللہ کے دین کی تعریف میں رطب اللسان ہیں ۔آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی حفاظت کرتے ہیں ، آپ کا دفاع کرتے ہیں آپ کے دین او ر کتاب کی حفاظت کرتے ہیں اور آپ کی شریعت کی تعظیم کرتے ہیں۔
اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذکر کو، آپ ﷺ کے دین کو اورآپ ﷺ کی شریعت کو تمام لوگوں کے لئے برتر اور برسرِ عام باقی اور ہمیشگی کےلئے تا قیامت محفوظ رکھا ہے ۔آپﷺ پر اللہ تعالیٰ کو درود وسلام ہو اور تاقیامت رہنے والی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔
وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَيْءٍ ۚ وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا النساء–113
اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ورحم تجھ پر نہ ہوتا تو ان کی ایک جماعت نے تو تجھے بہکانے کا قصد کر ہی لیا تھا، مگر دراصل یہ اپنے آپ کو ہی گمراہ کرتے ہیں، یہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب وحکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو قرآن وسنت سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں اپنے لئے اور سب کے لئے مغفرت طلب کرتاہوں بے شک وہ بخشنے والا غفور رحیم ہے۔
دوسرا خطبہ:
اما بعد!
مسلمانو! اللہ کا پیمانہ انسان کے پیمانے سے الگ ہے او ر اُس عزیزو کریم کا ترازو کمزو وناتواں کے ترازو جدا ہے ۔ غور کرو جب کفار اور اُ ن کے سرداروں نے محمد ﷺ کے بارےمیں کہا اِن کو چھوڑ دو۔آپ لاوارث وبے نشان ہیں، آپ دنیا سے بغیر وارث کے جائیں گے اور آپ کا معاملہ ختم ہوجائے گا۔ چنانچہ یہ عظیم سورت اِس حقیقت کو بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی کہ کس کا نام رہے گا اور کون بے نام وبے مراد رہے گا۔کہاں خیر وفیوض ہوں گے اور کہا نُقص، نقد اور خسارے کی گھاٹیاں ہوں گی۔ کہاں کامیابی، بلندی، اقتدار وغلبے کے میدان ہوں گے ۔لوگ دھوکہ کھاتے ہیں فریب کا شکار ہوتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اُن کے پیمانے اُن کے نظریات اور اُن کے معیار ہی حقیقت کو طے کرتے ہیں اور معاملات میں فیصلہ ساز ہوتے ہیں ۔ بلاشبہ دین حق اور اللہ کی طرف دعوت ممکن ہی نہیں ہے اگر وہ بے نام ونشان ہو۔اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ اُس کے علمبرداربے نقشِ پا ہوں بلکہ یہ دعوت تو دین ودنیا میں اقتدار اور رفعت وشوکت اور غلبے سے عبارت ہے۔
اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ تم پر رحم کرے اور جان لو کہ یہ عظیم سورت دین اور اہلِ دین کی نمائندگی کرتی ہے کہ اُن کے اندر کیا چیز پائی جاتی ہے اور ان کےلئے ہدایت، خیر، ایمان، اللہ کی برکتیں اُس کی مدد اور کرم میں سے کیا کیا ہے ۔اور دین کے دشمنوں اور صاحبانِ کفر وضلالت اور شرک وگمراہی کے لئے کیا ہلاکت وبربادی اور نام ونشان سے محرومی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الاحزاب–56
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔

(14) شذراتِ نبوی ﷺ.

خطیب فضیلۃ الشیخ أحمد طالب حمید حفظہ اللہ تعالٰی
بتاریخ: 23/شوال/1442 ھجری، بمطابق04 /جون /2021 عیسوی۔

پہلا خطبہ:
حمد وثنا کے بعد!

خبردار اےلوگو! مرنے سے پہلے اپنے رب سے معافی مانگ لو، توبہ کرلو اور مطلوب ہونے سے پہلے نیک اور اچھے کاموں کی طرف جلدی کرلو۔اپنے رب کا بہت زیادہ اعلانیہ اور پوشیدہ شکر اداکرنے، صدقہ وخیرات کرنے اور اُس کی رضامندی وخوشنودی کے کام کرنے سے خود کو جوڑلو۔یقیناً ایساکرنے سے تمہیں رزق، اجرو ثواب اور مددو حمایت سب کچھ حاصل ہوجائے گا۔

اور یاد رکھو! مومن بے شک دو طر ح کے خوف کے مابین زندگی گزارتا ہے۔ ایک یہ کہ گذشتہ زندگی کا ڈر کہ نہ جانےاللہ تعالیٰ کا اُس کے بارے میں کیا فیصلہ فرماتا ہے ۔اور دوسرا یہ کہ آنے والی زندگی کا خوف کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ اُس کےبارے میں کیا فیصلہ فرمانے والا ہے ۔لہٰذا بندوں کو اپنے نفس سے اپنے آپ کےلئے، دنیا سے اپنی آخرت کے لئے اور جوانی میں بڑھاپے سے پہلے اور زندگی میں موت سے پہلے کچھ حاصل کرلینا چاہیئےکیونکہ موت کےبعد توتو بہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتااور اِس دنیا کے بعد جنت یا جہنم کے سواکوئی اور ٹھکانہ نہیں ہے ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩﴾ وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ المنافقون–11/10/9

اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار لوگ ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہر گز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے۔

دوسرا خطبہ:

تمام تعریفیں اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہیں بابرکت اور اعلٰی حمد جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہتا اور پسند کرتا ہے ۔

اے ایمان والو! سب سے زیادہ اللہ سے ڈرو اور مومنوں کے ساتھ رہو۔ اے ایمان والوں یاد رکھو کہ دین کی ایسی عظیم خوبیاں ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے مومن کا دل کبھی خیانت نہیں کرسکتا۔ تو عمل خالص اللہ کے لئے کرنا، حکمرانوں کو نیک صلاح دینا اُن کی خیر خواہی کرنا اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ جڑے رہنا کیونکہ جماعت کی دُعائیں ہمیشہ اُنہیں اپنے حصار میں رکھتی ہیں ۔تو جس کی ساری فکر وپریشانی صرف آخرت ہو اللہ تعالیٰ اُس کے سارے معاملات کو سمیٹ دیتا ہے اور اُس کے دل کو خالی کردیتا ہے۔ دنیا اُس کے پاس حقیر اور مجبور ہوکر آتی ہے۔ اور جس کی ساری پریشانی صرف دنیا ہی ہو اللہ تعالیٰ اُس کے معاملات کو بکھیر دیتا ہے، فقر وفاقے اور غربت کو ہمیشہ اُس کی آنکھوں کے سامنے رکھتا ہے اور دنیا سے اُسے صرف وہی کچھ ملتا ہے جو اُس کے مقدر میں لکھا ہو۔

لہٰذا آدمی کو حق کا علم ہوجانے کے بعد اُس کے اظہار میں لوگوں کا خوف رکاوٹ نہ بنے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِن تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ التغابن–18/17/16/15

اے اللہ! اسلام اور اہلِ اسلام کی مدد سے مسلمانوں کےدلوں کو ٹھنڈاکردے ۔

اے اللہ ہمارے چھوٹے بڑے سب گناہوں کو معاف کردے، ہمارے اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہری اور باطنی تمام گناہوں کو بخش دے۔

اے اللہ! ہمارے تمام احوال کی اصلاح فرمااور ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی ہمارے نفسوں کے حوالے نہ کرنایا رحمٰن یا رحیم۔

اے اللہ! ہمیں معاف کر اور ہم پر رحم کر تو ارحم الراحمین ہے۔

(15) ہماری ذمہ داری! زمین کو آباد کرنا اور اسے ماحولیاتی آلودگی اور آب وہوا کی تبدیلی سے بچانا

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد الرحمٰن بن عبدالعزیز السُدیس حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

اما بعد!

اللہ کے بندو! آپ خوشحالی اور تنگی میں اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور جان لیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تقویٰ سب سے پاکیزہ پودہ ہے کہ قبروں میں جس کے ذریعے نجا ت حاصل ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ البقرۃ–198

اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔

شاعر نے کہا:

تم اپنے رب کے تقویٰ کا گوشہ پکڑے رہو تاکہ تم اُس کی طرف سے ملنے والی رسوائی اور سزا سے بچ سکو۔

اور تم سبقتِ قدم سے بچوکہ کتنے خواہش پرست اس قلعے کی بلندی سے نیچے گر گئے ہیں۔

مسلمانو! زمین کو آباد کرنا اور اُس کی آبادیوں کو ترقی دینا ایک ایسی خصلت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ودیعت کیا ہے تاکہ وہ عمل کا پیشوا بنے اور آبادی کو پھیلانے اور امان کی بنیادوں کو راسخ کرنے میں امید کا باعث بنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا هود–61

اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی نے اس زمین میں تمہیں بسایا ہے۔

ایمانی بھائیوں! یقیناً زمین کو آبادکرنے اور اُس کی آبادیوں کی حفاظت کرنے، ماحول کا تحفظ کرنے اوراُس کی دیکھ بھال کرنے، دنیا کے اسباب اُس کے تسخیر کردہ وسائل کو بچانے اور اُن کی حفاظت کرنے میں ہماری روشن شریعت گذشتہ اقوام اور پچھلے معاشروں پر سبقت لے گئی ہےکیونکہ ہماری شریعت آبادکاری ہے تباہ کاری نہیں، تعمیر وترقی ہے تباہی وبربادی نہیں، وہ تعمیر کرتی ہے ہلاک نہیں کرتی ۔اللہ عزوجل نے فرمایا: وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ البقرۃ–60

اورزمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا الاعراف–56 اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کردی گئی ہے، فساد مت پھیلاؤ۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر کم وپیش درستگی کے بعد ہر کم وپیش فساد سے منع کیا ہے۔
شاعر کہتا ہے:
تمہارے ارد گرد زمین و آسمان شاندار نشانیوں اور آثار کے لئے جھوم اٹھے ۔تمہارے لئے کھیت کھلیان تو اُن کے پھول ہیں، خوشبو اور ہوا گنگنانے والی بلبل ہیں ۔اور تمہارے ارد گرد چمکتی چاندی ہے اور تمہارے اوپر سورج ہے جو دہکتا ہوا سونا ہے ۔
زمین میں فساد وخرابی ایسی چیز ہے جو اپنی بُرائیوں، آفتوں، مصائب اور ہلاکتوں کے ساتھ تابناک خوش وخرم دنیا کو سنسان چٹیل میدا ن میں بدل دیتی ہے اور قومو ں ماتم وسوگ کا ماحول اور فضا قائم کردیتی ہے ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَاتَبْغِ الْفَسَادَفِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللهَ لَايُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ القصص–77
ملک میں فساد کے خواہاں نہ بنو، یقین مانو کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے۔
مومنو! افساد کی سنگین ترین قسموں میں ایک قسم وہ ہے کہ جس نے ماحول کی شفافیت کو اور خوشی اور رونق والی خوبصورتی کو آلودہ کردیا ہے اور وجہ یہ ہے کہ ہلاکت خیز مادوں، تباہ کن جوہری اسلحے کے تجربات اور گیسوں کے زہریلے فضلات کا پھیلاؤ ہے پھر اِس کے ساتھ ہی بڑے پیمانے پر تباہی مچانے والے اُن ہتھیاروں سے لیس ہونے کی مقابلے بازی ہے جس سے نسل کشی، بیماریاں اور وبائیں پھیلتی ہیں اور جو ماحول کو اُس کی پرکشش فطرت سے آلودگی اور بیابانی کی طرف نکال دیتے ہیں ۔ اور حق تعالیٰ کی قسم وہ نفس جو زمین کی زیبائش، حسن اور امن وسلامتی سے پیدا ہونے والی خوبصورتی کو محسوس کرنے اور اُس کے میٹھے شہد کو چکھنے سے محروم ہے اور جس نے فطرت کو بگاڑنے او ر ماحول کو آلودہ کرنے کا قصد کیا ہے وہ ایک ظالم نفس اور سرکش جان ہے ۔
اور اولادِ عدنان کے سردار علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں اُن میں أفضل ترین "لا الٰہ اللہ "کہنا ہے ۔اورادنیٰ ترین راہ سے اذیت دینے والی شے کو ہٹانا ہے ۔ صحیح مسلم۔
چنانچے راستے اور ماحول کی مکمل صفائی کو برقرار رکھنا ایمان کا ایک شعبہ، نیکی واحسان کی ایک نشانی ہے ۔اور اگر اس بات کو ایمان کے تناظر میں دیکھا جائے تو پھر زمین کو ماحولیاتی آلودگی سے بچانے اور آب وہوا کی تبدیلی اور عالمی گرمی یعنی گلوبل وارمنگ کو کم کرنے کا معاملہ کیسا ہو۔یہ وہ چیزی ہیں جو سلامتی ونظام کو نقصان پہنچاتی ہیں، جو معاشرے کے پر وقار تمدن اور اعلیٰ صفات کو کھیل تماشہ بنادیتی ہیں اور اقوام کے وسائل کو کھاجاتی ہیں ۔ ان باتوں کو معمولی اور غیر اہم سمجھنے والے لوگ دوراندیشی سے عاری اور خیر وبھلائی کے جذبے سے بیگانے ہوتے ہیں جنہیں خود غرضی اور موقع پرستی نے گھیر رکھا ہے۔چنانچہ انہوں نے اپنے ملکوں اور معاشروں پر اپنے ذاتی مفادات اور فوائد کو ترجیح دی ۔ اللہ کی پناہ اور پھر اللہ کی پناہ ۔
ایمانی بھائیوں! زمین کی تعمیر ،حفاظت و صیانت کے بر خلاف اُس تباہی و ہلاکت خیزی سے جنم لینے والی سرکشی وہ ہے جسے اسلام نے حرام قرار دیا ہے اور اِس کے انجام دینے والے کو دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔اِسی طرح زمین پر دہشت گردانہ حملوں ،تباہ کن میزائلوں اور خودکار جہازوں(ڈرون حملوں) سے آگ برسانہ ،شہری افرد کو نشانہ بنانا ،لڑائی اور جنگ چھیڑنا ،مصائب و آلام کا پھیلانا ، معصوموں اور غیر مسلحہ لوگوں کو قتل کرنا ،ملکوں اور اُن کے وسائل پر ناجائز قبضہ کرنا ایسے اعمال ہیں جن کا مقصد تہذیب و تمدن کو ملیا میٹ کرنا ، اُس کے وقار کو خاک آلود کرنا اور اُس کی دولت و خزانے کو لوٹنا ہے۔ پھر اس دولت وخزانے کو لوٹنا ایسے زمانے میں ہو جس میں اصلاح اور امن کی آوازیں او ر بقائے باہم اور اتحاد کی پکاریں بلند ہورہی ہیں دہشتگردی کا مقابلہ کیا جارہا ہے ۔
جی ہاں! یہ وہ چمک دمک والے دلفریب نعرے ہیں جنہیں ہر وقت وحشیت وبربریت کے واقعات بے نقاب کرتے ہیں اور اُن کے شرمناک واقعات خصوصاً مبارک سرزمین فلسطین اور بیت المقدس کے لئے چھپے اُن کے شر اور پوشیدہ کینے کی آگ ہے ۔ ہر مسلمان پراُس کی استطاعت کے

مطابق واجب ہے کہ وہ دُعا ہی سے سہی مگر مقدس مقامات اور اُن کے أطرف کو دہشتگردی اور ظلم سے بچائے۔ یہ ہمارے بڑے اسلامی مسائل ہیں لہٰذا یہ ضروری ہے کہ انہیں دورِ جدید کے مسائل میں فراموش نہ کردیاجائے اورلازم ہے کہ قبلہ اول یعنی تیسری معزز مسجدمسجدِ اقصیٰ کا مسئلہ ہر مسلمان کے دل میں ہمیشہ رہے اور کبھی اُس سے دستبردار ہونے اور نظر اندازکرنے کو قبول نہ کرے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿٢٠٤﴾ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ البقرة–205

اوربعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے، حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے۔اور جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لئے قرآن وسنت میں برکت دے اور اُن کی واضح آیت وحکمت سے ہمیں فائدہ اور عظمت دے

دوسرا خطبہ:

اما بعد!

اللہ کے بندوں! آپ اللہ سے ڈریں، اصلاح اور آبادکاری پر یکجا ہوں اور تخریب کاری اور تباہی سے دور رہیں تو سربراہی کی بڑی امیدوں تک پہنچیں گےاور اللہ کے فضل سے ہلاکت وبربادی سے محفوظ رہیں گے ۔

أمتِ مسلمہ منفرد ٹھوس معاشرتی تانے بانے اور وسیع اصلاحی اقدام کی محتاج ہے تاکہ ہمارے حواس بلند ذوق اور پرکشش صاف ستھرے صحتمند ماحول سے بہرمند ہوں۔ ایسے زمانے میں جبکہ آفتیں بڑھ گئی ہیں اور پھیل گئی ہیں اور عام کچرا ،فضلہ اور دیگر برقی فضلات جیسے آلودگی کے وسائل متنوع اور عام ہوگئے ہیں ۔بے جاں جنگلوں کی بیابانی اور لکڑیوں کا غیر ضروری حصول عام ہوگیاہے ۔فطری زندگی کے املاک اور پودوں کی حفاظت کرنے، صحتمند ماحول کوقائم کرنے اور ماحول کی حفاظت اور اُس کی بقا کو تقویت پہنچانے کے کلچر کو عام کرنے کےلئے خوب سوچ بچار کے بعد بنائے گئے منصوبوں ،افراد و اداروں اور مختلف محکموں اور جمعیتوں کےدرمیان مشترک منظم کوششوں کی ضرورت ہے ۔تاکہ صورتِ حال کا مطالعہ و مشاہدہ کیا جاسکے اور اللہ کے حکم سے صاف ستھرے مستقبل کی توقع کی جاسکے ۔

آدمی کی قیمت وہیں ہے جہاں وہ اُس ملک کے فائدے کے لئے زندگی گزارے جس کے خیر سے اُ س نے پرورش پائی ہے ۔ ہمارے ملک حرمین شریفین اللہ اُس کی حفاظت ونگرانی کرے، اس ملک پر اللہ کے فضل میں سے قراردادوں اور روشن معلومات کے موتی وگوہر ہیں جنہیں اللہ نے ہمیں عطا کیا ہے ۔ جن کی پھیلی خوشبو سے گوشے گوشے معطر ہوگئے ہیں اور غیرت مند روحیں شاداں ہیں۔یہ ملک تاریخ کے سب سے بڑ ے ماحولیاتی تعمیری پروجیکٹ کا مالک ورہبر ہے ۔یہ ملک ماحولیاتی کارکردگی اور ماحولیاتی سلامتی کے استحکام کے اشاریے اورسرسبز وشاداب أمت کے تئیں عزم میں عالمی قیادت کے مرتبے پر فائز ہوگیا ہے۔ اور یہ اللہ کے لئے کچھ دشوار نہیں ہے ۔ اسی طرح یہ ملک زہریلی گیسوں کے پھیلاؤ کو کم کرنے اور آلودگی اور زمینی ماحول کے بگڑتے حالات کو روکنے کے لئے دوسرےبڑے اسلامی ملکوں کے ساتھ تعاون کررہا ہے ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے پاس قیامت آجائےاور اُس کےہاتھ میں درخت کا پودہ ہوتو اُسے ضرور لگادے ۔ مسند احمد

چنانچہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم کرہ ارضی کی حفاظت کے لئے مشترکہ سماجی ذمہ داری کا احساس رکھیں تاکہ منفرد، پائیدار ماحول بنایا جاسکے اور ناعاقبت اندیش لوگوں پر قدغن لگانے کے لئے سخت قوانین بنائے جاسکیں۔ امتِ مسلمہ پائیدار ماحول کے تئیں اسلام کی توجہ کی شکلوں میں سے اسلام کے پر امن مستحکم سماجی ماحول کا اہتمام کرنا ہے جس کے گوشوں میں

محبت امن رواداری الفت اور صــلح کا جھنڈا لہرائے ۔ اُن عظیم ترین اصــولوں میں ســے جن پر اسـلامی دینِ حنیف نے ابھارا ہے اتحاد واتفاق کا حریص ہونا، تفرقہ واختلاف سے بچنا، سـلامتی واسـتحکام، امن، رواداری اور صــلح قائم کرنے کی دعوت دینا، انســان کی عزت وکرامت کو قائم رکھنا اور اُسے کشمکش وتنازعات سے دور رکھنا اور اختلافات وتقسیما ت سے بچانا ہے ۔

اسـی طرح ہمارے مبارک ملک مملکتِ سعودیہ عرب پر اللہ کے احسـانات میں سے اس ملک کی طرف سے مسـلمانوں کے خیموں کو جمع کرنے اور اُن کی صـفوں کو متحد کرنے کی ذمہ داری اٹھانااور اُس پر توجہ دینا ہے یہاں اس میدان میں مملکت کی کوششوں کو پورے فخر و ناز کے سـاتھ سـراہا جارہا ہےاور اِس کے عظیم ترین دلائل میں سے مملکت کی طرف سے اُس تعریفی اسـلامی کانفرنس کی شـاندار سـرپرسـتی ہے جو افغانسـتا ن میں امن و سـلامتی اور اسـتحکام قائم کرنے کےلئے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر اور مسجدِ حرام کے جوار میں منعقد کی گئی ہے جس میں پاکســتان اور افغانســتان کے علماء کی ایک جماعت نے شــرکت کی کیونکہ اختلافات کو حل کرنے اور وطنوں اورمعاشــروں میں امن قائم کرنے میں علماء کا بڑا کردار ہے ۔ اس کانفرنس سے جو اختتامی بیان صـادر ہوا ہے وہ افغانسـتان اور خطے میں سـلامتی، اسـتحکام اور امن قائم کرنے کےحوالے ســے نفع بخش ســفارشــات اور بلیغ اثرات پر مشــتمل ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو اور اُن میں سرِفہرست خادم حرمین شریفین اور اُن کے ولی عہد کو ان عظیم مبارک کوشــشــوں پر بہترین بدلہ عطا کرے اســی طرح اللہ اُن علماء کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس کانفرنس کو تقویت باہم پہنچانے اور افغانستان کے بحران کو ختم کرنے اور اُس میں امن وسلامتی اور استحکام قائم کرنے میں مطلوبہ مقاصد کو حاصل کرنے اور نتائج برامد کرنے میں مدد کی ۔

بے شک اللہ ہی سیدھے راستے کی توفیق دینے اور رہنمائی کرنے والا ہے ۔

خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ عبد الرحمن السديس حفظه الله

1 ذوالقعدة 1442هـ بمطابق 11جون 2021

(16) محاسنِ اسلام

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اُسامہ خیاط حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، جس نے اُس کی اطاعت کی اور اُسے دوست بنایا وہ اُسے عزت عطا فرماتا ہےاور جس نے اُس کے ساتھ شرک کیا اورنافرمانی کی اُسے ذلیل کرتاہے

اما بعد!

اے اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اُس کے سامنے اپنے پیش ہونے کو یاد کرو۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: **يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ الشعراء**–89/88

جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔لیکن فائدے والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

قیامت کے دن کے لئے سب سے بہتر توشہ اختیار کرو، دنیاوی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ ہی دھوکہ دینے والا شیطان تمہیں اللہ سے غافل کردے ۔

اللہ کے بندو! صحیح مسلک اور خالص منہج اللہ کے بندوں کو اللہ کی نعمتوں اور اکرام کو یاد کرنے پر ہمیشہ ابھارتا ہے، اس لئے کہ اُسی نے اُن کے دلوں کوایمان کے نور اور یقین کی پختگی سے زندہ کیا، اُن کی اُس حق کی طرف رہنمائی کی جسے اللہ کے تمام رسول لے کر آئے ہیں ۔ انوارِ ہدایت نے انہیں ڈھانپ لیا، چنانچہ انہوں نے گمراہوں کی گمراہیوں اور جہالت کو دیکھ لیا جن میں وہ گمراہ لوگ اوندھے منہ پڑے ہوئے ہیں۔جن کے لئے اس گمراہی سے کوئی رہائی نہیں ہے، جن کی تاریکیوں سے اُن کےلئے کوئی چھٹکارہ نہیں ہے اور جن کے بُرے انجام سے اُن کے لئے کوئی نجات نہیں ہے۔ارشادِ ربانی ہے: **أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ الانعام**–122

ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کردیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے؟ جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔ اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال خوش نما معلوم ہوا کرتے ہیں۔

انہیں اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ اور اُس کےرسول کے حکم کی بجا آوری اور اُس کی شریعت کی اتباع اور نادان خواہش پرستوں کی پیروی سے بچنا اُن کے لئے ضروری اور لازم ہے اور اُن

پر عائد کی گئی ذمہ داری ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے اپنی مخلوق کے سب سے معزز شخص صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ پر کو اپنے اِس قول میں حکم دیا ہے: ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ الجاثیة–18

پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر) راہ پر قائم کردیا، سو آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں۔

یہ آیت اس دین کے کمال اور ملت ِ حنیفی اور اس شریعتِ محمد ی کی عظمت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا ہے: کوئی عبارت اُس کے کمال کو نہیں پاسکتی کوئی وصف اُس کے حسن کا ادراک نہیں کرسکتا، دانشمندوں کی عقلیں اگرچہ وہ کسی کامل ترین شخص کی عقل پر اکھٹے ہوجائیں پھر بھی اُس سے بہتر کی تجویز نہیں پیش کرسکتیں ،کامل و فاضل عقلوں کےلئے یہ ہی کافی ہے کہ اُنہوں نے اُس کے حسن کا ادراک کیااور اُس کی فضیلت سمیت اس بات کی گواہی دی کہ دنیا میں کوئی شریعت اُس سے زیادہ کامل و برتراور عظیم نہیں آئی ، یہ بذاتِ خود شہادت دینے والی بھی ہے اور اِس کے لئے شہادت بھی دی گئی ہے،یہ حجت بھی ہے اور اِ س کے لئے حجت بھی پیش کی گئی ہے، یہ دلیل بھی ہے او ر دعویٰ بھی ۔ اگر رسول اُس پر کوئی برھان لےکر نہیں آتے توبھی وہ خود ہی برھان ونشانی ہونے اور اللہ کی طرف سے ہونے کی گواہی دینے کے لئے کافی تھی۔

پوری شریعت اللہ کے کمال وحکمت، اس کی رحمت، بھلائی واحسان کی وسعت کی گواہی دے رہی ہے ساتھ ہی اس بات کی گواہی ہےکہ اللہ تبارک وتعالیٰ حاضر وغائب کا احاطہ کئے ہوئے ہےاور آغاز وانجام کا پورا علم رکھتا ہے۔ اور اس بات کی بھی گواہ ہےکہ یہ شریعت اللہ تعالیٰ کی اُن نعمتوں میں سے سب سے عظیم نعمت ہے جو اُس نے اپنے بندوں پر کی ہیں ۔

اُس پاک ذات نے اُن پر کوئی ایسا انعام نہیں کیا ہے جو اس بات سے بڑھ کر ہوکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شریعت کی ہدایت دی، انہیں اپنے ماننے والوں میں سے بنایااور انہیں ان لوگوں میں سے بنایا جن کے لئے اُسے پسند کرلیا ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان جتلایا کہ اُنہیں اس کی ہدایت دی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ آل عمران–164

بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اللہ تعالی ٰ نے اپنے بندوں کو اس شریعت کے عظیم احسان کا تعارف اور یاد دہانی کراتے ہوئے اور انہیں اس کے ماننے والوں میں سے بنانے پر اُس ذات کا شکر بجالانے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا المائدة–3

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔

غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے اس دین کو اپنے خاص بندوں کےلئے کمال سے متصف کیا اوراِ س نعمت کو جس سے انہیں بھرپور نوازا ہےتمام سے متصف کیا۔ایسا کر کے دین کے بارے میں یہ بتانا ہے کہ اُس میں کوئی نقص، عیب اور خلل نہیں ہے۔اُس میں کوئی بھی چیز کسی طور پر حکمت سے باہر نہیں ہے۔بلکہ وہ اپنے حسن و عظمت میں کامل ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کوتمام سے متصف کیا یہ بتانے کےلئے کہ وہ ہمیشہ رہے گی اور جاری رہے گی۔اور اُسے دینے کے بعد اللہ تعالیٰ اُسے نہیں چھینے گابلکہ اس دنیا میں اور آخرت میں اسے دوام عطا کرکے پورا کرے گا۔

اے اللہ کے بندو! تو کیا دین سے زیادہ اہم کوئی چیز ہے جسے اللہ علیم و حکیم نے اپنے بندوں کے لئے پسند کرلیا ہو۔جسے اپنے ذات تک پہنچنے کے لئے راہ بنایا ہو۔اس کی خوشنودی و

مغفرت اور بُلند جنتوں میں داخل ہونے کا راستہ بنایا ہو۔جسے زمین میں اس امتِ محمدیہ کی سربُلندی اور عظمت کامقام بنایاہوجیسا کہ اُس حدیث میں آیا ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام حاکم نے اپنی مستدرک میں صحیح سند کے ساتھ جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اس امت کو رفعت ،ملکوں میں استحکام اور فتح و نصرت اور دین کی سربلندی کی خوشخبری سنادیں ۔ اُن میں سے جس نے بھی دنیا کے لئے آخرت کا عمل کیا تو اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اللہ کے بندو! اصحابِ بصیرت جب اُن پر تلاوت کی جانے والی اللہ کی ندا کو سنتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں کہ اُسے کان لگا کر سنیں اور اللہ اور اُس کےرسول ﷺ کی دعوت کی پر لبیک کہیں ۔اس لئے کہ یہ ایسی دعوت ہے کہ جس کی بجاآوری سے دل زندہ ہوتے ہیں ۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ الانفال 24–

اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا لاؤ، جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اور اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

دوسرا خطبہ:

اما بعد!

اس شریعتِ محمدیﷺ اور ملتِ حنیفی کے محاسن شمار سے زائد اور گنتی سے بالا تر ہیں ۔اُس کے شرف کے لئے یہی کافی ہے کہ ا للہ تعالیٰ نے اُ س کے ذریعے روح ونفس، مال وعقل اور عزت وآبرو کی حفاظت کی ہے ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ناحق کسی ایسے نفس کے قتل کو حرام قرار دیا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے ۔ زنا کے ذریعے بستروں کو ناپاک کر کے آبروؤں کو پامال کر نے کو حرام قرار دیااور اُس نے ان تمام چیزوں کے استعمال کو منع کیا ہے جو عقل کی سلامتی کے لئے خطرہ ہوں یا اُس میں کمی پیدا کرتی ہوں جیسے شراب ،منشیات اور دیگر نشہ آور چیزیں ۔اور لوگوں کے اموال کو باطل طریقے سے کھانے سے منع کیا ہے خواہ اس کا طریقہ کا ر جو بھی ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے شریعتِ اسلام کےذریعے پوری مخلوق کے مابین انصاف کے اصولوں کے راسخ فرمایا خواہ وہ مسلم ہوں یا کافر، عربی ہو یاعجمی، کالا ہو یا گورا، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، اور اللہ کے تقویٰ کے اُن کے مابین باہمی فضیلت کی بنیاد بنایا۔ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

الحجرات–13

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عظیم ربانی شریعت میں ہر انسان کے حق کی حفاظت کی ہے اور اُس انسان پر جو واجب ہے اس کی وضاحت کی ہے ۔انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے شریعت اسلام کے علاوہ بہت ساری انسانی شریعتیں بن چکی ہیں لیکن یہ شریعت اُن تمام شریعتوں کی کمزوری اور کمی سے محفوظ ہے۔اس نے انسان کے مرتبے کو بلند کیا ،اس کی کرامت کی حفاظت کی اور اسی لئے حقیقی مومن کو اس بات میں کوئی حیرت و شک نہیں ہوگا، اس کے رب کی شریعت اور اس کا دین و طریقہ ہی دنیا و آخرت میں نجا ت کی راہ اور سعادت کا راستہ ہے ۔لیکن جس نے اپنے رب کے راستے سے اعراض کیا ،اس کے حکم کی مخالفت کی ، اس کی راہ سے الگ ہوا ، اس کے بتائے ہوئے طریقے کے علاوہ دوسرے چیزوں میں ہدایت تلاش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے معاملے کا انجام بیان کیا ہے ۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ
كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ طه–126/125/124

اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ الٰہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہئے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے۔

اللہ کے بندو! زندگی کی تنگی مال اور ساز وسامان کی قلت سے نہیں ہے بلکہ وہ ابن قیم رحمہ اللہ کے بقول اس بات سے ہے کہ "انسان کو طمانیت اور راحتِ قلب نہ مل سکے، اس کا سینہ تنگ وپریشان رہے اگرچہ ظاہری طور پر اس کے پاس نعمتیں ہوں وہ جس طرح چاہے پہنے، جس طرح چاہے کھائے پیئے، جس طرح چاہے رہےلیکن اس کا دل کسی شک اور اضطراب کی کیفیت میں رہے "۔

خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ اسامه خياط حفظه الله

8 ذوالقعدة 1442ھ بمطابق 19جون 2021

(17) احسان کے معانی

فضیلۃ الشیخ بندر بلیلۃ حفظہ اللہ

خطبہ عرفہ:

اما بعد!

مومنو**!** اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کر کے اللہ سے ڈرو، دنیا و آخرت میں بڑی کامیابی و کامرانی حاصل کرو گے ۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ**

القصص–83

پرہیزگاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ النحل**–128

یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔ اور فرمایا:

إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ يوسف–90

بات یہ ہے کہ جو بھی پرہیز گاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے ان میں سے ایک احسان ہےجیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ النحل**–90

اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اس لئے بندے چاہیئے کہ عبادت میں احسان کو لازم پکڑے جیسا کہ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہواور اگر تم اُسے نہیں دیکھ رہے تو یقیناً وہ تمہیں دیکھ رہاہے ۔متفق علیہ

ان میں عظیم ترین توحید یعنی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر کے احسان کو لازم اختیار کرنا ہےجیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ لقمان-22

اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی وہ نیکو کار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا، تمام کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہے۔

اور فرمایا: **بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ البقرة**–112

سنو! جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکادے۔ بے شک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ غم اور اداسی۔ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ الاحقاف–23
اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا الجن–18
اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔
اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ الکوثر–2
پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔
یہ توحید کی گواہی "لا الٰہ الا اللہ" اور اس کے ساتھ رسالت کی گواہی "اشہد ان محمد ا رسول اللہ" کا تقاضہ ہے اس لئے آپ ﷺ کے حکم کی پیروی کی جائے آپ ﷺ کی خبر کی تصدیق کی جائے اور اُسی طریقے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے جو آپ ﷺ کے کر آئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مکمل کردیا اس لئے یہ دین اس بات کا محتاج نہیں کہ اس میں کسی بدعت کا ا ضافہ کیا جائے ۔ اللہ تعالیٰ نے عرفہ کے دن نازل ہونے والی آیت میں فرمایا: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا المائدة–3
آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔
اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سے احسان اور احسان میں سے روزانہ پانچ نمازوں کو ان کے وقتوں کی پابندی کے ساتھ ادا کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ البقرة–238
نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔
اسی طرح زکوٰۃ اداکرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ الاعراف–156
اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔
اس احسان میں سے ایک رمضان کا روزہ رکھنا بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ البقرة–185
تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے۔
اور فرمایا: وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا آل عمران–97
اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا گیا ہے۔
اس احسان میں سے اللہ تعالیٰ پر بطور رب ایمان لانا، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے تمام رسولوں پر ایمان لانا ہے، آخرت کے دن پر ایمان لانا اور اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لاناہے ۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نازل ہونے والی ہے اور اُس کا فیصلہ لامحالہ نافذ ہونے والا ہے۔ انسان اللہ کی عبادت میں احسان کو لازم کیوں نہ پکڑے جب کے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احسان کیا ہے اور مختلف الانواع نعمتوں سے انہیں نوازاہے، انہیں عدم سے وجود میں لایا ہے اورا نہیں بھرپور بھلائیاں دے رکھی ہیں اور انہیں مسلسل خوشیاں عطا کی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ لقمان – 20
کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی ہر چیز کو ہمارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں اپنی ظاہری وباطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔
اور فرمایا: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ التین–4
یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔

اور فرمایا: فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ المؤمنون–14
برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔
نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۖ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ﴿٧﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿٨﴾ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ ۖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ
السجدة–9/8/7
جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔پھر اس کی نسل ایک بے وقعت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔جسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی، اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے (اس پر بھی) تم بہت ہی تھوڑا احسان مانتے ہو۔
بندوں پر اللہ تعالیٰ کے احسان میں سے یہ ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے ان کی طرف کتابیں نازل کیں اور رسول بھیجے جیسا کہ اُس نے اپنی عظیم کتاب قرآن مجید محمد ﷺ پر نازل کی ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ آل عمران–164
بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔
اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ پر فرمایا:
اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ الزمر–23
اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے، جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت جس کے ذریعہ جسے چاہے راہ راست پر لگا دیتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ
المائدة–50
یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟
اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن باتوں کا حکم دیا ہے ان میں سے یہ ہے کہ وہ مختلف قسم کے احسان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کریں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ
القصص–77
اور جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو، یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے۔
چنانچہ انسان ہر اُس شخص کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے جس سے اُس کا کوئی رشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا
النساء–36
اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر

سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔
احسان میں سے اولادوں کی تربیت ہے اور سماجی روابط اور یکجہتی کو قائم کرنے کی کوشش ہے چنانچہ شوہر اپنی بیوی کےساتھ بلکہ اپنی مطلقہ کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے اوربیوی اپنے شوہر کے ساتھ اچھاسلوک کرے ۔اللہ تعالیٰ نےفرمایا:
مَتَاعًابِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّاعَلَى الْمُحْسِنِينَ البقرة–236
دستور کے مطابق اچھا فائدہ دے۔ بھلائی کرنے والوں پر یہ لازم ہے۔
اور فرمایا: فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ البقرة–229
پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔
نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا النساء–128
اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے۔
شریعت نے کمزوروں اور یتیموں کےساتھ برتاؤ کرتے وقت احسان کا حکم دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ الاسراء–34
اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ بجز اس طریقہ کے جو بہت ہی بہتر ہو۔
اسی طرح شریعت نے مسلمان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ساتھ کام کرنے والے ملازمین اور مزدوروں کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے اُن سے نرمی کے ساتھ پیش آئے اور کام کے عہد وپیمان میں طے شدہ شرائط کو پورا کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا الاسراء–34
اوروعدے پورے کرو کیونکہ قول وقرار کی بازپرس ہونے والی ہے۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ المائدة–1
اے ایمان والو! عہد وپیماں پورے کرو۔اور نبی کریم ﷺ نےفرمایا: وہ تمہارے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کردیا ہے انہیں ان کی طاقت سے زیادہ کام کا مکلف نہ کرولیکن اگر تم انہیں مکلف کرتے ہو تو ان کی مدد کرو۔ متفق علیہ
احسان میں سے بندوں کی سلامتی ،ملکی استحکام اور لوگوں کو ان کی ذمہ داری اور کام کی ادائیگی پر قادر بنانے کی کوشش کرنا ہے ساتھ ہی ان کے خون اور مال کی حفاظت کرنا قوانین کی پابندی کرنا اور اللہ کی معصیت کے علاوہ تمام معاملات میں اولی الامر یعنی حکمران کی اطاعت کرنا ہے یہ باتیں تقاضہ کرتی ہیں کہ حقوق کی حفاظت کی جائے،فتنوں کے اسباب کو چھوڑا جائے ،دوسروں کو تکلیف دینے کو حرام سمجھا جائے ،دہشت گردی کی امداد سے روکا جائے اور زمین پر فساد پھیلانے سے منع کیا جائے ۔بلکہ ایک مسلمان کا احسان چوپایوں اور جمادات تک بھی پہنچتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ
"اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ سب سے اچھا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔اس لئے جب تم (قصاص یاحد میں کسی کو) قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، تم میں سے ایک شخص (جو ذبح کرنا چاہتا ہے) وہ اپنی (چھری کی) دھار کو تیز کرلے اور ذبح کیے جانے والے جانور کو اذیت سے بچائے۔"
نیز آپ ﷺ نے فرمایا: فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ '' ہر وہ جگر جو زندہ ہے اس کی خدمت میں اجر ہے۔''
مسلمان اس بات کا حریص ہوتا ہے کہ اس کہ احسان سے ماحول بھی محظوظ ہوسو اس کی حفاظت کریں اور اس میں فساد نہ پھیلائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مذمت کی ہے جو زمین پر فساد مچانے کی کوشش کرتاہےاور کھیتی اور نسل کو تباہ کرتاہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔

بلکہ مسلمان کا احسان غیر مسلم تک بھی پہنچتا ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا الانسان-8
اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو۔
اور اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا:
وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ المائدة-13
ان کی ایک نہ ایک خیانت پر تجھے اطلاع ملتی ہی رہے گی ہاں تھوڑے سے ایسے نہیں بھی ہیں پس توانہیں معاف کرتا جا اور درگزر کرتا رہ، بےشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔
بلکہ بحیثیت مسلمان آپ کا احسان ان لوگوں تک بھی پہنچتا ہے جن سے آپ کی دشمنی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ فصلت-35/34
برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔ اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔
یہ احسان مالی لین دین کو بھی شامل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا الاسراء-35
اور جب ناپنے لگو تو بھر پور پیمانے سے ناپو اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔ یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے۔
نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً البقرة-245
ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے۔
اسی طرح یہ احسان خوبصورت الفاظ کی شکل میں جب تمام لوگوں کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا البقرة-83
اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا۔
اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا: وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا الاسراء-53
اور میرے بندوں سے کہہ دیجیئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔ بےشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔
یہ احسان تمام لوگوں کو اس عادلانہ برتاؤ کے توسط سے شامل ہے جس کا ہر بندہ اپنے اعمال کے مطابق مستحق ہوتا ہے ۔اسی طرح احسان میں دعوتِ الی اللہ بھی شامل ہے ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ النحل-125
اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔
اللہ تعالیٰ نے اور فرمایا: وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ العنکبوت-46
اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو۔
اور اس احسان میں سے اچھا استقبال سلام کرنے میں احسان ہے ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا النساء-86
اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو، بے شبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

لوگوں کےساتھ احسان میں سے یہ بھی ہے کہ ان طرف سے دی گئی اذیت پر صبر کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ هود–115

آپ صبر کرتے رہئے یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اورمومن کی شان یہ ہے کہ وہ سب سے اچھے اعمال کی پیروی کرتاہے ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ الزمر–18/17

میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔ جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں۔ پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مومن کو پتا ہوتا ہے کہ احسان منافست اور مقابلہ آرائی کا میدان ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ الملک–2

جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِن قُلْتَ إِنَّكُم مَّبْعُوثُونَ مِن بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ هود-7

اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان وزمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل والا کون ہے، اگر آپ ان سے کہیں کہ تم لوگ مرنے کے بعد اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے تو کافر لوگ پلٹ کر جواب دیں گے کہ یہ تو نرا صاف صاف جادو ہی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا الکهف–7

روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے کہ ہم انہیں آزمالیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے۔

بندہ اللہ کی عبادت میں احسان اور اس کے بندوں کےساتھ احسان اور اچھا سلوک کر کے اپنے نفس کے ساتھ احسان کرتاہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ الاسراء–7

اگر تم نے اچھے کام کئے تو خود اپنے ہی فائدہ کے لئے۔

یوں وہ اللہ کی محبت اور معیت حاصل کرتا ہے اور اس کی رحمت سے قریب ہوتاہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَأَحْسِنُوا ۛ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ البقرة–195

اور سلوک واحسان کرو، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور فرمایا: وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ العنکبوت–69

یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔

اور فرمایا: وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ الحج–37

اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے! ۔

اور فرمایا: إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ الاعراف–56

بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ التوبة–120

یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اور فرمایا: وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى النجم–31

اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے۔

اور فرمایا: لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ یونس–26

جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی اور ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت، یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ التوبة–91
ایسے نیک کاروں پر اِلزام کی کوئی راہ نہیں۔
اور فرمایا: لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ النحل–30
جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لیے اس دنیا میں بھلائی ہے، اور یقیناً آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے، اور کیا ہی خوب پرہیز گاروں کا گھر ہے۔
ایک اور جگہ فرمایا: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٥﴾ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ الذاریات–16/15
بیشک تقویٰ والے لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہوں گے۔ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطا فرمایا ہے اسے لے رہے ہوں گے وہ تو اس سے پہلے ہی نیکوکار تھے۔
اور فرمایا: لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ الزمر–34
ان کے لیے ان کے رب کے پاس (ہر) وہ چیز ہے جو یہ چاہیں، نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔
اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ الزمر–10
کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیک بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بےشمار اجر دیا جاتا ہے۔
اور فرمایا: هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ الرحمٰن–60
احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے۔
فرمانِ باری تعالیٰ ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ النحل–97
جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔
سنو اے احسان کرنے والو! آپ کو کئی گنا اجر مبارک ہو ۔ جیسا کہ آپ ﷺ نےفرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام کو اچھا کرے تو اس کی طرف سے کی گئی ہر نیکی دس نیکیوں سے سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا الانعام–160
جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے۔
بندوں پر اللہ کے احسان میں سے یہ ہے کہ اس نے ان کے لئے توبہ کے دروازے کھول رکھے ہیں تاکہ وہ جب تک مہلت کے زمانے میں ہیں بُرائی کے بعد نیکی کریں اور ان کے گناہ بخش دیئے جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ النمل–11
لیکن جو لوگ ظلم کریں پھر اس کے عوض نیکی کریں اس برائی کے پیچھے تو میں بھی بخشنے والامہربان ہوں۔
مزید فرمایا: إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ هود–114
یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔
نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ الرعد–22
اور برائی کو بھی بھلائی سے ٹالتے ہیں، ان ہی کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔
شریعت کی لائی ہوئی تعلیمات میں سے یہ ہے کہ احسان کرنے والے کو بدلہ دعا، تعریف اور احسان کے اعتراف سے دیا جائے ۔اسی لئے اللہ کے نبی ﷺ نے احسان فراموشی کی مذمت کی ہے۔بجائے یہ کہ اس کاانکار کیا جائے اور اس کااعتراف نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے محترم گھر

کےحاجیو! آپ اپنے مناسک رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق انجام دیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو ۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ البقرۃ–196
حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لئے پورا کرو۔
آپ اس کی بدولت ان لوگوں میں شمار ہوں گے جنھوں نے اچھی طرح حج ادا کیا ۔آپ اس شرعی مقام پر اپنے لئے اپنے قرابتداروں کے لئے ملکوں کےحکمرانوں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ دُعا کریں کیونکہ کوئی بھی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم کی آگ سے نجات عطا فرماتا ہو۔اس دن اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہےاور انہیں لے کر فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔
اے اللہ! تو اپنے مومن بندوں پر احسان کر اور انہیں ایک دوسرے سے احسان کرنے کی توفیق دے ۔ اے اللہ! ان میں الفت پیدا کردے، حق پر ان کے کلمے کو متحد کردے اور ان کے دلوں کی اصلاح فرما۔ رسول اللہ ﷺ نے مقامِ عرفہ میں خطبہ دیا پھر بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور اقامت کہی ۔آپ ﷺ نے ظہر کی نماز قصر کے ساتھ دورکعت پڑھی پھر اقامت کہی اور آپ ﷺ نے عصر کی نماز قصر کے ساتھ دو رکعت پڑھی پھر آپ ﷺ نے عرفہ میں اپنی اونٹنی پر وقوف فرمایا۔آپ ﷺ اللہ کا ذکر اور دعا کرتے رہےیہاں تک کہ جب سورج کی ٹکیا غائب ہوگئی تو آپ ﷺ مزدلفہ کے لئے روانہ ہوئے اور آپ ﷺ لوگوں سے کہتے رہے کہ سکو ن و وقار کو لازم پکڑو۔پھر جب آپ ﷺ مزدلفہ پہنچے تو وہاں مغرب کی نماز تین رکعت پڑھی اور عشاء کی دورکعت جمع اور قصر کے ساتھ ۔پھر مزدلفہ میں رات گزاری اور فجر کی نماز اُس کے اول وقت میں پڑھی اور اس کےبعد دُعا کرتےرہے یہاں تک کہ اجالا ہوگیاپھر منیٰ کےلئے روانہ ہوگئے اور وہاں سورج طلوع ہونے کے بعد جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں پھر قربانی کی اور سر منڈوایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے طوافِ افاضہ کیا پھر آپ ﷺ نے ایامِ تشریق منیٰ کے اندر گزارے۔آپﷺ اللہ کا ذکر کرتے اور زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارتے۔آپ ﷺ جمرہ صغریٰ اور وسطیٰ کے پاس دُعا کرتے اور عذر والوں کو منیٰ میں رات نہ گزارنے کی رخصت عطا فرماتے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا
البقرۃ–200 پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے۔
اور آپ کی دُعا یہ ہونی چاہیئے: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ البقرۃ–202/201
اے ہمارے رب! ہمیں دنیامیں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والاہے۔
رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے کہ تیرہویں ذی الحجہ تک منیٰ میں رکا جائے اور یہ أفضل ہے ۔اور بارھویں تاریخ میں جلدی نکلنے کی اجازت دی ہے ۔جب آپ ﷺ حج سے فارغ ہوئے تو اپنے سفر سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.
خطبة العرفات، مسجد نمرة: فضيلة الشيخ بندر بليلة حفظه الله تاريخ 9 ذوالحجة 1442 هـ بمطابق 19 جولائی 2021

(18) زندگی کی آخری سانس تک اللہ کی عبادت کرتے رہیں

فضیلۃ الشیخ بندر بلیلۃ حفظہ اللہ

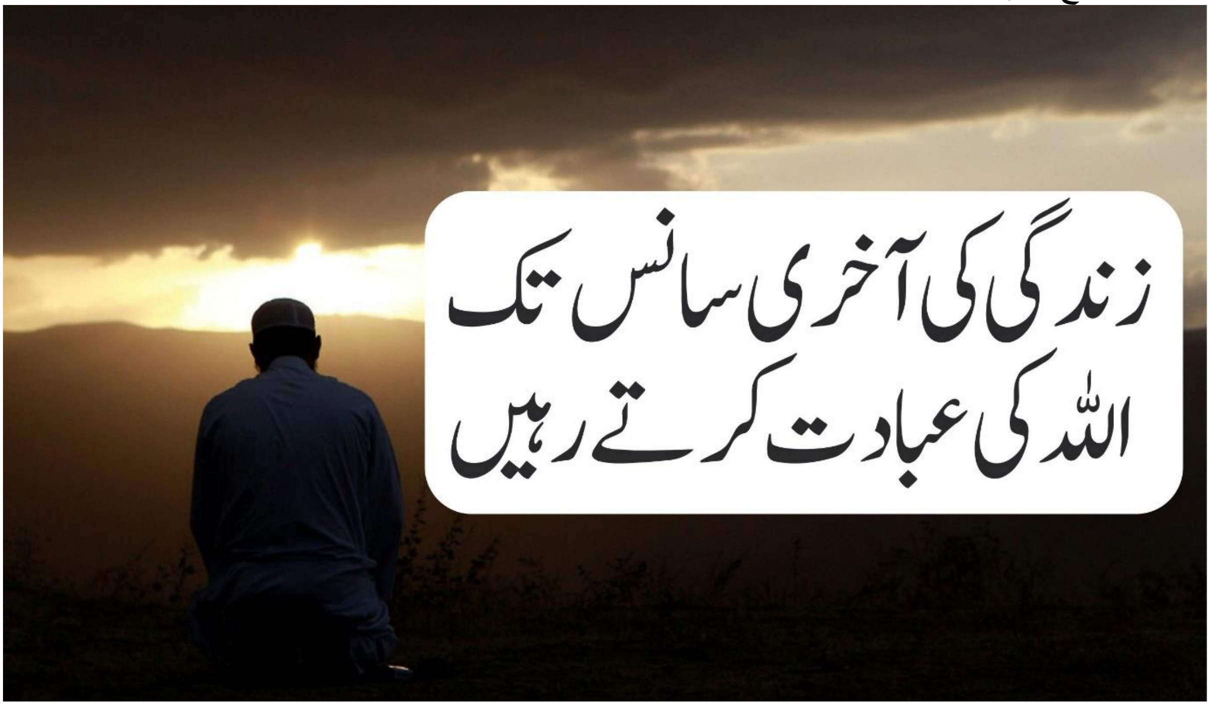

پہلا خطبہ:

اما بعد!

مسلمانو! ہم ذی الحجہ کے دس انتہائی مبارک اور بابرکت ایام کے سائے میں رہے ہیں ۔ ہمیں کریمانہ نعمتوں اور عظیم رحمتوں کے نوازنے کے بعد یہ ایام جمع ہوکر گزرگئے، اپنے خیموں کو لپیٹ لیا اور لوٹ گئے ۔ ہم نے اِن ایام میں جو عمل کیا وہ اُنہی پرڈال دیا۔ مبارک باد اور نعمتیں ہیں اُن کےلئے جو اِن میں کامیاب ہوئے اور ہلاکت وبربادی ہے اُن کے لئے جو ان ایام کی نعمتوں اور رحمتوں سے محروم رہے ۔

یاد رکھو! ان بابرکت دنوں کے ثمرات واثرات سے ایک مسلمان کو جو اہم چیز حاصل کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ نیک اعمال پر مداومت قائم رکھنا ۔وہ اطاعت کیا ہی عمدہ ہے کہ جس کے بعد اطاعتوں کا تسلسل ہو اور وہ نیکی کیا ہی بہترین ہے کہ جس کے بعد نیکیوں کی قطار ہو۔ کتنا شاندار ہے نیکوں کا یکے بعد دیگرے انجام پانا جو آپس میں ملی ہوئی ہوں اور جن کی کڑیاں باہم جڑی ہوں، بے شک یہی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ **وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا الكهف** –46

اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے بہت بہتر ہیں۔ **وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا مريم**–76

اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں۔

بے شک ہمیشگی والی اطاعت اور مسلسل عبادت، اچھائی کی علامت، توفیق کی ضمانت اور قبولیت کی دلیل ہے ۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: **وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿٦٦﴾ وَإِذًا لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٦٧﴾ وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا النساء**–68/67/66

اور اگر یہ وہی کریں جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہی ان کے لئے بہتر اور بہت زیادہ مضبوطی والاہے۔اور تب تو انہیں ہم اپنے پاس سے بڑاثواب دیں۔اور یقیناً انہیں راہ راست دکھا دیں۔

اللہ کے بندو! ہدایت کا راستہ نہ تو زمانے کے ساتھ خاص ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت زمین کے کسی حصے یا جگہ کے ساتھ محدود ہے ۔ حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے: اللہ تعالیٰ نے مومن کے عمل کے لئے موت کے علاوہ کوئی متعین وقت نہیں بنایا۔پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ الحجر-99
اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔
اطاعت کے میدان وسیع ہیں جیسے نماز، روزہ، عمرہ، قرآن مجیدکی تلاوت، ذکر اور صدقہ ۔اور اللہ تعالیٰ نے کوئی فرض مقرر نہیں کیا مگر یہ کہ اس جیسی نوافل کو بھی مشروع کیا تاکہ اس کے ذریعے بندہ اجر وثواب حاصل کرے او ر اپنے ٹھکانے کو بہتر کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ نفلی عبادت کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں ۔اور جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہےاور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا قدم بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے ۔اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور دوں گااور اگر میری پناہ میں آنا چاہے تو میں اُسے ضرور پناہ دوں گا۔ عملِ صالح پر مداومت اختیار کرنا خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوبہت بہتر ہے برابر انجا م نہ دیئے جانے والے عمل سے خواہ وہ بہت زیادہ ہو۔سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کےنزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ تو آپ ﷺ نےفرمایا: جس پر سب سے زیادہ مداومت اختیار کی جائے خواہ مقدار میں کم ہی ہو۔متفق علیہ
جناب علقمہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ آپ ﷺ کا عمل کیسا تھا؟ اور کیا آپ ﷺ نے کچھ دن مقرر کررکھے تھے؟ تو سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں بلکہ آپ ﷺ کے عمل میں ہمیشگی ہوتی تھی۔اور تم میں سے کون ہے جو آپ ﷺ کے جیسی استطاعت رکھتا ہے ۔متفق علیہ
حافظِ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبادت میں بہتر یہ ہے کہ میانہ روی اور پابندی کے ساتھ کیا جائے نہ کہ ایسی مبالغہ آرائی کے ساتھ جو عبادت کے ترک کرنے کا موجب بن جائے۔جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ تھکا ہارا مسافر نہ تو سفر طے کرتا ہے اور نہ ہی سواری کو باقی چھوڑتا ہے۔
دوسرا خطبہ:
تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔اس کی نعمت سے نیکیا ں مکمل ہوتی ہیں اور اُس کے فضل سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا درود وسلام ہو مخلوق میں سے سب أفضل وأشرف پر، مکارمِ اخلاق والی ان کی آل پر اور اصحاب اجمعین پر اورقیامت تک اچھی طرح اُن کی پیروی کرنے والوں پر۔
اما بعد!
مومنو اور اے مبارک حاجیوں! آپ انتہائی مفید اور پاکیزہ اسباق کے ساتھ حج کے مدرسے سے نکلے ہیں آپ نے اس کے نہایت نیچے اور پیاس بجھا نے والے چشمے سے سیراب ہوئے ہیں ۔ آپ نے توحید پر مبنی اس عظیم شعار کو قائم ہوتے دیکھا ہےکہ وہاں صرف ایک اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اور اس کے سوا کسی کو نہیں پکاراگیا۔اور اُسی عزوجل کے لئے طواف وقربانی کی جاتی ہے۔حج نے آپ کو اطاعت کے ساتھ صبر کرنے، نفس کے خواہشات کے دلدل میں دھنسنے اور شیطان کے مکر وفریب کے جال میں پھنسنے سے بچنے کی تربیت کی ہے ۔اور اس کے بعد آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ نیک اعمال انجام دیتے رہیں۔احکامات پر استقامت برتیں اور ممنوعات سے دور رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ هود-112
پس آپ جمے رہیئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

سفیان بن عبداللہ سقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ: اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسی بات بتائیےکہ آپ ﷺ کے بعد کسی سے اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہو "میں اللہ پر ایمان لایا" اور اس پر جم جاؤ۔
ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: سیدھی راہ پر قائم رہو اور تم کماحقہ اس پر قائم نہ رہ سکو گے۔مسند احمد /ابن ماجہ۔
شیخ الاسلام ابن تیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سب سے بڑے شرف کی بات استقامت کو لازم پکڑنا ہے ۔اللہ سے رضا اور قبولیت طلب کرو، ہدایت اور دُرستگی کی امید رکھو۔نبی کریم ﷺ نے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم دُعا کرتے ہوئے یہ کہو" اے اللہ! مجھے ہدایت دے اورمجھے سیدھتے راستے پر چلا" اور ہدایت سے صحیح راستے پر چلنے اور تیر کی طرح سیدھا رہنے کو ذہن میں رکھو۔صحیح مسلم
خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ بندر بليلة حفظه الله
تاریخ 13 ذوالحجہ 1442ھ بمطابق 23 جولائی 2021

(19) انسان کے بعد اُس کا ذکرِ خیر

خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ صالح بن حميد حفظه الله
تاریخ 20 ذوالحجہ 1442ھ بمطابق 30 جولائی 2021

پہلا خطبہ:
تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو غالب وطاقتور ہے، جو بلند ہے اور زیر کرنے والا ہے۔اس سے اُسی کے سوا نہ کوئی جائے پناہ ہے نہ کوئی جائے چھٹکارہ اور نہ کوئی جائے فرار۔ میں اس پاک ذات کی حمد بیان کرتا ہوں اور اُس کا شکر بجا لاتاہوں، اُس نے شکر ادا کرنے والے کو زیادہ عطا کرنے کا اعلان کیا ہے۔میں اُس پاک ذات کی بارگاہ میں توبہ کرتاہوں اور اُس سے مغفرت طلب کرتاہوں۔ اُس نے اس شخص کو قبول فرمالیا جو اس کی طرف عنابت کرے اور مغفرت طلب کرے ۔

اما بعد!
اے لوگو**!** میں اپنے آپ کو آپ تمام لوگوں کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور جان لیں کہ کل جو گزر گیا ہے وہ لوٹ کرآنے والانہیں، آج کا دن برقراررہنے والا نہیں اور آنے والا کل معلوم نہیں ۔ آپ ماضی سے سیکھیں، حال میں عمل کریں اور آئندہ کے لئے تیاری کریں ۔سب رخصت ہونے والے ہیں۔ تو جس نے بُرا کیا اُسے معاف کریں، جس نے زیادتی کی اُس سے درگزرکریں، زمانے کی شکایت نہ کریں اُس کا کوئی بدل نہیں اور دنیا پر آنسو نہ بہائیں کیونکہ اس کا انجام فنا ہونا ہے۔
احترام وہ تحفہ ہے کہ جس کا مسلمان بھائی آپس میں تبادلہ کرتے ہیں ۔جسے تعریف مطلوب ہے وہ سیرت کو اچھائی سے مزین کرلے، بھائیوں کے درمیان اُلفت نعمت ہے اور اُن کے درمیان باہم رابطہ رحمت ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ **الحجرات**–10
(یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
مسلمانو**!** حجاج نے اپنے مناسک پورے کرلئے، اللہ ہم سے اور اُن سے قبول فرمائے۔اُن کے حج کو قبول فرمائے، اُن کی کوششوں کا صلہ دے اور اُن کے گناہوں کو بخش دے ۔آپ ایک سال کو

رخصت اور دوسرے سال کا استقبال کرنے والے ہیں اسی لئے احتساب کے لئے رکنا بہتر ہے ۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ الحج–202/201/200

پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

احتساب کے دفتر میں بہت سے واقعات وحادثا ت کی عبرتیں ظاہر ہوتی ہیں، یہ گھر فنا ہونے کےلئے ہے اور اُس کے باشندے موت وآزمائش کےلئے ہیں۔یہ دھوکے باز وبے وفا ہے، نفس بُرائی کاحکم دیتے ہیں، شیطان برائی او ر فحش کام کا حکم دیتاہے، غریبی اور گھاٹے کا وعدہ کرتاہے جس کا آج اُس کے کل سے بہتر نہ ہو تو وہ گھاٹے میں ہے۔اور جس کی بڑھوتری نہ ہو وہ نقصان میں ہے۔ تاہم عظیم اعمال خوبصورت آثار اور اچھے افعال وہ ہیں جو اپنے کرنے والے کے ذکر کو لازوال کردیں ۔موت کے بعد اُسے زندگی دیں اور اُس کے لئے ذکر ثنا، تعریف اور دُعا کو باقی رکھیں ۔

کتنے لوگ ہیں کہ جن کی موت ہوچکی ہے اور جن کو زمانے نے لپیٹ لیا ہے مگر اُن کے آثار باقی اور کارنامے محفوظ ہیں۔ اُن کے قابلِ فخر اعمال ابھی بھی محفلوں میں خوشبو بکھیر رہے ہیں آفاق میں عطر ومہک پھیلا رہے ہیں۔وہ لوگوں کے درمیان زندہ ہیں جبکہ قبروں میں اُن کے جسم بوسیدہ ہوچکے ہیں۔

مسلمانو! نیک نامی اور ذکرِ جمیل آدمی کا سرمایہ اور اُس کی دوسری عمر ہے ۔اُسے وہ اپنی چھوٹی زندگی میں بناتا ہے تاکہ اُس کی عمر لمبی ہوجائے۔ آنے والے لوگوں میں ذکر خیراللہ کی عظیم نعمت اور عظیم احسان ہے۔وہ اُسے اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے مختص کرتاہے جو ایمان لائے ہیں، سچائی اور اخلاص کو اپنایا ہے، اپنے مال میں سے خرچ کیا ہے اور مخلوق کو فائدہ پہنچایا ہے اور عالم میں احسان کو پھیلایاہے۔نیک نامی وہ نعمت ہے جسے اللہ تعالیٰ بندے کے لئے لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتاہے اور مخلوقات کی زبانوں پر جاری کرتاہے ۔ ذکرِ جمیل اخلاق واطوار کے معیاروں میں سے ایک معیار ہے، اس کی طرف لوگ رجوع کرتے ہیں اور اُس پر آدمی کے مراتب تولتے ہیں ۔

بھائیو! تعریف اُس شخص کی باقی رہتی ہے جس کا فائدہ عام ہو،ثنا اُس شخص کی پائیدار ہوتی ہے جس کی عطا پھیلی ہوئی ہو، نیک نامی اُس شخص کی محفوظ ہوتی ہے جس کی نیکی پیہم ہو اور ذکر اُس شخص کا بلند ہوتا ہے جس کا احسان پے درپے ہو۔سو تم ایسے چنیدہ لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ ایسے اعمال، نیکیاں ،باتیں پیش کرتے ہیں کہ جن کی بدولت عمل منقطع نہیں ہوتا اور اُن کے ساتھ اجر نہیں رکتا۔اللہ کے نزدیک سب سے محفوظ وہ ہے جو لوگوں کے لئے اُن میں سب سے زیادہ نفع بخش ہے۔ذکر جمیل اللہ کے فضل کے بعد آدمی کے کام ، اُس کے اچھے تصرف اور بہترین سلوک کا پھل ہے۔ لوگ سرزمن پر اللہ کے گواہ ہیں ۔

عمر الخذاعی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ اپنے بندے کے لئے بھلائی چاہتا ہے تو اُسے میٹھا بنادیتا ہے ۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ اُسے میٹھا بنانے کا مطلب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس کی موت سے پہلے اس کے لئے نیکی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے آس پاس کے لوگ اُس سے راضی ہوجاتے ہیں۔امام احمد بن حبان/طبرانی: معجم الکبیر۔

حدیثِ مبارکہ میں وارد لفظ "معسلۃ" عسل سے مراد شہد ہے ۔گویاکہ آپ ﷺ نے شہد سے اُس نیک عمل کو تشبیہ دی ہےجس کا دروازہ بندے کےلئے کھول دیا گیا ہے یہاں تک کہ لوگ اُس سے راضی ہوجاتے ہیں۔اُن میں اس کا اچھا ذکر ہوتاہے، اس کی زیادہ تعریف ہوتی ہے ۔ تو شہد سے اس کی تشبیہ مٹھاس اور اچھے ذائقے کی وجہ سے دی ہے ۔

اللہ کے بندو! سب سے أفضل انسان اور سب سے معزز مخلوق اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسول ہیں جو نیک نامی، اچھی سیرت اور ذکرِ جمیل کے حریص رہے ہیں۔ اُن تمام پر اللہ تعالیٰ کا دُرود وسلام نازل ہو۔ انہوں نے اپنے رب سے فریاد کی کہ آنے والے لوگوں میں اُن کا اچھا ذکر یعنی ذکر خیر ہو۔ خلیل علیہ السلام نے دُعا کی:

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ

الشعراء–84/83

اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے۔اور میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھ۔

یہی وہ امام ہیں جنہوں نے اپنے بعد اپنی ذریت کے لئے امامت مانگی ۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ البقرة–124

تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنا دوں گا، عرض کرنے لگے: اور میری اولاد کو۔ آپ کی دُعا آپ کے بعد آپ کی ذریت کو حاصل ہوئی چنانچہ وہ سب سے سچی زبان والے ہدایت کے پیشوا بنے ۔ وہ اسماعیل واسحاق علیہم السلام سے ہمارے نبیﷺ تک یکے بعد دیگرے آتی گئی ۔ انبیاء، صدیقین، صالحین کے گروہ در گروہ جن کا سلسلہ اس مبارک أمت یعنی امتِ محمدی ﷺ کے آخری سچی زبان والے انسان تک جاری ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ البقرة–129

اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے، یقیناً تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

یہ امت سب سے بہتر امت ہے جو اُن کی ذریت سے لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے ۔ ان میں بیشمار سچی زبان والے صحابہ وتابعین اور قیامت تک اُن کی اچھی طرح پیروی کرنے والے ہیں۔ رسولوں کے پیرو کاروں کواپنے ایمان، اطاعت اور اللہ کے دین کی خدمت کے بقدر سچی زبان کی میراث حاصل ہے ۔ اس میں ان کا حصہ اُسی قدر کم ہوگا جس قدر اُن میں کوتاہی ہوگی اور خلیل علیہ السلام اور اُن کی ذریت کے منہج یعنی ملتِ حنفیہ کے منہج سے دوری ہوگی۔

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے خلیل علیہ السلام کی دُعا قبول کی چنانچے اُن میں اور اُن کی ذریت میں امامت کو باقی رکھا ۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا مریم–50

اور ان سب کو ہم نے اپنی بہت سی رحمتیں عطا فرمائیں اور ہم نے ان کے ذکر جمیل کو بلند درجے کا کر دیا۔ اور فرمایا: وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ﴿٤٥﴾ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ص–48/47/46/45

ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کا بھی لوگوں سے ذکر کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ہم نے انہیں ایک خاص بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔یہ سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اور بہترین لوگ تھے۔اسماعیل، یسع اور ذوالکفل (علیہم السلام) کا بھی ذکر کر دیجئے۔ یہ سب بہترین لوگ تھے۔

مسلمانو! بلند ترین مقام پر ہمارے سردار ونبی محمد ﷺ فائز ہیں جو لوگوں میں سب سے اعلیٰ مرتبہ سب سے بلند ذکر اور سب سے عظیم شرف والے اور خلق کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں جن کے بارے میں ان کے رب نے اعلان کیا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ الشرح–4 اور ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا۔

یہ محمد ﷺ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کبھی بھی رسوا نہیں کرےگا۔آپ ﷺصلہ رحمی کرتے، سچی بات کہتے، بوج اٹھا تے، مہمان نوازی کرتے اور لوگوں کے مصـــائب پر اُن کی مدد کرتے ۔اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔آپ ﷺ نبوت سے پہلے بھی اور بعدمیں بھی سچے اور امانتدار تھے۔یہ سوچنے کا مقام ہے ہمارے نبی ﷺاپنے صحابہ کرام کو نیک نامی کی حفاظت اور اسلام اور اہلِ اسـلام کےزِک پہنچانے والی ہر چیز سے دور رہنے کی تربیت دینے کے کتنے حریص تھے۔

بعض مواقع پر جب چند صحابہ کرام نے آ پﷺ کو کسی منافق کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کا قتل کررہا ہے۔ متفق علیہ

کیونکہ آپ ﷺ دعوت اور اُس دین کی ساکھ کو بچانے کے حریص تھے جس کے نور سے دنیا کے مشرق ومغرب روشن ہوگئے۔آپ ﷺ کی زوجہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعے میں آپ ﷺ نے دو آدمیوں سے فرمایا: ٹھہرو! یہ صفیہ بنت حئی ہیں ۔ اُن دونوں نے تعجب سے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول ﷺ ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے ۔مجھے اندیشہ ہوا کہ شیطان تمہارے دلوں میں کہیں کوئی غلط بات ڈال دے یا کچھ کہہ دے ۔ متفق علیہ

اہل ِ علم نے کہا کہ اس میں بدگمانی کا شکار ہونے سے بچنے، شیطان کے مکر سے محتاط رہنے اور عذر پیش کرنے کی تعلیم ہے۔ اہل ِ علم نے کہا یہ بات اصحابِ علم وفضل اور اُس آدمی کے حق میں مؤکد ہے جس کی اقتداءکی جاتی ہو۔یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسا کوئی کام کریں جوان کے تئیں بدگمانی کو دعوت دے اگرچہ اس میں ان کےلئے عذر ہو، کیونکہ اس کے سـبب ان سـے استفادہ بند ہوجائےگا۔

مسلمانو! انبیاء کے بعد لوگوں کے سرکردہ اور سربراہ افراد کا مقام آتا ہے جن کا فیض عام ہواور جن کی تاثیر عظیم ہواور وہ اصحابِ شہرت وعزت ہوں اور نیک نامی اور ذکر ِ جمیل کے مالک ہوں۔جیسـا کہ وہ حکمران جو عد ل کو پھیلائے انصـاف کو قائم کرے بدعنوانی کا مقابلہ کرے ایمانداری کا تحفظ کرے، ظلم وجور کو روکے رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے اور اُسـے اپنی نگہبانی اور حفاظت میں گھیرے رہے۔ ملک کو بچائے اور اللہ کے دین کے لئے انتقام لے۔آپ دیکھیں گے کہ دلوں میں اس کی تعظیم ہے محفلوں میں وہ صاحبِ وقار وہیبت ہے۔لوگوں کی نگاہ میں بڑا ہے، اہلِ اسـلام کے ہاں جلیل القدر ہے اور تاریخ میں اس کا دفتر بھرا ہوا اور محفوظ ہے۔اس کے بعد اس متقی اور تواضع شعار عالم کا مقام آتاہے جو اپنے علم واخلاق اور احسان سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے، اس کا ذکر لوگوں میں بلند ہوتاہے۔دلوں میں اس کی قدر بڑھتی ہے اور مخلوق میں اس کا اثر باقی رہتا ہے ۔

پھر وہ فیاض وسخی آتا ہے جو خوب دینے والا مالدار ہے، جو غریبوں پر احسان کرے، یتیموں کی ذمہ داری اٹھائے، مسـکینوں پر شـفقت کرے، بھلائی اور نیکی کے راسـتوں پر خرچ کرے، خیرخواہی کے منصـوبوں کو امداد دے، لوگوں کی پریشـانیاں دور کرے اور اللہ کے کلمے کو سـربلند کرنے کے لیے اللہ کے راسـتے میں اپنا مال کرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے قبولیت ِ تامہ، جاہِ وسیع اور ذکر جمیل لکھ دیتا ہے ۔

اس کے بعد وہ صـاحب ِ عزت وجاہ ہے جو سـفارش کرے، اصـلاح کرے، کلمے کو متحد کرے، خیر، نیکی اور بھلائی پھیلائے، ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ہیں جن کا نہ تو شمار ہوسکتاہے اور نہ ہی اُن کا احاطہ کیا جاسـکتاہے ۔جو عطیے سـے نوازتے ہیں، تکلیف کو روکتے ہیں اور مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ساتھ ہی ان میں دین صحیح سالم ہوتا ہے، عقل پختہ ہوتی ہے اور نفس پاکباز ہوتا ہے، دل بے عیب ہوتاہے۔جو قرآن پڑھتے ہیں اور سـنت کو پھیلاتے ہیں۔مسـجدوں، مدرسوں، اسکولوں اور اسپتالوں کی تعمیر کرتے ہیں۔ کنویں کھدواتےہیں کثرت سے صدقہ کرتے ہیں، قرضوں کو چکاتے ہیں، ضرورتیں پوری کرتے ہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں ۔حکمت اور موعظت ِ حسـنہ سـے اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں ۔ مسـلمانوں کے سـربراہوں او ر عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کرتے ہیں ۔لوگوں کے مابین صلح کراتے ہیں

بھلائی ہدایت تقویٰ اور دوستی پر کلمے کو متحد کرتے ہیں۔ان تمام افراد کی لوگ قدر کرتے ہیں اور نسلوں میں ان کا ذکر باقی رہتا ہے ۔موت ان کے جسموں کو روپوش کردیتی ہے مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے اعمال وآثار کو ان کے لئے محفوظ کردیتا ہے ۔ان کا ذکر باقی رہتاہے اور ان کے لئے دستِ دُعا دراز ہوتاہے۔

اللہ کے بندو! مومن نہ تعریف کے لئے نہ ثناخوانی کی چاہت میں اور نہ شہرت کے لالچ میں مال خرچ کرتاہے بلکہ وہ خالص نیت اوراچھے مقصد سے خرچ کرتاہے چنانچہ اللہ تعالی ' اس کی کوشش کو قبول کرتاہے اور بندوں کے دلوں میں اس کی مقبولیت ڈال دیتاہے ۔پھر اس کے لئے ذکر جمیل، تعریف ودُعا کو پھیلادیتا ہے۔

اشحب رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ الشعراء–84

اور میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھ۔

اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: آدمی جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا قصد کرے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ یہ پسند کرے کہ اس کی اچھی تعریف ہو اور نیک لوگوں کے عمل میں اُسے دیکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نےفرمایا: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا مریم–96

بیشک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں ان کے لیے اللہ رحمٰن محبت پیدا کردے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنے بندوں کے دلوں میں محبت اور اچھی تعریف ڈال دے گا۔اللہ اکبر!

شریف اور لائق لوگ جب غائب ہوں تو نفس اُن کےلئے بے چین ہوتے ہیں اور جب وہ فوت ہوجائیں تو آنکھیں اور دل اُن کےلئے روتے ہیں۔

دوسرا خطبہ:

اما بعد!

مسلمانو! پاک ہے وہ ذات جس نے لوگوں میں فرق رکھا ہے اور اُن کے درمیان دوری رکھی ہےجیسے آسمان و زمین کے درمیان دوری رکھی ہے ۔کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کے دل پاک ہیں ،اُن کے عظائم اونچے ہیں اور اُن کی شہرت بلندہے۔وہ شہد کی مکھی کی طر ح ہیں جو پاک چیز ہی کھاتی ہے اور پاک چیز ہی نکالتی ہے۔اور کچھ دوسرے لوگ ایسے ہیں کہ جن کے دل سیاہ ہیں ،اُن کی ہمت پست ہے ،اُن کے اردے شکستہ ہیں چنانچہ اُن کے اعمال کمزور ہیں ،اور اُن کا ذکر بجھ گیا ہے بلکہ اُن میں کچھ ایسے بھی ہیں جو بدنام ہیں سو اُن پر نہ تو آسمان رویا اور نہ زمین۔جی ہاں ! کچھ لوگ ایسے ہیں کہ مرجاتے ہیں تو اُن کی جدائی پر غم نہیں ہوتا اور نہ اُن کے فوت ہونے کا احساس ہوتا ہے کیونکہ نہ اُن کےنیک آثار ہیں نہ نفع بخش اعمال اور نہ مخلوقا ت پر کوئی احسان ۔ تو نہ اُن کاکوئی شکر گزار دیکھا جاتا ہے اورنہ ہی کوئی اُن کا ذکرِ خیر کرنے والا ۔گویا نہ وہ کبھی تھے اور نہ پائے گئے ۔اور اُن لوگوں کا تو ذکر ہی چھوڑ دیجئے جن کی موت سے لوگ خوش ہوتے ہیں اور اُن کے فوت ہونے پر ٹھنڈی سانس لیتے ہیں ۔وہ کینہ پرور اور حاسد ہیں، مال کو خوب جمع کرنے والے کنجوس، فحش گو اور زبان دراز، متکبر اور خواہش پرست ہیں۔اُن کا برتاؤ دُرشت، اُن کی صحبت سخت اور اُن کی بات بوجھل ہوتی ہے۔

مسلمانو! اُن انوکھی باتوں میں سے جنہیں ہمارے دین نے مقرر کیا ہے یہ ہے کہ غیر مسلم جو مخلص اور سچا ہو اگر وہ نیک عمل کرے جس سے لوگوں اور شہروں کو فائدہ ہوجیسے مصیبت زدہ کی امداد ،مظلوم کی دادرسی اور کسی بھی صور ت میں مخلوقات کے نفع بخش،تو ہمارا رب سبحانہ وتعالیٰ جو کہ عدل کرنے والا حاکم ہے دنیامیں اُس شخص کی شہر ت صدیوں تک باقی رکھتا ہے ۔ہمار ے نبی کریم ﷺ نے حاتم طائی اور عبداللہ بن جدعان کا ذکر کیا اور اسی طرح سارے زبانو ں اور ملکوں کے مؤجدین ،سراغ رساں افرد،اطباء ،مظلوموں کے حقوق کا دفاع کرنے والے اور انسانیت کے لئے خدمات پیش کرنے والے افراد ہیں جن کا ذکر باقی رکھا جاتاہے اور اُن کی خوبصور ت سیرتوں اور اچھے کاموں کو محفوظ رکھا جاتاہے ان چیزوں کے بدلے

جو انہوں نے پیش کی ہیں اور اُن سے مخلوق کو فائدہ پہنچایا ہےلیکن جہاں تک آخرت کا معاملہ ہے تو اُ س میں اُن کانہ کوئی نصیب ہے نہ کوئی حصہ۔

سنو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے ۔اللہ سے ڈرو۔ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے احتیاط برتے، اپنی ساکھ کا خیال رکھے، اپنی عزت وکرامت کی حفاظت کرے، اپنے نام کو، اپنے گھر والوں اوراپنے کنبے، اپنے دین، اپنے شہر اور اپنے ملک کے نام کو عزت دے ۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: يَاأُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا

مریم–28

اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔

جو شبہات سے بچ گیا تو اُس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا۔

(20) اللہ پر توکل اسباب کے اختیار کے ساتھ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

اما بعد!

اللہ جل شانہ کے تقویٰ کی وصیت سے بڑی کوئی وصیت نہیں ہے۔ یہ مومن کےلیے لگام ہے اور خواہشات کے لئے نکیل ہے۔اسی کے ذریعے دنیا میں استقامت ہےاور آخرت میں ارحم الراحمین کی رحمت سے سبب نجات ہے۔ جس نے اللہ کا یہ تقویٰ اختیار کیا وہ نامراد نہیں ہوگا اور جو اُس کے طریقے پر چلاوہ گھاٹا نہیں اُٹھائے گا۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ   القمر–55/54

یقیناً ہمارا ڈر رکھنے والے جنتوں اور نہروں میں ہوں گے۔ راستی اور عزت کی بیٹھک میں قدرت والے بادشاہ کے پاس۔

لوگوں اپنے بندوں کے سلسلے میں خواہ وہ افراد ہوں یا جماعت ،اللہ کی سنتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُنہیں آفاق میں اور اُن کے نفسوں میں نشانیاں دکھاتا ہے ۔اور اُن کو تمحیص و امتحان کےلئے آزمائش و مصیبت ،دشمن کے ڈر ،بھوک ،مال و جان اور پھلوں کی کمی سے دوچار کرتاہےتاکہ صبر کرنے والے کو ناگواری کا اظہار کرنے والے سے اور کام کرنے والے کو بیٹھے رہنے والے سے الگ کرےتو جس نے ان حالات میں صبر کیاوہ فائدے میں رہا اور اُس نے یہ جان لیا کہ ہرچیز اللہ کی طرف سے اور یہ بھی کہ بسا اوقات نقصان دینے والی چیزیں وہ فائدہ دیتی ہیں جو کوئی نہیں دے سکتا۔ اور بہت ساری نوازشیں آزمائشوں کی کوکھ میں ہوتی ہیں، جو اِن حالات میں ناگواری کا اظہار کرے گاتو اُس کے لئے دنیا وآخرت میں ناگواری ہے ۔

آزمائشوں میں توفیق کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اِ ن سے ایسی حالت میں نکلا جائے جو آزمائشوں سے پہلے کی حالت سے بہتر ہو۔جس میں اللہ پر ایمان ہو، شعور واحساس ہواور عبرت حاصل کی گئی ہو۔

اللہ کے بندو! ان آزمائشوں میں سے آج ہماری دنیا پر نازل ہونے کی صحت سے متعلق وہ وباء ہےجس نے اپنے پنجوں سے پوری دنیا کو زخمی کردیااور مسلسل دو سالوں کےدوران صحت، معیشت، تعلیم اور زندگی کے عام معاملا ت پر اُس کےمنفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس وباءنے پوری دنیا کو اُس کی قوت، طاقت اور مضبوطی کے باوجود حیرت واضطراب میں ڈال رکھا

ہےاور اب جبکہ ہم ارحم الراحمین سے اِس کے ختم ہونے کی توقع کررہے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اسے دور کرنے کے لئے کی جانے والی کوششوں کے بعد کمزور نہ پڑیں اور اِس کی نت نئی بدلتی شکلوں کو کمتر نہ سمجھیں جو وقتاً فوقتاً دنیا پر حملہ آور ہوتی رہتی ہیں بلکہ ہم پر لازم ہے کہ ہم اسباب اختیار کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ اس لئے یہ ہی دونوں چیزیں اِن آفات سے مقابلہ کرنے کے اہم اصول اور بنیادیں ہیں ۔چونکہ اللہ جل شانہ پر توکل جائز اسباب اختیار کرنے سے نہیں روکتا، اور اسباب کا اختیار کرنا توکل کو مخدوش نہیں کرتابلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔جسے اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسی ایمان کے ساتھ کہ یہ اسباب خود کچھ نہیں کرسکتے بلکہ اُن کا مسبب اللہ تعالیٰ ہےجس کی قدرت عظیم ہے۔

اللہ کے بندو! اسباب کا اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا یہ دونوں رضا باللہ، عمل اور بلندی کی فضا میں قائم رہنے کے لئے چڑیا کے دونوں پروں کی طرح ہیں۔ تو توکل کے بغیر اسباب کا اختیار کرنا بے سُود ہےاور اِسی طرح اسباب کے بغیر توکل بھی نہیں ہے۔تو توفیق یافتہ وہ شخص ہے جس نے اچھی طریقے سے دونوں کو اکٹھا کیا۔توکل کے بغیر اسباب کا اختیار کرنا کسی ہلاک کرنے والے دھوکے کی طرح ہے اور اسباب کو اختیار کئے بغیر توکل کھلی گمراہی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسلاف سے کچھ اقوال نقل کئے ہیں کہ توکل کے بغیر اسباب کی طرف دل کا مائل ہونا توحید پر کاری ضرب ہےاور اسباب کو صرف اسباب نہ سمجھنا عقل پر ضرب ہے اور اسباب سے روگردانی کرنا شریعت پر ضرب ہے۔

اللہ کے بندو! اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء کے معجزات کو اسباب کے طور پر عمل سے جوڑا ہے۔جیسا کہ نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا هود–37

اورایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے تیار کر۔

اسی طرح موسیٰ علیہ سے کہا کہ: اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ الشعراء–63

دریا پر اپنی لاٹھی مار۔

اور انہی سے فرمایا کہ:وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ النمل–12

اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال، وہ سفید چمکیلا ہو کر نکلے گا بغیر کسی عیب کے۔

اور رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ المائدة–67

اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجیئے۔

اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین سے کو قوت عطا کی اور پھر ہر طرح کے سبب سے نوازا۔یہ چیز انہیں اسباب اختیار کرنے سے روکنے والی نہیں تھی۔جب انہوں نے کہا کہ:

مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا الكهف–95

میرے اختیار میں میرے پروردگار نے جو دے رکھا ہے وہی بہتر ہےتم صرف قوت وطاقت سے میری مدد کرو۔

اسباب کا اختیار کرنا دینی اوردنیاوی دونوں اعتبار سے زندگی کی ضروریات میں سے ہے اور اس میں لاپرواہی برتنا سستی اور توکل میں کوتاہی ہے۔

ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ سے جنت میں رفاقت کا سوال کیاتو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور؟ تو ربیعہ نے کہا بس یہی۔تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے معاملوں میں سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔صحیح مسلم

اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے! دیکھو کیسے آپ ﷺ نے اُن سے سبب کو اختیار کرنے کا مطالبہ کیاباوجود اس کے کہ آپ ﷺ مستجاب الدعوات تھے۔

ابن ابی الدنیا نے معاویہ بن قر ہ سے روایت کیا کہ انہوں نے بتایا کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اہلِ یمن کے چند لوگوں سے ملاقات کی تو پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ: ہم توکل کرنے والے ہیں، تو آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم لوگ بغیر اسباب اختیارکئے توکل

کرنے والے ہو۔توکل کرنے والا وہ ہوتا ہے جو زمین میں اپنا دانہ ڈالتا ہے اور پھر اللہ عزوجل پر بھروسہ کرتا ہے۔
کسی نے کیا خوب کہا ہے: تمام معاملات میں رحمٰن پر بھروسہ کرو، ایک دن بھی مانگنے سے عاجز رہنے کی ہرگز خواہش نہ کرو۔کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہ السلام کو ہدایت کی کہ تم درخت کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ اور وہ پکی کھجوریں تمہاری طرف گرادے گا۔اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ مریم علیہ السلام تنے کو ہلائے بغیر ہی پھل توڑ لیں تووہ توڑ لیتیں لیکن ہر چیز کا ایک سبب ہوتا ہے۔
دوسرا خطبہ:
ہر طرح کی تعریفات اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے ۔درود وسلام نازل ہوں انبیاء اور رسولوں میں سب سے أشرف پر۔
اما بعد!
صحیح حدیث میں ہےکہ اگر کوئی تمہارے ساتھ نیکی کرے تو اُس کا بدلہ دو اور اگر تم اُس کا بدلہ نہ دے سکو تو اس کے حق میں دُعا کرو یہاں تک کہ تمہیں لگے کہ تم نے اُس کا بدلہ دے دیا ہے۔
خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ سعود بن إبراهيم الشريم حفظه الله
12 محرم 1443ھ بمطابق 20 اگست 2021

(21) انسان کی قدرومنزلت

پہلا خطبہ:

اما بعد!

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کہ اللہ رب العالمین کا تقویٰ ہی نجا ت کی أصل ہے ۔

اے مسلمانو! انسان کا کیا حال ہوگاجب وہ اپنا راستہ بھٹک جائے اوراُس مقصد کو فراموش کردے جس کےلئے اُسے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اُس شخص کی طرح ہوگا جس کی حالت کے بارے میں اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا الکھف–28

اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہا نہ ماننا۔

اُس نے اللہ سے غفلت برتی تو اللہ تعالیٰ نے اُسے یہ سزا دی کہ اپنے ذکر سے اُسے غافل کردیا ۔ وہ دین اور اپنے رب کی عبادت کے بجائے دنیا میں مشغول کردیا گیا، اپنے نفس کی پیروی کرنے لگا چنانچہ نفس نے جو بھی چاہا اُس نے اسی بات کی پیروی کی اگرچہ اُس میں نفس کی ہلاکت ونقصان ہی کیوں نہ ہو۔ یوں وہ اُس شخص کی طرح ہواجس کی مذمت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ الجاثیۃ–23

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے۔

لہٰذا اُس کےسارے اعمال بےوقوفی اور بُرائی سے عبارت رہے۔یہ بات کہی گئی ہے کہ جس نے اپنے معاملے کو ضائع کردیا گویا اُس نے ہرمعاملے کو ضائع کیا، جس نے اپنی قیمت نہ جانی اُس نے کوئی قیمت نہ جانی، اسی لئے ہر آدمی کو دیکھنا چاہیئے کہ اُس کی قدر وقمیت کیا ہے، اُس کا کام کیا ہے اور کس کام کو وہ بہتر طریقے سےکرنا جانتا ہے، وہ کتنا حوصلہ مند ہےاور یہ کہ اُس کےتقاضے کیا ہیں؟ ۔

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے اُس آدمی کے درمیان فرق رکھا ہے جو اس جلدی والی دنیا کو طلب کرتاہے، اُس کےلئے کام کرتا ہےکوشش کرتا ہے، جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اُس کی امید نہیں رکھتا ۔دوسری وہ آدمی جو آخرت کو چاہتا ہے اور اُسے طلب کرتاہے اوراُس کے لئے عمل کرتاہے ۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا الاسراء–18

جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لئے چاہیں سردست دیتے ہیں بالآخر اس کے لئے ہم جہنم مقرر کردیتے ہیں جہاں وہ برے حال دھتکارا ہوا داخل ہوگا ۔ اور فرمایا: وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ الروم–7/6

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہ تو صرف دنیاوی زندگی کے ظاہر کو ہی جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل ہی بے خبر ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں بیان کیا کہ وہ نہیں جانتے جبکہ وہ دنیاوی زندگی کے ظواہر کو جاننے والے ہوسکتے ہیں۔بسااوقات اُن میں سے ایک شخص بہت سے معارف اور دنیاوی علوم کے میدان میں صاحب ِ تجربہ بھی ہوسکتاہے۔اسی لئے حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:" اللہ کی قسم تم میں سے کوئی دنیاوی علم میں اس مقام کو پہنچ جاتاہے کہ وہ درھم کو اپنے ناخن پر پلٹتا ہے اور تمہیں اُس کا وزن تک بتادیتا ہے پر دوسری طرف یہ کہ اُسے ٹھیک سے نماز پڑھنی بھی نہیں آتی" ۔ اور بعض سلف نے کہا: "لوگ اپنی معیشت اور دنیا کے معاملے کو جانتے ہیں کہ کب کھیتی کریں گے اور کب کاٹیں گے، کیسے پودالگائیں گے اور کیسے کاٹیں گے "۔

اور اللہ تعالیٰ نے بعض اقوام کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ النجم–30

یہی اُن کے علم کی انتہا ہے۔

یعنی دنیا کی طلب اور اُس کے لئے کوشش کرنا ہی وہ مقصد ہے جس تک وہ پہنچے ہیں۔ اور اُن کے علم کی انتہا یہ ہے کہ اُنہوں نے دنیا کوآخرت پر ترجیح دی ہے ۔
اللہ کے بندو! وہ کیا بنیاد ہے جو لوگوں کےبیچ تفریق کرتی ہے، اُن کےبیچ مرتبوں کے فرق کا معیار کیا ہے؟ کیا وہ ہیئت، شکل وصورت ہے؟ بالکل نہیں! اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کی قوم کو جن خصوصیات سے نوازا تھا جس کا ذکر ہود علیہ السلام کی زبانی قرآن مجید میں اس طرح آتا ہے: وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً الاعراف–69 اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا۔
یعنی جسم، قوت اور شدتِ پکڑ میں ۔ لیکن اُن کی کوئی قدر وقیمت اور شرف ومنزلت نہیں تھی کہ انہوں نے اپنے ر ب کی نعمتوں کا انکار کیا، اُس کے رسولوں کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب کے ذریعے بے نام ونشان کردیا۔
فرمانِ باری تعالیٰ ہے: كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا الاعراف–40
انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔
اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے ڈرایا ہےاُن میں منافقین کے ظاہر اور اُن کی ہیئت، منظر، اچھی اور بُری گفتگوسے دھوکہ کھانا ہے۔ فرمان ِ باری تعالیٰ ہے:
وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ المنافقون–4
جب آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپ کو خوشنما معلوم ہوں، یہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر (اپنا) کان لگائیں، گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں دیوار کے سہارے سے لگائی ہوئیں، ہر (سخت) آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو اللہ انہیں غارت کرے کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔
اور آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھرکم موٹا تازہ شخص آئےگالیکن وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدرنہیں رکھے گا۔
اور فرمایا: فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا الکھف–105
پس قیامت کے دن ہم اُن کا کوئی وزن نہ کریں گے ۔
ایسے شخص کی کوئی قدر وقیمت نہیں کہ اُس کا دل ایما ن سے خالی ہے اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا، وہ تو تمہارے دلوں اور اعمالوں کو دیکھتا ہے۔
اس کےبالمقابل مثال کےطور پر جلیل القدر صحابی رسول ﷺ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھو جب بعض صحابہ کرام اُن کی پتلی پنڈلیوں پر ہنسے تو آپ ﷺ نےفرمایا: اُس ذات کی قسم جس کےہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ دونوں پنڈلیا ں میزان میں اُحد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔اُن کے بارے میں آتا ہے کہ وہ انتہائی نحیف جسم، کوتاہ قد، شدید گندمی رنگت اور نازک جسامت کے حامل تھے ۔ لیکن اِن تمام چیزوں نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایااور نہ اُن کی قدر وقیمت کو کم کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کےنزدیک بڑی قدر وقیمت والے اور قیامت کے دن بُلند شان والے ہیں ۔
صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ایک شخص سے کہا کہ: اِ س کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ یہ تو معزز لوگو ں میں سے ہے، اللہ کی قسم اگریہ کسی کےگھر نکاح کا پیغام بھیجے تو یہ اس قابل ہے کہ اِس سے نکاح کردیا جائے، اگر سفارش کرے تو اِس کی سفارش قبول کی جائے۔راوی بیان کرتے ہیں کہ اللہ رسول ﷺ خاموش ہوگئے۔یہاں تک کہ اُن کےسامنے سے ایک اور شخص گزرا تو آپ ﷺ نے پھر ساتھ بیٹھے شخص سے پوچھا: اِ س کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ تو اُس شخص نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ تو غریب مسلمانوں میں سے ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیغام بھیجے تو نکاح نہ کیا جائےسفارش کرے تو سفارش قبول نہ کی جائے۔ اور اگر

کوئی بات کرے تو اُسے نہ سنا جائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ شخص اُس پہلے والے شخص سے بہتر ہے گو اُس جیسے آدمی زمین بھر کر ہوں۔
ایسا ہوسکتا ہے کہ آدمی دنیامیں بلند رتبے کا مالک ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کی کوئی قدر وقیمت نہ ہواور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا ہو کہ جس کی کوئی پروا نہیں کی جاتی، لوگوں کے نزدیک اُس کی کوئی قدروقیمت نہیں لیکن وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتوں سے بہتر ہو۔ اس بات پر آپ ﷺ کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کتنے ہی لوگ ہیں جو پراگندہ بال ہیں، غبار آلود ہیں، اُن کے جسموں پر بوسیدہ کپڑے ہیں، اُن کی کوئی وقعت نہیں ہوتی، لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اُٹھا لیں تو اللہ تعالیٰ اُسے پورا کردیتا ہے۔
اے مسلمانو! کیا لوگوں کی قدر وقیمت کا اندازہ اور اُن کی درجہ بندی اُن کے مال واولاد او ر اُن کے حسب نسب سے ہوگی؟ ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کی مذمت کی اور فرمایا: وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُم بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِندَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا سبا–37
اور تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تمہیں ہمارے پاس (مرتبوں سے) قریب کردیں ہاں جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے ان کے اعمال کا دوہرا اجر ہے ۔
بندہ جن چیزوں سے دھوکہ کھا سکتا ہے اُن میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے نعمتوں سے نوازے اور اُس پر نعمتوں کی خوب بارش کرے اور وہ بندہ پھر بھی اپنی نافرمانیوں پرقائم ہواور یہ گمان کرے کہ اللہ کے نزدیک اُس کی قدر وقیمت، مقام ومرتبہ ہے جبکہ وہ تو اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اُس کی نافرمانیوں کے باوجود اُسے وہ چیز عطا کررہا ہے جو وہ چاہ رہا ہے تو جان لو کہ وہ ڈھیل ہے ۔پھرآپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ الانعام–44
پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کردئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہوگئے ۔
اسی طرح انسان کو حسب ونسب اور رشتے داری فائدہ نہیں پہنچاسکتی ۔ اللہ کے رسول ﷺ سے رشتے داری کے باوجود ابولھب کے انجام کو دیکھو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ﴿١﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ﴿٢﴾ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ المسد–3/1
ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہو گیا ۔ نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی ۔ وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا ۔
ایک عربی شاعر کہتا ہے:
قسم ہے کہ انسان تو اپنے دین ہی سے ہے۔
اسی لئے حسب ونسب پر بھروسہ کر کے تقویٰ کو مت چھوڑو۔
اسلام نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بلند کیا ۔
اور شرک نے ابو لھب جیسے معزز کو پست کریا۔
آدمی کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ تکبر کرے اور اپنے حسب ونسب پر فخر کرے اور دوسرے کو حقیر جانے اور اُس کے نسب پر طعن کرے ۔اُس کے گناہ اور مذموم ہونے کےلئے یہ ہی بہت ہے کہ یہ بات دورِ جاہلیت کی خصلتو ں میں سے ہے ۔
آپ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں میری اُمت میں دورِ جاہلیت میں سے ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑے گی۔
حسب ونسب پر فخر
نسب پر طعن
ستاروں کے ذریعے سے پانی کی طلب
اور نوحہ گری

اللہ کے بندو! ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے آگے جھک جائے۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہے اور اپنے حسب ونسب، مال اور دوسرے کاموں پر بھروسہ نہ کرے ۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم، قبیلہ اور رشتے داروں کو دعوت دی اور کہا: اے عبد مناف کے بیٹو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی ذات سے ذرہ برابر بھی بے نیاز نہیں کرسکتا۔ اے عباس بن عبد المطلب! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے کچھ بھی بے نیاز نہیں کرسکتا۔اے اللہ کے رسول ﷺ کی پھوپھی صفیہ! میں آپ کو اللہ تعالیٰ سے بالکل بھی بے نیاز نہیں کرسکتا۔اے فاطمہ بنت ِ محمد! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگ لو۔لیکن میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے تمہیں کچھ بھی بے نیاز نہیں کرسکتا۔

اسی طرح اگر آدمی اسلام کے ارکان کو مضبوطی سے نہیں تھامتا، اُس کےاحکام پر عمل نہیں کرتا اور اُس کے افکار کو عملا ً نہیں برتتا تو اسلام کی طرف نسبت اُس کے لئے کافی نہیں ہوگی۔

اللہ کے بندو! جو اب تک باتیں ہوئیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی قدر وقیمت نہ تو حسب ونسب، مال ومتا ع نہ اُس کی آرائش، زیب وزینت اور خوبصورتی سے ہوتی ہےاور نہ ہی اُس کے منصب جاہ ومقام سے ۔ لوگوں کے بیچ باہمی فضیلت کا معیار ایمان اور تقویٰ ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

الحجرات–13

اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

تو پتہ چلا کہ شرف وعزت کی بنیاد تقویٰ ہے ۔یاد رہے کہ دراصل تقویٰ ہی شرف وعزت ہے ۔جبکہ دنیا سے تمہاری محبت ہی ذلت وبیماری ہے ۔متقی بندے میں کوئی کمی نہیں ۔ جب اُس کا تقوی ٰدُرست ہواگرچہ کہ وہ کپڑے ہی کیوں نہ بنتا ہو۔

اللہ کے نزدیک بندے کی قدر وقیمت اور اُس کا دُرست مقام اُس کا ایمان ہے ۔اور جس قدر اُس کےدل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، اخلاص، خشوع، خوف، امید اور تقویٰ ہے اور جس قدر اُس کے پاس عمل ہے جس سے وہ اپنے عقیدے کی دُرستگی، حسنِ سیرت، استقامت، دین پر ناز، اُسے مضبوط تھامنے، اُس پر ثابت قدم رہنے اور اس کے اُصول ومبادی اور اقدار واخلاق کی محافظت کو لازم کرتاہے۔

اللہ کے بندو! پیشنگوئیاں آئی ہیں کہ آخری زمانے میں میزان کیسے اُلٹا ہوجائےگا۔اور کیسے وہ معیار خلل کا شکار ہوجائےگاجس سے آدمی کی قدر وقیمت کااندازہ لگایا جاتاہے ۔یہاں تک کہ دنیا دار شخص کےبارےمیں کہا جائےگاکہ وہ کتنا عقلمند ہے، وہ کتنا زِیرک ہے، وہ کتنا مضبوط ہے ۔جبکہ اُس کے دل میں رائی کے کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔یعنی تھوڑا بھی ایمان نہیں ہوگا۔

اللہ کے بندو! مومن کا ارادہ اُس کےعمل سے بڑھ کر پہنچنے والا ہوتاہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک نیکی کا ارادہ کیا اور اُسے کر نہ سکا تو اللہ تعالیٰ اُسے اُس کی طرف سے مکمل نیکی لکھتا ہے ۔اور آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے صدق ِ دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی تو اللہ تعالیٰ اُسے شہیدوں کے درجوں تک پہنچاتاہے اگرچہ کہ وہ اپنے بستر پر ہی مرے ۔اور آپ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ شخص جس نے رات میں نماز پڑھنے کا ارادہ کیا پھر نیند کا اُس پر غلبہ ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اُس کی نماز کا بدلہ اُس کےلئے لکھتا ہے اور اُس کی نیند اُس پر صدقہ ہوتی ہے ۔

اللہ کے بندو! ایک آدمی کی زندگی کی قیمت کیا ہے ۔وقت بہت تیزی سے گزر رہا ہے۔دن پے درپے آتے جاتے ہیں اور وہ غفلت ولہو لعب میں پڑا ہو۔نفع بخش چیز کی طلب سے بےنیاز ہوگیا ہو، اُس چیز کے سیکھنے میں دلچسپی نہ لے جس کی اُسے ضرورت ہو اور اُس کے بارے میں نہ پوچھے جس میں اُس کی کامیابی وکامرانی ہو۔ اپنی دنیا کے پیچھے بھاگتا پھرے ۔ نہ اُس کے پاس ذکر ہو، نہ علم نہ عبادت نہ نیک عمل، نہ اللہ کے ذکر میں لگنے اور نہ اللہ سے قریب کرنے والی چیزوں میں اُس کی مشغولیت ۔ بس اُس کی اپنی زندگی، اُس کے دنیاوی اعمال کی خبریں، حسب

ونسب پر فخر اور بے مقصد چیزوں میں وقت کا ضیاع ۔ یہی اُس کےپاس ہو۔اسی طرح برابر نہیں ہوسکتے وہ جو علم حاصل کرتے ہیں ۔ خود نفع اُٹھائیں اور لوگوں کو بھی فیض یاب کریں۔پھر اِسی طرح وہ جو علم حاصل کرتے ہیں کہ فخر کریں وہ برابرنہیں ہوسکتے۔ برابر نہیں ہوسکتے وہ جورزقِ حلال کماتے ہیں تاکہ اپنی ضرورتوں میں اُس سے فائدہ اُٹھائیں اور اُس کے ذریعے لوگوں سے بے نیاز ہوں اور ضرورتمندوں کی مدد کریں۔پھر وہ جو مال کماتے ہیں کہ اُس کے ذریعے فخر کریں اور ناجائز طریقے سے اُسے خرچ کریں ۔ اور برابرنہیں ہوسکتے وہ جو اولاد طلب کرتے ہیں کہ وہ نیک ذریت سے نوازے جائیں اور وہ جو اولاد طلب کرتے ہیں کہ اُن کی کثرت پر نازاں ہوں اور بڑے بنیں۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ

الشوریٰ–20

جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اُسے اُس کی کھیتی میں ترقی دیں گے۔

دوسرا خطبہ:

اما بعد!

اللہ کے بندو! جب ہر آدمی کی قدر وقیمت اِس بات سے طےہوتی ہے کہ وہ کیا طلب کرتا ہےتو تم دیکھو کہ تم کیا طلب کرتے ہواور کس چیز کی طرف جارہے ہو۔اور اگر تم چاہو کہ اللہ کے نزدیک اپنے مقام کو جانوتو دیکھو کہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مقام کیا ہے ۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ جسے یہ جاننا ہو کہ اللہ کے نزدیک اُس کے لئے کیا ہے تو اُسے یہ دیکھنا چاہیئےکہ اُس کے پاس اللہ رب العالمین کے لئے کیا ہے ۔

اللہ کے بندے! اگر آپ نیک کام کرنے کا اردہ رکھتے ہیں تو جلدی کریں ۔اور اگر آپ نے عزم کرلیا ہے تو ثابت قدم رہیں ۔اور اگر بھرپور کوشش کی ہے تو صبر وتحمل سے کام لیں۔اور جان لیں کہ وہ خوبیوں اور شاندار کارناموں کو نہیں پاسکتا جو شخص تھوڑا حاصل کرنے سے مطمئن اور راضی ہو۔ اور یاد رکھئے کہ جنت میں داخلہ صرف اللہ رب العالمین کی رحمت سے ہی ہوگالیکن اہلِ جنت سے مرتبے، جنت کے مقامات اور درجات میں باہمی فرق لوگوں کے ایمان تقویٰ اور نیک اعمال کے حساب سے ہوگا۔اس لئے آدمی کو چاہیئے کہ بلند ہمت رہےاور کوشش کرے ۔تاکہ جنت کے بلند مقامات تک پہنچے اور اُس جال سے بچے جو اُس کے اور جنت کے بلند مقامات کے حصول کے درمیان میں حائل ہوجاتاہے ۔

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو اُن خصوصیات سے نوازا ہے جو دوسری امتوں کے لئے نہیں۔یہ دنیا وآخرت میں سب سے بڑی اُمت ہے ۔اللہ تعالیٰ نے اُس کی قدر وقیمت بلند کی ہے ۔اُسے شرف سے نوازا ہے، اُسے چنا ہے ۔اور اُسے سب سے اچھی اُمت بنایا جو لوگوں کےلئے نکالی گئی ہے ۔ اور یہ اُمت آج بیداری اور سچی واپسی کی ضروتمند ہے ۔بعد اس کےکہ من جملہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب، اپنے نبی ﷺ کی سنت، سلفِ اُمت کے طریقے کے معاملے میں دور نکل گئی ہے اور دین کو مضبوطی سے تھامنے کا معاملہ کمزور پڑگیا ہے۔ یہ جن شان وشوکت کی چوٹیوں اور عظمت کی بلندیوں پر تھی اُس کے برعکس ہوگئی۔اُس نے اپنی شوکت، عزت، قدر وقیمت اور قوت وہیبت کو کھودیا۔ اسے یاس وناامیدی اور ناکامی وشکست نے کمزور کردیاہے۔ اُس کی ہمت پست ہوگئی۔ اور قوتیں جواب دے گئیں اور وہ اپنی راہ، اہداف، اصول اور قیادت سے پیچھے رہ گئی۔ دوسری امتوں پر بوجھ بن گئی ۔ سنو یہ اس بات کی بہت زیادہ مستحق ہے کہ وہ اپنے پرانے ماضی اور دُرست تاریخ کی طرف لوٹے۔

خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ فيصل بن جميل الغزاوی حفظه الله

3 صفر 1443ھ بمطابق 10 ستمبر 2021

(22) اللہ کی تسبیح کی اہمیت وفضیلت

فضیلۃ الشیخ ماہر المعیقلی حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

تمام تعریفات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کےلئے ہیں اُس کے احسان پر اور اُس کے لئے شکر ہے اُس کی توفیق اور نوازش پر، آسمانوں کی گرج اُ س کی تسبیح وتعریف کرتی ہے اور فرشتے بھی اُس کے خوف سے ۔ اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اُس کی تسبیح وحمد نہ کرتی ہو۔میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود ِ برحق نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں، مومن کے لئے اللہ کی اُنسیت اور اُس کا ذکر، تسبیح اور حمد سے حاصل ہونے والی دلی تسکین سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ۔ اور میں گواہی دیتاہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں جو لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا وسیع علم رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تسبیح اور ذکر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈر اور خشیت رکھنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ برکت نازل فرمائے آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کی پاکیزہ آل واصحاب ِ کرام پر، آ پ ﷺ کی ازواج ِ مطہرات امہات المؤمنین پراور اُن لوگوں پر جو تا قیامت اِن کا اچھی طرح اتباع کریں ۔

اما بعد!

اے مؤمنوں کی جماعت! میں آپ کو اور اپنے آپ کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔اللہ کا تقویٰ جامع اور نفع بخش نصیحت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا﴿٢﴾ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ الطلاق–3/2

اور جو کوئی خدا سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج ومحن سے) مخلصی (کی صورت) پیدا کرے گا۔اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہو۔

آپ اللہ سے ڈریں اوریقین رکھیں کہ آپ اُس سے ملنے والے ہیں آپ اُس کا ذکر وتسبیح کریں، اُس کا شکر ادا کریں اور اُس سے مغفرت طلب کریں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ یاسین–83

وہ (ذات) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

اے اُمت ِ مسلمہ! اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نہیں اور اُس کے ذکر سے أفضل کوئی ذکر نہیں کیونکہ اُس کا ذکر ہر چیز سے بڑ ا ہے۔جو اللہ کا ذکر کرتاہے اور وہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو اُن دونوں کی مثال زندہ او ر مردہ کی سی ہے۔بلکہ ذکر کرنے والوں کامقام اتنی بلندی تک پہنچ جاتا ہے کہ اُن کا رب اپنے فرشتوں میں اُن پر فخر محسوس کرتاہے۔ مؤمن کی زندگی میں اُس کا بہترین رفیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ہے۔صبح وشام، سوتے جاگتے، سفر وحضر اور کھاتے پیتے ہر حال میں اُس کا ہمدم ہوتا ہے ۔سچا ذکر کرنے والا وہی ہے جس کا عمل اپنے رب کی طاعت میں ہوتا ہے ۔ وہ اپنے تمام اوقات وحالات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتاہے۔

سعید ابن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: ہر وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کا ذکر کرنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سچ کہا جب اُس نے فرمایا:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ آل عمران–191

جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔

اور تسبیح عظیم ترین ذکر میں سے ہے۔تسبیح کا ذکر قرآن مجید میں 80 سے زیادہ مرتبہ آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی سات سورتوں کی ابتداء ذکر سے کی ہے ۔ اُس نے اپنی ذات

کے لئے خوبصورت ناموں اور بلند صفات کو ثابت کیا ہے اور اُن کے ساتھ اپنی تسبیح کو جوڑا ہے ۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے: هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ الحشر–23
وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے) سلامتی امن دینے والا نگہبان غالب زبردست بڑائی والا۔ خدا ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔
تسبیح ہر اُس چیز سے رب کی پاکی کو شامل ہےجو اُ س کے جلال وکما ل کے لائق نہیں، اللہ جل جلالہ اپنی ذات، ناموں اور صفات میں کمال سے متصف ہے ۔عیبوں، کمیوں اور اُن چیزوں سے پاک ہے جو اُس کے جلال کے شایان ِ شان نہیں ۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ پاک ہے، مبارک ہے، فرشتوں، روح یعنی جبریل علیہ السلام کارب ہے ۔ وہ پسند کرتاہے کہ اُس کے بندے اُس کی تسبیح کریں ۔اور فرشتے اپنے ذمے بڑے عظیم کاموں کے باوجود رات ودن تسبیح کرتے ہیں اور اُس سے سست نہیں پڑتے ۔
صحیح مسلم کی ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کرتا ہے تو عرش اُٹھانے والے فرشتے تسبیح کرتے ہیں پھر اُس کے بعد آسمان والے فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ تسبیح اِس دنیاوی آسمان والے باشندوں تک پہنچ جاتی ہے ۔یعنی وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں،اُس کے حکم کی تظیم کرتےہیں اور اللہ جل جلالہ کے لئے فروتنی برتے ہیں اُس کا حکم قبول کرتے ہیں اور اُس کی طاعت بجالاتے ہیں ۔اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں کی بات ہے تو تسبیح اُن کا ذکر ہےاور مشکلات کے وقت اُن کی جائے پناہ ہے ۔
اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دُعا کی کہ اُن کے بھائی ہارون علیہ السلام کو اُن کا وزیر بنادے تاکہ وہ بہت زیادہ تسبیح کرنے پر اُن کی مدد کریں۔انہوں نے دُعا کرتے ہوئے کہا: وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا طٰہ–34/29
اور میرے گھر والوں میں سے (ایک کو) میرا وزیر (یعنی مددگار) مقرر فرما ۔(یعنی) میرے بھائی ہارون کو ۔اس سے میری قوت کو مضبوط فرما ۔اور اسے میرے کام میں شریک کر ۔تاکہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں ۔اور تجھے کثرت سے یاد کریں ۔
اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی اللہ وسبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح سے عبارت تھی ۔آپ ﷺ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور کسی ایسی آیت سے گزرتے کہ جس میں رحمان کی پاکیزگی بیان کی گئی ہے تو آپ ﷺ تسبیح کرتے، جب آپ ﷺ رات میں قیام کرتے تو اپنے رکوع وسجود میں لمبی تسبیح کرتے اورجب آپ ﷺ اپنے جانور پر سوار ہوتے تو فرماتے: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا
پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخرکردیا (اسے ہمارے قبضے میں دے دیا) ۔
اور آپ ﷺ کسی وادی میں اُترتے تو بھی تسبیح کرتے، جب کوئی تعجب خیز چیز دیکھتے تو تسبیح بیان کرتے، جب اپنے بستر پر جاتے تو 33مرتبہ تسبیح بیان کرتے اور جب آپ ﷺ پر مشرکین کی اذیت بڑھ گئی، غم نے آپ کو گھیرنا چاہااور آپ ﷺ کاسینہ تنگ ہوگیا تو آپ کے رب نے آپ کو اپنے رب کی بکثرت تسبیح کرنے کا حکم دیا تاکہ آپ کا سینہ کشادہ ہوجائےاور آپ ﷺ سے آپ کی پریشانی اور غم دور ہوجائے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ الحجر–98/97
اور ہم جانتے ہیں کہ ان باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے۔تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور (اس کی) خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو۔

تسبیح سے آپ کے دل کو سکون ملےگاآپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوگی اور آپ کے سینے کو کشادگی حاصل ہوگی اور آپ کا رب آپ کو دنیاوی وآخروی اجر سے نوازے گاتاکہ آپ خوش ہوجائیں ۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ طه–130

پس جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کیا کرو۔ اور رات کی ساعات (اولین) میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی أطراف (یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) تاکہ تم خوش ہوجاؤ۔

تسبیح ہی کی یہ عظیم فضیلت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پیغام پہنچا چکے اور امانتیں ادا کردیں اور لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں جوق درجوق داخل ہونے لگے تو آپ کے رب نے آپ ﷺ کو موت کے نزدیک ہونے کی خبر دی اور آپ کو حکم دیا کہ اپنی زندگی کا اختتام اللہ عزوجل کی تسبیح پر کریں۔

صدیقہ بنتِ صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے پہلے اس دُعا کا بکثرت ورد کیاکرتے تھے:سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ رواہ مسلم

ایمانی بھائیو! تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے لئے کما ل وجمال کا اقرار کرتے ہوئے اور اُس کی طاقت وعظمت کےسامنے جھکتے ہوئے تسبیح کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرتی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ النور–41

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی۔ اور سب اپنی نماز اور تسبیح کے طریقے سے واقف ہیں۔

ساتوں آسمان اور اس کے باشندے اُس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔سورج، چاند، ستارے اور سیارے اُس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور زمین اپنے پہاڑوں، سمندروں، ریت کے ذروں اور درختوں کےساتھ تسبیح بیان کرتی ہے بلکہ ہر تر اور خشک چیز، زندہ اور مردہ بلکہ پوری علوی اور سفلی کائینات زبانِ حال سے سب سے بڑی وبلند وبالا ذات کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا الاسراء–44

ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور (مخلوقات میں سے) کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ بےشک وہ بردبار (اور) غفار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ کرام کو جمادات کی تسبیح سنائی ہے جیسے درخت کے تنے کا رونا اور آپ ﷺ کی ہتھیلیوں میں کنکریوں کا تسبیح کرنا ۔

سنن ترمذی میں جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھاناکھا رہے تھے اور ہم کھانے کی تسبیح سن رہے تھے ۔ بے جان مخلوقات اپنے خالق کی تسبیح گنگناتی ہیں تو ہم مؤمنوں کی جماعت کا حال کیا ہونا چاہیئے ۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا الاحزاب–42/41 اے اہل ایمان خدا کا بہت ذکر کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ میرے لئے اور آ پ سب کے لئے قرآن عظیم میں برکت دے اور مجھے اور آپ کے اُس کی آیات اور حکمتوں سے فائدہ پہنچائے۔

دوسرا خطبہ:

حمد وثنا کے بعد!
ایمانی بھائیو! تسبیح ایک عظیم عبادت او ر طاعت ہے ۔اُس کے ذریعے اللہ تعالیٰ دلوں کو زندہ کرتا ہے، نیکوں کو بڑھاتا ہے خطاؤں کو مٹاتا ہے ۔اور گناہوں اور سیئات کو بخشتا ہے ۔تسبیح توشہ آخرت ہے، جنت کا پودہ ہے اور رحمٰن کےنزیک سب سے أفضل ومحبوب کلام ہے ۔ اُس سے پلڑا بھاری ہوگا ۔تسبیح کرنے والوں کی شفاعت تسبیح اپنے رب کے پاس کرےگی اورمشکل کے وقت اُن کی یاد دلائےگی۔
مسند امام احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جو تعظیم، تسبیح، تحمیداور تحلیل کی شکل میں اللہ کاذکر کرتے ہو وہ عرش کے اَرد گرد گردش کرتا رہتا ہے، شہد کی مکھیوں کی طرح اُن کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے اور وہ اپنے کہنے والے کی یاد دلاتی ہیں ۔تو کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند نہیں کہ اللہ کے پاس ہمیشہ اُس کی کوئی ایسی چیز ہوجو اُس کی یاد دلاتی رہے ۔
اللہ کے نبی یونس علیہ السلام رات کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں تھے اور اُنہوں نے ان اندھیروں میں پکارا: لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ الانبیاء–87 تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بےشک میں قصوروار ہوں۔ اور فرمایا: فَلَوۡلَآ أَنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلۡمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِي بَطۡنِهِۦٓ إِلَىٰ يَوۡمِ يُبۡعَثُونَ الصافآت–144/143 پھر اگر وہ (خدا کی) پاکی بیان نہ کرتے۔تو اس روز تک کہ لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اسی کے پیٹ میں رہتے۔
کیونکہ تسبیح میں دل کی راحت، کشادگی، آسائش اور راحت اور خوشی ہے اس لئے وہ دنیا ختم ہونے کے باوجود بھی ختم نہیں ہوگی۔جنت والوں کو تسبیح کا الہام ہوگااور بغیر کسی مشقت وپریشانی کے وہ اُس کاورد کریں گے اوراُس سے اُنہیں کوئی تھکن نہیں ہوگی۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: دَعۡوَىٰهُمۡ فِيهَا سُبۡحَٰنَكَ ٱللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيهَا سَلَٰمٞ یونس–10
(جب وہ) ان میں (ان نعمتوں کو دیکھوں گے تو بےساختہ) کہیں گے سبحان اللہ۔ اور آپس میں ان کی دعا سلامٌ علیکم ہوگی۔
اور صحیح مسلم میں روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جنت والوں کو تسبیح وتحمید کا الہام ہوگا جیسے تمہیں سانس کا الہام ہوتا ہے ۔ سُبۡحَانَ اللهِ وَبِحَمۡدِهِ عَدَدَ خَلۡقِهِ وَرِضَا نَفۡسِهِ وَزِنَةَ عَرۡشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ
خطبة الجمعة مسجد حرام: فضيلة الشيخ ماهر المعيقلی حفظه الله
19 محرم 1443ھ بمطابق 27 اگست 2021

(23) صراطِ مستقیم کا تعارف
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اُسامہ خیاط حفظہ اللہ
پہلا خطبہ:
اما بعد! اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرواور اُس سے ڈرو اور یاد رکھوکہ تمہیں اُس کےسامنے کھڑا ہونا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: **يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ النبأ**–40 جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی کو دیکھ لے گا۔ **يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ النازعات**–35 جس دن کہ انسان اپنے کیے ہوئے کاموں کو یاد کرے گا۔ **يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ الفجر**–23 اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر آج اس کے سمجھنے کا فائدہ کہاں؟ مسلمانو! در حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا راستہ ایک ہی ہے، کئی ایک نہیں ۔ اور وہ اُس کا وہ سیدھا راستہ ہے جسے اُس نے مقرر کیا ہے کہ جو اُس پر چلیں وہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کی خوشنودی اور جنت تک پہنچائے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: **وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الانعام**–153 اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے کے لئے واحد کے صیغے کا استعمال کیاکہ وہ اصلاً ایک ہی ہے، کئی ایک نہیں۔جبکہ اُس راستے کے مخالف راستوں کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا کہ وہ ایک سے زیادہ یعنی متنوع ہیں ۔ جیسا کہ حدیث ِ مبارکہ میں آیا ہےجسے امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام دارمی نے اپنی سنن میں حسن سند کےساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اُس لکیر کے دائیں اور بائیں لکیریں کھینچیں اور پھر فرمایا: یہ راستے ہیں اور اِن میں سے ہر ایک راستے پر شیطان بیٹھا ہے جو اُس کی طرف بلا رہا ہے ۔پھر آپ ﷺ نے اِس آیت ِ کریمہ کی تلاوت کی: **وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الانعام**–153

تو معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف لے جانے والا راستہ ایک ہی ہے۔اس لئے کہ اللہ پاک حقِ مبین ہے۔اور حق ایک ہے اور اُس کا مرجع ایک ہے اور جہاں تک گمراہی کی بات ہے تو اُس کا شمار نہیں۔ یہیں سے شریعتوں کے تنوع اور اُن کے اختلاف کا پتہ چلتا ہے۔اگرچہ اُن سب کا مرجع ایک ہی ہےاسی وجہ سے اُن کے معبود اور دین، دونوں میں وحدت پائی جاتی ہے ۔اسی سلسلے میں وہ حدیث ہے جسے امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی صحیح میں ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء علاتی بھائی ہیں۔ اُن کی مائیں مختلف ہیں پر دین ایک ہے۔

علاتی بھائی انہیں کہتے ہیں جن کے والد ایک ہوں اور مائیں متعدد ہوں۔اللہ کے رسول ﷺ نے انبیاء کے دین کوایک باپ سے تشبیہ دی اور اُن کی شریعتوں کو متعدد ماؤں سےتشبیہ دی جس سے معلوم ہوا کہ یہ شریعتیں ہر چند کہ متعدد ہوں لیکن اُن کا مرجع ایک ہی باپ ہے۔ اور جب یہ بات طے ہوگئی تو اِن میں سے کچھ وہ ہیں جن کا بنیادی عمل تعلیم وتعلم کا راستہ ہوتا ہے ۔وہ اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرتے ہوئے اُس میں اپنے وقت کو لگاتے ہیں۔ وہ لگاتار علم وتعلیم کی راہ میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اُس راستے پر چلتے چلتے اللہ رب العالمین تک پہنچ جاتے ہیں، یا پھر اُس کی طلب کے راستے میں فوت ہوجاتے ہیں اور موت کے بعد مقصد تک رسائی کی اُن کےلئے اُمید کی جاتی ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ النساء**–100

اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺکی طرف نکل کھڑا ہوا، پھر اسے موت نے آ پکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا ۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا بنیادی عمل تلاوتِ قرآن اور ذکر ہوتا ہے، یہی اُن کے اوقات پر غالب رہتا ہے وہ اپنی آخرت کے لئے اُسے توشہ بناتے ہیں، اپنے انجام کے لئے اُسے پونجی بناتے ہیں اور پھر جب اُن سے اِس عمل کے سلسلے میں کوتاہی ہونے، لگتی ہے تو وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ دھوکے کا شکار ہوگئے ہیں اور نقصان اُٹھا یا ہے۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کا بنیادی عمل نماز ہوتی ہے تو جب اُس پر چلنے میں کوتاہی کرتے ہیں اور اِس پر وقت گزرتا ہے اور وہ اُس پر مشغول نہیں ہوتے اس کے لئے مستعد نہیں ہوپاتے تو اُن کا دل تاریک ہوجاتا ہے اور سینہ تنگ ہوجاتا ہے۔ لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا راستہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے اور اُن کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنے کا ہوتا ہے ۔جیسے ضرورتیں پوری کرنا، مصیبتوں کو دور کرنا، پریشان حال لوگوں کی مدد کرنا گاہے بگاہے صدقات وخیرات کرنا۔ یہی راہ اُن پر کھولی گئی ہوتی ہےاور وہ اُسی راستے پر چل کر اپنے رب تک پہنچتے ہیں۔ لوگوں میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کا راستہ روزہ ہوتا ہے۔ جب وہ بغیر روزے کے رہتے ہیں تو اُن کے دل بدل جاتے ہیں اور اُن کی حالت خراب ہوجاتی ہے ۔ اور اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا طریقہ حج اور عمرہ ہوتا ہےجن کے ذریعے وہ اللہ رب العالمین تک پہنچتے ہیں اور کچھ لوگ اِن تمام اعمال کو جمع کرنے والے ہوتے ہیں ۔

ہر وادی میں اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے والے ہوتے ہیں ۔ ہر راستے سے اُس کے لئے جانفشانی کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ بندگی کے وظائف کو اپنے دل کا قبلہ اور اپنانصب العین بنائے رکھتے ہیں۔جہاں بھی ہوں وہ اِسی کا قصد کرتے ہیں، جہاں بھی جاتے ہیں یہ اُن کے ساتھ ہوتے ہیں، ہر قسم کی عبادت سے اپنا حصہ لیتے ہیں ۔ تو جہاں بھی بندگی ہو آپ انہیں وہاں پائیں گے ۔اگر علم کا معاملہ ہوتو آپ انہیں اہلِ علم میں پائیں گے ۔نماز کا معاملہ ہو تو آپ انہیں خشوع اختیارکرنے والوں میں پائیں گے۔ذکر کا معاملہ ہو تو آپ انہیں ذکر کرنے والوں میں پائیں گے۔ احسان اور رفع کا معاملہ ہو تو آپ انہیں محسنین کے زمرے میں پائیں گے۔ یا پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، اُس کی محبت میں انابت کا معاملہ ہو تو آپ انہیں انابت اختیار کرنے والے محبین میں پائیں گے۔ وہ بندگی اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں پھر جہاں بھی اُن کاقافلہ چلے اور اُس کی طرف گامزن رہتے ہیں جہاں بھی اُس کے خیمے لگیں ۔

اللہ کے بندو! یہی وہ بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے والے ہیں۔حقیقت میں اُس تک اس طرح پہنچنا کہ دل اُس سے متصل ہو جائے اور اِس طرح اُس سے جڑ جائےجس طرح محبت کرنے والا اپنے محبوب سے جڑ جاتا ہے کہ اِس کے سوا تمام مقاصد سے الگ بھی ہوجائے تو اُسے تسلی ہوجائےاور اُس کے دل میں سوائے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت کے اور کچھ باقی نہ رہے اور اُس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے قریب کیا اور اُس کے دل کو اپنی طرف متوجہ کرلیا اور اُس کے تمام معاملاتِ دین و دنیا کی نگرانی کی ،جس نے اُس میں سے کچھ چکھا اوراللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے راستے کو جانا اور پھر اُسے چھوڑ دیا تو اُس کی زندگی عاجزی ،غم اور عذر سے عبارت ہوگی اور اُس کی موت تکلیف اور حسرت ہوگی اوراس کا انجام افسوس و ندامت ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے اپنے رب کی طرف لے جانے والے راستے کو جانا اور پھر اُس سے منہ موڑ کر، اپنے منہ کے بل گرتے ہوئے اُسے چھوڑ دیا۔ ایسا آدمی اگر کچھ دیر کے لئے لطف اندوز ہو بھی جائے اور اپنی راہ سے کچھ لذت بھی حاصل کرلے تو وہ توحید کی وسعت، اُس کے میدانوں، محبت کے باغیچوں اور اُس قربت کے دسترخوانوں پر آزادانہ گھومنے سے محروم ہی رہے گا۔

اللہ کے بندو! جس نے بالکل ہی اللہ تعالیٰ سے اعراض برتا تو اللہ تعالیٰ بھی اُس سے بالکل اعراض برتے گا۔اورجس سے اللہ تعالیٰ اعراض برتے تو اُس کے اعمال وافعال میں بدبختی ومحرومی لازم آئے گی۔تو معلوم ہوا کہ مکمل محروم وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے راستے کو جاناپھر اُس سے اعراض برتا یا اُس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی روشنی کو پایا اور پھر اُس سے محروم کردیا گیا اوراُس کے ذریعے وہ اپنے رب تک نہ پہنچ پایا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سچ فرمایا:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ طٰه–126/125/124

اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ الٰہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہئے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہدایت اور اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت سے فائدہ پہنچائے ۔ دوسرا خطبہ:

ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، وہ اپنی اطاعت کرنے والوں کو عزت دینے والا اور اپنی نافرمانی کرنے والوں کو ذلیل کرنے والا ہے

اما بعد!

اللہ کے بندوں! جب اللہ تعالیٰ اپنی طرف آنے والے بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اُس بندے کی زندگی روشن ہوجاتی ہے، اُس کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور جلال وجمال کی رونق وشادابی کی شکل میں اُس کے متوجہ ہونے کے اثرات بندے پر ظاہر ہوتے ہیں اور فرشتے محبت ودوستی کے ساتھ اُس کی طرف بڑھتے ہیں کیونکہ وہ اپنے آقا کے تابع ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے وہ بندہ بھی اُس سے محبت کرتا ہے ۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریلِ امین علیہ السلام کو بلاتا ہے اور کہتا ہے: میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو تم بھی اُس سے محبت کروچنانچہ جبریل علیہ السلام بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور پھر وہ آسمان میں آواز لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہےتو تم بھی اُس سے محبت کرو۔پھر اُس کے لئے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے ۔ متفق علیہ

اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دوستوں کے دلوں کو ایسا بنا دیتا ہے کہ وہ محبت ومودت اور رحمت کے ساتھ اُس بندے کی طرف بڑھتے ہیں ۔ اب سوچو اُس کا کیا مقام ہوگا۔جس کی طرف مالک الملک محبت کے ساتھ متوجہ ہو۔ اپنی مختلف انواع کی کرامتوں کے ساتھ اُس کی طرف مائل ہو اور ملاءالاعلیٰ والے فرشتے اور اہلِ زمین اکرام وتعظیم کے ساتھ اُسے دیکھیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے ۔

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور عمل میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اور اللہ کے نبی کریم ﷺ کی پیروی کے بعد ہر اُس چیز پر عمل کرو جس کے ذریعے تم اللہ تعالیٰ کی محبت تک پہنچ سکتے ہو۔ اور درود وسلام بھیجو مخلوقات میں سب سے أفضل محمد بن عبداللہ ﷺ پر کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اِس کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الاحزاب–56

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔

خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضیلة الشیخ اسامه خیاط حفظه الله

تاریخ 2 ربیع الاول 1443ھ بمطابق 8 اکتوبر 2021

(24) بڑھتی ہوئی طلاق کی شرح ناپسندیدہ عمل

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد الرحمٰن بن عبدالعزیز السُدیس حفظہ اللہ

پہلا خطبہ:

اما بعد!

اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لوکہ اُس کا تقویٰ عظیم ترین بندھن ہے۔گھٹا ٹوپ تاریکی میں منور کرنے والی روشنی ہے۔تو جس نے اُسے مضبوطی سے تھاما وہ کامیاب وکامران اور فائق ہوااور اللہ کی قسم! اُس نے سعادت کا نہایت ہی عمدہ مزہ چکھا۔

ارشادِ ربانی ہے: يَاأَيُّهَاالنَّاسُ اتَّقُوارَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَازَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَارِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا النساء–1

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

مسلمانو! روزانہ کے سلگتے ہوئے سماجی مسائل اور عالمی خاندانی مشکلات میں ایک ایسا مسئلہ نمودار ہوتا ہےجس کا علاج روشن شریعت نے نہایت عمدہ طریقے اور انوکھے انداز میں کیا ہے۔وہ ایسا مسئلہ ہے کہ جسے صرف چیدہ افراد جوکہ عالم ہو ں ، دقیق فہم و فراست اور اعلیٰ صفات کے حامل ہو ں و ہی حل کرسکتے ہیں۔وہ ایسا مسئلہ ہےکہ جس کےبارے میں حالات اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ بلند و بالا گھروں کو چٹیل میدانوں میں تبدیل کردیتا ہے۔وہ حسرت و بے خوابی ،بے چینی اور سوزش پیدا کرتا ہے۔اور اُس کی وجہ سے جدائی و غم اور ملال کے بکھرے ہوئے بادل خاندانوں پر منڈلاتے ہیں۔اُس نے کتنے ہی یکجا لوگوں کو منتشر کردیا اور کتنے آنسو بہائے،کتنی خواتین کوبیوہ بنایا،بچوں کو الگ کیا ۔ بہت سارے آباد گھروں اور جڑے ہوئے خاندانوں کو ایسا ناقابل برداشت عذاب بنادیا۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔وہ طلاق اور جدائی کا مسئلہ ہے ۔ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

مسلمانو! حالیہ وقت میں طلاق کے معاملات بڑھ گئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے معمولی اسباب کی وجہ سے طلاق دینے کو معمولی بات سمجھ لیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے طلا ق میں جلد بازی سے ڈراتے ہوئے فرمایا: وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا الطلاق–1

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے اوپرظلم کیا، تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

شوہروں اور بیویوں کی جماعت! میاں اور بیوی دو معزز ساتھی ہیں۔خاندان کی بنیادیں اور اُس کی امین ہیں، اُن دونوں کے مابین محبت ورحمت رکھی گئی ہے۔تاکہ رشتہ باقی رہے اور پھلتا پھولتا رہے۔مزید یہ کہ گھر کے اندر اُنسیت اور ہم آہنگی کا ماحول ہمیشہ قائم رہے اور اختلاف وناچاقی کا خاتمہ ہوجائے۔اسی لئے اسلام نے نکاح کے بندھن کو بلند کیا ۔ اس لئے کہ یہ دوخاندانوں کے مابین مضبوط رشتہ اور میاں بیوی کے مابین سخت عہد وپیمان ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا النساء–21 حالانکہ تم ایک دوسرے سے مل چکے ہو اور ان عورتوں نے تم سے مضبوط عہد وپیمان لے رکھا ہے۔

یہ ایسامضبوط بندھن ہےکہ جس کا توڑنا آسان نہیں ہے۔تو اسلام ہر خاندان کا نظام اور ہر گھر کا منہج ہے۔اسلام طلاق کے شعلوں کو بجھانے اور خوف کےبھیانک بھوت کو شکست دینے کے لئے آیا ہےتاکہ خاندا ن کے اوپر محبت و نرمی اور شفقت کا جھنڈا لہرائے ۔اُس اتحاد ،رحمت و احسان کا سورج چمکے ،چہروں پر محبت بھری مسکراہٹ،نرم کلمات،شفیق و محسن نگاہیں اور اُبھرتے ہوئے جذبات چھائے رہیں جن کا دونوں فریق تبادلہ کریں۔والدین جن سے خوش ہوں اور اُن باتوں کواللہ تعالیٰ کا یہ فرمان شامل ہے اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ ہےکہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم اُن سے آرام پاؤ ۔اُس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی۔یقیناً

غور و فکر کرنے والوں کےلئے اِ ن میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ مؤمنو! معزز شوہروں اور معز ز بیویوں کو جان لینا چاہیئے کہ سعادت، سچے اور خالص معاملہ اور صبر پرمبنی خوشگوار بُود وباش کی خوبصورتی میں ہے۔اللہ جل شانہ نے فرمایا: وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا النساء–19

ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو، گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو، اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کےلئے سب سے بہتر ہے۔اورمیں تم میں اپنے اہل ِ کے لئے سب سے بہتر ہوں۔

اے اللہ کے بندو! اُمت ِ اسلام باوجود اِس کے کہ اسلام نے خاندان کے محل کو بُلند کرنے کے لئے اور اُسے آزمائش وپریشانی، مصیبتوں اور رستوں کی رکاوٹوں سے محفوظ رکھنے کےلئے نشانات اور بنیادیں مقرر کی ہیں لیکن انسان کی فطرت میں ناسازگاری، کمی غلطی اور فتنہ زدہ ہونا طے کردیا۔تاہم اُن میں سب سے مثالی اور کامل وہ لوگ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کے پاس رُک جانے والے ہیں۔ارشادِ ربانی ہے: ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ الحج–30

یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لئے اس کے رب کے پاس بہتری ہے۔

اس لئے کبھی کبھی پر امن وخوش گھرانے ایسی آندھیوں اور طوفان کی زد میں آتے ہیں جو اتحاد کو پارہ پارہ کرتے اور اختلاف وفراق کے بیج بوتے ہیں ۔اور اُن طوفانوں میں سب سے زیادہ عام وخطر ناک ہیجان وغصہ ہیں جو سب سے بُری ہلاکت تک لے جانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بصیرتوں کو روشن فرمائےاور ضمیروں کی اصلاح فرمائے۔غصہ خاندان کے لئے زلزلہ اور بُردباری اُس کی مرہم پٹی ہے۔طیش ناآہنگی ہے اور صبر اُس کا ستون ہے ۔ سب سےتلخ زندگی اُن لوگوں کی ہے جو سب سے زیادہ طیش وغصے والے ہیں اور جو چیز حسرت وافسوس کا باعث بنتی ہے اور علاج ومعالجہ کرنے والوں کو بھی پریشان کرتی ہے وہ یہ ہے کہ کچھ میاں بیوی اپنی مشکلات واختلافات کاحل طلاق کے علاوہ کسی چیز میں نہیں دیکھتے، اُنہیں طلاق کے علاوہ کوئی چیز نہیں سوجتی حالانکہ ایسا کرنا باری تعالیٰ کے احکامات کے خلاف ہے ۔ امام بخاری وامام مسلم نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہےکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: عورتوں سے اچھا سُلوک کرواس لئے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی میں بھی سب سےزیادہ ٹیڑ ھا اُوپر کا حصہ ہوتا ہے تو اگر تم اُسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اُسے توڑ ڈالو گے لیکن اگر اُسے یوں ہی چھوڑ دو گے تووہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی ۔لہٰذا عورتوں کے ساتھ اچھا سُلوک کرو۔

اے معزز شوہر وں اور اُن کی بیویو! یاد رکھو کہ جلد بازی میں دی جانے والی طلاق آتش فشاں کا لاوا ہے جو خاندان کے ڈھانچے اور اُس کے اُنس و قرار ،تسکین و استحکام کو جلا کر راکھ کردیتا ہے ۔جلدی میں دی جانے والی طلاق نہ صرف زوجین کو متاثر کرتی ہے بلکہ اُس کا ضرر بچوں تک بھی پہنچتا ہے ۔پھر میاں بیوی کے خاندانوں اورپھر معاشرے تک پہنچتاہے ۔اسی لئے اسلام نے طلاق کو ناپسند کیا ہے۔اُس کے بُرے انجام اور ہلاکت خیز سنگین اثرات کی وجہ سے اُس سے نفرت دلائی ہے ۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی ایسی چیز کو حلال نہیں کیا جو اُس کے نزدیک طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ ہو۔

تو اے طلاق کا اعلان کرنے والو! اور طاقت وبے باکی سے اُس میں داخل ہونے والو! عقل وسنجیدگی سے کام لو۔ اے سرگردانی جو آگ سے میٹھا پانی طلب کرے اور چٹیل میدان میں شادابی تلاش کرے ۔ نیند سے خواب کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ توبیدار ہوجاؤ اور اللہ تمہیں نیند کے شر سے بچائے۔

تو کتنے ہی خاندا ن ہیں جو چوٹی وبلندی سے پریشانی وآگ کی کھائی تک پہنچ گئے۔جبکہ وہ سعادت میں ایسے تھےجیسے زمانے کی پیشانی پر چمکتا روشن نشان۔ یہ ہے حکیمانہ ربانی منہج جس نے اِس مسئلے کا تریاق وعلاج پیش کیا ہے ۔اُسے روحوں اور حلقوں میں فُرات کے میٹھے صاف پانی کی طرح سازگار بنایا ہے۔ارشادِ ربانی ہے: وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا النساء –128

اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں۔ صلح بہت بہتر چیز ہے، طمع ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے۔ اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے۔

اور جیسا کہ معزز نبوی ہدایت اور حکیمانہ رہنمائی ابو هريرة رضی اللہ عنہ کے ذریعے مروی حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض نہ رکھے، اگر اسے اس کی کوئی عادت نہ پسند ہوتو دوسری پسندیدہ ہوگی۔ اس حدیث میں شوہروں اور بیویوں کے مابین غلطیوں کے علاج اور لغزشوں کے تدارک میں بلیغ حکمت اور پختہ نصیحت ہے ۔ اُس میں اجابیت وسلبیت، حسنات وسیئات اور نقائص وکمالات کے مابین منصفانہ اور عقلمندانہ موازنہ ہے ۔ تو کونسا ایسا شخص ہے جس نے کبھی کوئی غلطی ہی نہیں کی اور کونسا ایسا شخص ہے جو صرف اچھائی ہی کرتاہے۔ اُس کے ذریعے باہم تعلق قائم رہتا ہے شفافیت مستحکم ہوتی ہےاور ہر غصے اور مشقت کی جگہ خوشحالی لے لیتی ہے۔اچھی تنقید اور بصیرت آمیز گہری نگاہ بکھرے ہوئے خاندان اور ٹوٹے ہوئے سماج کو استحکام ودُرستگی اور سیادت وکامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔

اللہ کی قسم! اگر محبت نہ ہوتی تو لوگوں کے دل خالی وبیابان ہوجاتے، اُسی کے ذریعے ہم اور ہمارے احساسات موم کی طرح پگلے حالانکہ وہ بہت سخت تھے۔

ایمانی بھائیو! محبوب او ر محب کے درمیان مصیبتوں کی تاریکوں کو دور کرنے کےلئے طلاق کے معاملے میں اصلاح کے ضابطوں میں سے یہ ہے کہ علام الغیوب کی توفیق کے بعد باشعور وتجربہ کار عقلمند ومنور ذہن افراد کے ہاتھوں میں لگام دی جائےتاکہ بہا لے جانے والے تکلیف دہ جذبات کی لگام کو پکڑ سکیں اور وہ اس طرح کہ زوجین کے گھر والوں کی طرف سے دو معزز حکم کو بھیجا جائےاور وہ دونوں ہوشیار وماہر اور ذہین ورأست باز ہوں۔ اس لئے کہ لوگ تو بہت ہیں لیکن ماہرین کم ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا النساء –35

اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرا دے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ پورے علم والا پوری خبر والا ہے۔

اگر اصلاح کامیابی ونجاح کی طرف لےجائےتو خاتون کے لئے طلاق کے مطالبے پر اصرار کرنا جائز نہیں ہے ۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اگر کسی عورت نے بغیر کسی سبب کے اپنے شوہر سے طلاق کامطالبہ کیا تو اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے ۔ مسند احمد/ ابی داؤد

أمت ِ اسلام! اے والدین! اے میاں بیوی! کبھی کبھی طلق کے وقوع اور اُس کے جلادینے والے شعلے کی گرمی کے سامنے حائل ہونا بہت مشکل ہوتاہے اس لئے کہ اگر بغیر استقرار کے زندگی کا جاری رہنا حتمی ہو تو ایسی صورتِ حال نامرادی، ہلاکت اور مصیبت وتباہی کا ذریعہ ہوگی۔اسی لئے اسلام نے جس تلخ کڑوی بیماری کوخصوصی ضوابط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے وہ طلاق ہے۔اللہ جل شانہ نے فرمایا:

وَإِن يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا النساء –130

اور اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا، اللہ تعالیٰ وسعت والا حکمت والا ہے۔
مومنو! طلاق کے مسائل کے پھیلاؤ کے اسباب کی تحقیق کرنے والاپاتا ہے کہ اُس کے نہایت اہم وعام اسباب میں سے شریعت کے احکام کی معرفت میں کوتاہی، پریشانی وتنازع کے ظہور کے وقت باہمی افہام وتفہیم اور گفت وشنید کا غائب ہونا، دوسروں کی باتوں کو دھان سے نہ سننا، اکڑ اور ہٹ دھرمی کو نہ چھوڑنا، جانبدارانہ اور ظالمانہ رائے سے چپکے رہنا، بے تکلفی کو چھوڑدینا اور صبر کا ختم ہوجانا، طرفین کے مابین نفسیاتی وفطری اختلاف کا اعتبار کئےبغیر افعال واقوال میں مثالی اطوار کا مطالبہ کرناہے۔
طلاق میں جلدی نہیں کرتا مگر وہ شخص کہ جس نے اپنے بے لگام جذبات کی پیروی کی اور اُس کی اطاعت کرتا رہا اور اپنی عقل کی طاقت کو ختم کردیا یا اُسے ضائع کر بیٹھا تو ایسا شخص ہی طلاق میں جلد بازی کرتا ہے اور جذبات کی پیروی کرتا ہے اور اپنے معاملات میں اُسی کی اطاعت کرتا ہے ۔اللہ المستعان
اے شوہروں! اور اے بیویوں! اپنے نفس اور اپنے گھروں، اپنے بچوں اور اپنے سماجوں کے متعلق اللہ سے ڈرو۔
اے معزز بیوی! شوہر کے سلسلے میں تم اللہ سے ڈرو۔ تم اُس کے لئے بستر بن جاؤ اور وہ تمہارے لئے اوڑھني بن جائےگا۔نرمی وقناعت سے اُس کے ساتھ بات چیت کرو۔ اچھے سمع وطاعت کےذریعے اُس کے ساتھ زندگی گزارو۔جب تک تم اُس کا حد درجہ احترام وتعظیم کرتی رہوگی وہ تم سے بہت زیادہ محبت وعزت کرتا رہے گا۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب عورت پانچ وقت کی نماز ادا کرے، رمضان کا روزہ رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اُس سے کہا جائے گا کہ تم جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہوجاؤ۔
اے مبارک شوہرو! بیوی کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔تم عقلمند وتجربہ کار بن جاؤ جو اپنے اہل کے لئے عذر تلاش کرتاہے ۔تم اس بات سے بچو کہ اُن کی لغزشیں اور کوتاہیاں تلاش کرو بلکہ نرمی وخوش دلی کے ساتھ اُس سے ملو۔ اور بیوی کو چاہیئے کہ وہ تمہارے گھر میں متکبر اور بھٹکی ہوئی ہونے سے بچے۔ یقیناً اہلِ علم مفتیان ِ کرام نے تمہاری رہنمائی کی ہے۔سختی وتنگی کے وقت اُن کی مددگار بن جاؤ ۔
اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ سب ہی لوگوں کو اُن کاموں کی توفیق عطا فرمائے جنہیں وہ پسند کرتا ہے اور جن سے وہ راضی ہوتاہے ۔اور ہمیں اُن چیزوں سے بچائے جو اُسے ناراض کرتی ہیں اور جن سے وہ منع کرتاہے ۔وہ دلوں کی اصلاح فرمادے، راہوں کو روشن کردے، ہر طلب کو پورا فرمادے، وہ اُس کا مالک ا ور اُس پر قادر ہے ۔

دوسراخطبہ:
ہر طرح کی تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے اُس نے ہمیں قسم قسم کی نعمتوں، بھرپور رحمتوں اور مہربانیوں سے نوازا۔
اما بعد!
اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اس لئے کہ اُس کا تقویٰ دل کو رحمت وروشنی سے آباد کردیتا ہے۔گھروں اور جوارح کو چمک سے اور خاندانوں کو الفت وملنساری کے ذریعے پاکیزہ کردیتا ہے۔جان لو کہ طلاق کے کچھ احکام ہیں جن کا جاننا واجب ہے ۔ چنانچہ شوہر کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر علم وبصیرت کے جیسے چاہے ویسے طلاق دے۔طلاق کی سمجھ میں سے یہ ہےکہ طلاق حسنِ سلوک کے ساتھ دی جائے۔ارشادِ ربانی ہے:
الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ البقرة–229
یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

اور احسان میں سے یہ ہے کہ زیادتی اور ظلم کرنے اور مصیبت پر خوش ہونے اور بدلہ لینے کے اظہار سے بچا جائے۔احسان میں سے یہ ہے کہ بچوں پر بغیر بُخل وکنجوسی کے کشادگی کے ساتھ خرچ کیا جائے۔ احسان میں سے یہ ہے کہ لغزشوں اور غلطیوں کو بھلادیا جائے۔جو ماضی میں ہو اور جو گزرگیااُس کے پیچھے پڑنے کو چھوڑ دیا جائے۔طلاق کے فقہی پہلو میں سے جو چیز نہایت اہم وعظیم ہے وہ یہ ہے کہ طلاق کی دو قسمیں ہیں: طلاق ِ سنت اورطلاق ِ بدعت۔
سنت طلاق وہ ہے جو طلاق کے اردے کی صورت میں واجبی طور پر واقع ہوتی ہے ۔اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کو اُس طہر میں ایک طلاق دیجائے جس میں اُس سے جماع نہیں کیا ہے ۔ شوہر اگر اس طریقے کے مطابق طلاق دیتا ہے تو یہ طلاق دُرست اور سنت کے مطابق ہوگی۔اور اسی طریقے کو اختیار کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے اور اسے بہتر قرار دیا ہے ۔
پھر جہاں تک طلاق ِ بدعت کی بات ہے تو اُس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک ہی وقت میں عورت کو ایک سے زائد طلاق دے دی جائےیا اس طرح کہا جائے: تمہیں تین طلاق۔ یا اُسے حیض کی حالت میں طلاق دے دی جائےیا اُسے اُس طہر کی حالت میں طلاق دی جائے کہ جس میں اُس سے جماع کیا ہے ۔تو ایسا کرنے والا گناہ گار ہوگا۔ایسا شخص حرام کام کا ارتکاب کرنے والا ہوگا۔ تو کیا طلاق دینے والوں نے ان احکامات کو سمجھا یا انہوں نے بغیر لگام ونکیل کے طلاق دے دی۔
مسلمانو! درآنے والی بُرائیوں اور سنگین محرمات میں سے طلاق کے بعد پروگراموں کا انعقاد کرنا کیا یہ صبر وافسوس اوربازیابی کا موقع ہےیا خوشی وفرحت کا مقام۔ تم دونوں پر تمہارا رب رحم فرمائے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق سے نوازے ۔
اے وہ لوگو! جنہیں طلاق کا سامنا ہے یا وہ جو اس مرحلے کی سختیوں سے نبردآزما ہیں، صبر کریں طلاق زندگی کا آخری مقام نہیں ہےبلکہ زندگی کی راہیں کھلی ہیں اور ان شاء اللہ بہتر سے بہتر کی آپ امید کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق سے نوازے ۔یہ خاندان اور طلاق کے معاملے میں بعض آداب اور تدابیر ہیں۔ تو اہلِ علم اور نمایاں شخصیات اور باحیثیت اور شریف افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ طلاق کے بوجھ اور جدائی کے اثرات کو کم کرنے کےلئے معاون و مددگار بنیں۔اس لئے کہ خاندان کو طلاق اور جُدائی سے بچانا عظیم ترین ذمہ داریوں میں سے ہے۔اُس کے لئے راہ ہموار کرنا عظیم ترین نیکیوں میں سے ہے ۔اس لئے کہ وہ پُر امن ترقی کرنے والے اور شاندار مصلح معاشرے کی راہ ہے ۔اللہ تعالیٰ آپ سب پر رحم فرمائے۔اور جان لو کہ جس نے اُس چیز کی اصلاح کی جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے حال و مال کی اصلاح فرمادے گا۔ اس کی بیوی بچے کی اصلاح کردے گا۔اُسے اُس کی مراد میں سعادت وکامیابی عطا فرمائےگا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا الطلاق–2
اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ سب پر رحم فرمائے۔
خطبة الجمعة مسجد الحرام: فضيلة الشيخ عبد الرحمٰن السديس حفظه الله
تاریخ 24 صفر 1443ھ بمطابق 1 اکتوبر 20

مؤلف کی مزید کتب کا مطالعہ بھی کریں۔

مکتبہ دارالرحیل کراچی 03172134743